گلشنِ خطیب ایک باغ ادب کا ہے
ساماں اِس میں ذوقِ طلب کا ہے

گلشنِ خطیب

حافظ محمد ظفر اقبال چشتی عفی عنہ

2
گلشنِ خطیب
حافظ محمد ظفر اقبال چشتی عفی عنہ
شبیر برادرز
۴۰۔ اردو بازار لاہور فون:
042-37246006

Marfat.com

الصلوٰۃ والسلام علیک یا رسول اللہ

گلشنِ خطیب

با اہتمام	ملک شبیر حسین
سن اشاعت	اکتوبر 2013ء / ذی الحج 1434ھ
طابع	اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور
کمپوزنگ	ورڈز میکر
سرورق	اے ایف ایس ایڈورٹائزر لاہور 0322-7202212
قیمت	روپے

شبیر برادرز
اردو بازار ۰ لاہور

ضروری التماس

قارئین کرام! ہم نے اپنی بساط کے مطابق اس کتاب کے متن کی تصحیح میں پوری کوشش کی ہے تاہم پھر بھی آپ اس میں کوئی غلطی پائیں تو ادارہ کو آگاہ ضرور کریں تاکہ وہ درست کر دی جائے۔ ادارہ آپ کا بے حد شکر گزار ہوگا۔

Marfat.com

فیضانِ نظر

فخرِ سادات' آفتابِ ولایت سیدی و مرشدی

حضور پیر سیّد نذیر حسین شاہ صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے

لختِ جگر

عالمِ نبیل' فاضلِ جلیل نمونۂ اسلاف

حضرت علامہ مولانا پیر سیّد عارف بہاؤ الحق شاہ صاحب

(دامت برکاتہم العالیہ)

ناظمِ اعلیٰ' دار العلوم محمد یہ غوثیہ سیالکوٹ کینٹ

آستانہ عالیہ کھروٹہ سیداں شریف

❋❋❋❋❋

Marfat.com
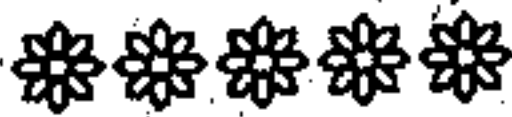
الاہداء

اپنے شفیق امی ابو کے نام!

جن کی دعاؤں کے ٹھنڈے اور گھنے سائے ہمیشہ میرے سر پر رہتے ہیں۔ رب ذوالجلال دنیا میں ہر غم، مصیبت و پریشانی اور ہر بیماری سے محفوظ رکھے اور آخرت میں انہیں جنت الفردوس کی نعمتوں سے مالا مال فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الکریم

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم

❁❁❁❁❁

Marfat.com

انتساب

بنام

آفتابِ شریعت، مہتابِ طریقت، شہنشاہِ ولایت، فخر الاتقیاء

عاشقِ مصطفیٰ، مفسرِ قرآن، ضیاء الامت

حضور پیر **محمد کرم شاہ** صاحب نَوَّرَ اللّٰہ مَرْقَدَہٗ

جن کی نگاہِ فیض سے ہزاروں علماء فیض یاب ہو کر دنیا بھر میں خدمتِ دینِ متین میں مصروف ہیں۔ اللہ کریم آپ کے فیضِ کرم کو تا قیامت جاری و ساری رکھے۔

آمین ثم آمین!

❁❁❁❁❁

Marfat.com

❁❁❁❁❁
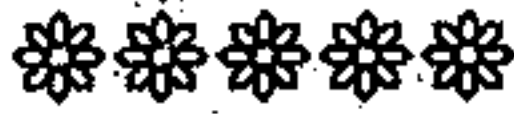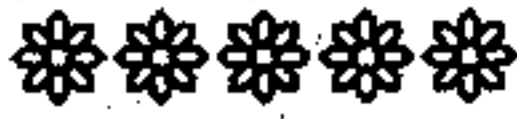
زندگی میں دو ہستیوں کا بہت خیال رکھو

ایک وہ جس نے تمہاری جیت کے لیے اپنا سب کچھ ہار دیا
(تمہارا باپ)
دوسری وہ جس کی دعاؤں سے تم سب کچھ جیت گئے
(تمہاری ماں)

❁❁❁❁❁

Marfat.com

فہرست عناوین

❁❁❁❁❁

Marfat.com

فہرست مضامین

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

Marfat.com

سپاس گزاری

اللہ کریم کا فرمانِ مقدس ہے:

اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ۔

''میرا (بھی) شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی۔'' (پ ۲۱ لقمان ۱۴)

سب سے پہلے میں اپنے رحیم و کریم خالق و مالک عزوجل کا شکر ادا کرتا ہوں جس نے اپنے حبیبِ مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے تصدق سے بندۂ ناچیز کو ''گلشنِ خطیب'' جلد دوم لکھنے کی ہمت و سعادت سے نوازا اس کے بعد میں اپنے والدین اور جملہ اساتذہ کرام کا مشکور ہوں جنہوں نے انتہائی شفقتوں، محبتوں اور محنتوں سے مجھے پڑھایا۔ مالک و مولا عزوجل ہم سب پر اپنی رحمتوں کی بارش برسائے اور ہم سب پر راضی ہو جائے۔

علاوہ ازیں میں انتہائی ممنون ہوں قابلِ صد احترام جناب حضرت علامہ مولانا مفتی محمد عمران ہاشمی صاحب مدظلہ العالی (آف میانوالی) اور محترم المقام جناب حضرت علامہ مولانا مفتی سراج الدین صاحب مدظلہ العالی (آف اُچ شریف) کا جنہوں نے اپنی محبت بھری تقریظوں سے نوازا۔ اللہ کریم ان کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر تادیر قائم رکھے۔

میں بالخصوص مشکور ہوں محترم جناب ملک شبیر حسین صاحب کا جنہوں نے ''گلشنِ خطیب'' کی تمام جلدوں کی اشاعت کا ذمہ لے کر انتہائی محبت کا اظہار

Marfat.com

کیا۔ ''شبیر برادرز لاہور'' نشرواشاعت کا ایک معروف اور مستند ادارہ ہے۔ خدمتِ دین میں اس کی خدمات گراں قدر ہیں۔ اللہ تعالیٰ جل جلالہ اس ادارے کو مزید ترقی وعروج نصیب فرمائے۔ علاوہ ازیں میں شکرگزار ہوں اپنی زوجہ بنتِ عبدالمجید اور اپنی بیٹی بنت مشتاق کا جو انتہائی منکسر المزاج ہیں۔ دین سے محبت ان کی رگ وپے میں رچی بسی ہے۔ جامعہ گلشنِ اسلام کی خدمت میں پیش پیش ہیں۔ خداوند قدوس ان کے علمی اور فکری ارتقاء کا سفر جاری وساری رکھے۔

آمین بجاہ سیّد المرسلین ﷺ

غبارِ راہِ طیبہ
حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی عفی عنہ

Marfat.com

پیش لفظ

اللہ تعالیٰ عَزَّ اِسْمُہٗ نے اپنی لاریب کتاب قرآنِ کریم میں اور رسولِ ذی شان، محبوب رحمٰن، دوجہاں کے سلطان ﷺ کی احادیثِ مبارکہ میں حقوق و فرائض کی باہمی ادائیگی کے سلسلے میں ایسے احکامات، اصول اور ضابطے عطا فرمائے ہیں جن پر عمل پیرا ہو کر اسلامی معاشرہ عزت واحترام، اتفاق واتحاد اور محبت واخوت جیسی مثالی صفات سے متصف ہو سکتا ہے۔

عظمتِ والدین اور حقوقِ والدین، اسی طرح تعلیم و تربیت اولاد اور حقوقِ اولاد انتہائی اہم عنوانات ہیں۔ ان عناوین پر کچھ لکھنا، ان کو پڑھنا اور پڑھ کر اس پر عمل کرنا انتہائی اہمیت کا حامل ہے۔

اسی اہمیت کے پیشِ نظر میں نے اس موضوع پر قلم اُٹھایا۔ بحمدہ تعالیٰ آج ایک جامع، مستند اور دلچسپ کتاب آپ کے ہاتھوں میں ہے اس کتاب کی ترتیب و تالیف میں، مَیں نے بڑی عرق ریزی اور محنت شاقہ سے کام لیا ہے۔ اللہ وحدہ لاشریک کی بارگاہ میں امید واثق ہے کہ یہ کتاب والدین، اولاد اور قارئین کے لیے مشعلِ راہ ہوگی۔

اگر اس کتاب میں کوئی کمی و کمزوری ہے تو وہ میری طرف سے ہے اگر اس کتاب میں کوئی خوبی وکمال ہے تو وہ عطائے ربِ ذوالاکرام ہے جو میرے والدین

Marfat.com

اور اساتذہ کی دعاؤں کی وجہ سے ہے۔

بالخصوص میرے محسن و مربی' سیدی و سندی' اُستاذی و استاذ العلماء حضور پیر سیّد نذیر حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا فیضانِ نظر ہے۔

غبارِ راہِ طیبہ

حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی عفی اللہ عنہ

پرنسپل جامعہ گلشنِ اسلام آڈھا (سیالکوٹ)

10-11-2013/۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

Marfat.com

تقریظ جلیل

سرمایۂ اہلسنّت' زینۃ العلماء

عظیم مذہبی سکالر محترم ومکرم حضرت علامہ مولانا محمد عمران ہاشمی مدظلہ العالی

شیخ الجامعہ: جامعہ نوریہ جامع مسجد النور کندیاں (ضلع میانوالی)

اللہ تعالیٰ کا کروڑ ہا شکر ہے کہ جس نے انسان کو انسانیت کے شرف سے نوازا اور بڑا مقام عطا فرمایا۔ بنی نوع انسان کی رہنمائی اور فلاح دارین کے لیے قرآن و حدیث ہی مشعلِ راہ اور ملجا و ماویٰ ہیں۔ قرآن مجید کی تشریح وتوضیح صاحبِ قرآن ﷺ نے اپنے اقوال وافعال سے پیش فرمائی اس کے بعد گلستانِ نبوی ﷺ سے ''گلہائے احادیث'' ائمہ محدثین نے بڑی نفاست اور سلیقے سے کتابوں میں سجائے۔

جن کی لافانی مہک سے دنیاو جہاں کے مسلمانوں نے اپنے قلوب کو معطر کیا اور جن کی ضوفشانی سے آج بھی عالمِ اسلام کے قلوب مستفیض ہو رہے ہیں۔ وہ کیسے کہ آج کے پُرفتن دَور میں حضرت علامہ مولانا حافظ ظفر اقبال چشتی نظامی (مہتمم و پرنسپل جامعہ گلشنِ اسلام آڈھا ڈسکہ روڈ سیالکوٹ) جیسی عظیم ہستیاں جلوہ فرما ہیں۔

جو کہ نہ صرف اپنے جامعہ میں تدریس' مسجد میں خطابت کے ذریعے خدمتِ دین میں مصروف ہیں بلکہ اپنی تصانیف کے ذریعے بنی نوع انسان کی خدمت کر

Marfat.com

رہے ہیں۔

حقیقت میں یہی وہ لوگ ہیں جو دینِ متین کی سربلندی کے لیے دن رات محنت کر رہے ہیں۔ زیرِ نظر کتاب الموسوم بہ ''گلشنِ خطیب'' حصہ دوم میرے سامنے ہے' میں نے چیدہ چیدہ مقامات سے اس کو دیکھا تو دل کو تسکین ملی وہ اس طرح کہ موصوف نے جو اپنی اس کتاب میں بیانات کے موضوعات تحریر کیے ہیں وہ ایمان کو حلاوت و تسکین بخشتے ہیں۔ آخر میں دعا گو ہوں کہ اللہ رب العزت مولانا موصوف کے قلم میں مزید برکتیں عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ناچیز......محمد عمران ہاشمی

شیخ الجامعہ......جامعہ نوریہ جامع مسجد النور کندیاں ضلع میانوالی

۲۰۱۳-۱۱-۷/۲ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

Marfat.com

کلماتِ تبریک

از قلم: عالمِ نبیل، فاضلِ جلیل، قمرِ ملت، مصنف کتبِ کثیرہ

عظیم محقق حضرت علامہ مولانا مفتی سراج احمد سعیدی صاحب

(رکن خاص دارالارشاد اُچ شریف ضلع بہاول پور)

میرے مسلک کے عظیم پاسبان محبوب العلماء حضرت علامہ حافظ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی (پرنسپل جامعہ گلشنِ اسلام آڈھا ڈسکہ روڈ سیالکوٹ) بڑے ملن سار، بااخلاق شخصیت ہیں۔

میں نے ان کی تالیف ''گلشنِ خطیب'' کو مختلف مقامات سے دیکھا، بڑا مدلل، پُر مغز پایا۔ خاص طور پر جو میں نے اس کتاب میں دیکھا وہ یہ کہ اس کتاب کے موضوعات بڑے دلچسپ اور سبق آموز ہیں۔ ایسے موضوعات موجودہ زمانے کی انتہائی اہم ضرورت ہیں۔

دوسرا یہ کہ تمام موضوعات کو قرآن وحدیث کی روشنی میں باحوالہ بیان کیا گیا ہے۔ زیرِ مطالعہ کتاب علمۃ الناس مبلغین، عام قارئین طلبہ وطالبات اور خطباء حضرات کے لیے یکساں مفید ہوگی اور ان کو ایک نیا لٹریچر تیار شدہ ملے گا۔ (ان شاءاللہ تعالیٰ)

میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہِ اقدس میں دعا کرتا ہوں کہ وہ قادرِ مطلق جل جلالہ مولانا موصوف کے علم وعمل، تحریر وتقریر میں دن رات وسعتیں عطا فرمائے۔

آمین بجاہ النبی الامین ﷺ

العبد المذنب

مفتی محمد سراج احمد سعیدی

رکن خاص: دارالارشاد

ضلع اُچ شریف بہاولپور 7-1-2013

Marfat.com

منظوم تقریظ

بنت محمد مشتاق
سینئر مُدَرِّسَہ جامعہ گلشن اسلام آڈھا سیالکوٹ

حمد سے ہے ابتدا' کروں شکر تیرا میں خدا
یہ ریاضتیں یہ عبادتیں ہیں تیرے لیے ہی اے خدا
ماں باپ ہیں رب کا انعام' رب کی عطا
خدمت کرو ان کی گر چاہیے رب کی رضا
بڑوں کی خدمت کرو' چھوٹوں پر کرو شفقت
اسی میں ہے عزت' یہی ہے حکمِ خدا
بچوں کا ہے فرض یہ کریں ماں باپ سے پیار
صحبت میں ان کی رہیں' سائے میں رہیں ان کے صدا
حسنِ ادب سکھاؤ' تعلیم و تربیت کرو ان کی
یہ ماں باپ کا ہے فرض بچوں کو بتاؤ دینِ خدا
یہ ہے گلشنِ خطیب میرے استاذ کی تحریر
مزین ہے قرآن و حدیث سے' ہے گلستاں مہکتا

کنیزِ درِ فاطمہ
بنت محمد مشتاق عفی عنہا
10-11-2013

Marfat.com

مقدمة الکتاب

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نُصَلِّیْ وَنُسَلِّمُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ
اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ○
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

تمام تعریفیں اس خالقِ حقیقی کے لیے جو ساری طاقتوں، قوتوں، رحمتوں اور بخششوں کا مالک ہے، بے شمار درود و سلام نبی مکرم ﷺ پر جو خدا تعالیٰ کے خاص بندے اور ایسے عظیم رسول ہیں جن کو عزت و وقار، شان و شوکت و جاہ و جلال عطا کیا گیا۔

اللہ کریم جل مجدہ نے سیّد دو جہاں ﷺ کو وہ دینِ متین عطا فرمایا جو حقوق و فرائض کی باہمی ادائیگی کا معیاری نمونہ پیش کرتا ہے۔ ہر وہ چیز جس میں اُمتِ مسلمہ کی خیر خواہی ہے، اسلام نے وہ کرنے کا حکم دیا ہے اور ہر وہ عمل جس میں فتنہ و فساد، بغض و حسد اور نفرت ہے اس سے سختی سے روکا ہے۔

اسلام نے جن کاموں کا حکم دیا ہے، ان میں والدین کی اطاعت و فرماں برداری اور خدمت گزاری انتہائی اہمیت رکھتی ہے اس کے ساتھ ساتھ اولاد کی تعلیم و تربیت اور حقوق کی ادائیگی بھی ایک مسلمہ حقیقت ہے۔

اس حقیقت سے انکار ممکن نہیں کہ اولاد کے لیے والدین وہ گراں قدر نعمت ہیں جس کا دنیا میں کوئی بدل نہیں، ان کی اطاعت اور تعظیم و تکریم جنت کے اعلیٰ مقام پر پہنچا سکتی ہے اور ان کی بے قدری و نافرمانی دوزخ کا ایندھن بنا سکتی ہے۔

Marfat.com

اسی طرح اولاد والدین کے لیے ایک بے مثال نعمت ہے۔

اگر اولاد کی اسلامی اقدار کے مطابق تربیت کی جائے تو یہ بخشش کا سامان اور دنیا و آخرت میں فرحت و انبساط اور بلندیٔ درجات کا ذریعہ ہو گی۔

زیرِ نظر کتاب نو بیانات پر مشتمل ہے جو انتہائی دلچسپ' مفید' مستند اور مکمل ہیں۔ امید ہے جو بندہ اس کتاب کو پڑھے گا' وہ پڑھتا ہی چلا جائے گا کیونکہ "گلشنِ خطیب" واقعی ایک گلستان ہے جس کے پھولوں کی مہک ہر قاری محسوس کرے گا۔

یہ کتاب قرآنی آیات' احادیثِ نبویہ (ﷺ) کے وسیع ذخیرے سے مزین ہے۔ والدین کی خدمت و اطاعت کا دنیا و آخرت میں صلہ اور اولاد کی تعلیم و تربیت کے ثمرات اس کتاب کا خاصہ ہیں۔

علاوہ ازیں والدین کے گستاخوں' نافرمانوں کے لیے احادیث کی روشنی میں وعیدیں اور دنیا میں ہونے والے عبرت آموز واقعات کی صورت میں سامانِ عبرت موجود ہے۔ دنیا و آخرت میں کامیابی یا ناکامی کی وجوہات و اسباب بھی بڑی تفصیل سے ذکر کیے گئے ہیں۔

قادر و قدیر جل جلالہ ہم سب کو اس کتاب سے مستفید ہونے کی توفیق عطا فرمائے۔

آمین ثم آمین!

خادمۂ دین وملت

زوجہ محمد ظفر اقبال چشتی نظامی

10-11-2013

۵ محرم الحرام ۱۴۳۵ھ

Marfat.com

جنت اور بابِ جنت

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ذِی الرَّحْمَةِ وَالْغُفْرَانِ ○ ذُوالْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ ○ فَاتِحِ بَابِ الرَّحْمَةِ وَالرِّضْوَانِ ○ يُنَوِّرُ الْقَلْبَ بِنُوْرِ الْعِرْفَانِ ○ اَلرَّحْمٰنُ عَلَّمَ الْقُرْآنَ ○ خَلَقَ الْاِنْسَانَ عَلَّمَهُ الْبَيَانَ ○

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ○

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ج حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِیْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْلِیْ وَلِوَالِدَيْكَ ط

صَدَقَ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ ○

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا حَبِيْبَ اللّٰهِ

اَلصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا نَبِیَّ اللّٰهِ

وَعَلٰى اٰلِكَ وَاَصْحَابِكَ يَا نُوْرَ اللّٰهِ

Marfat.com

❁❁❁❁❁
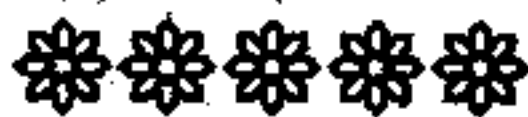
حمد ربِ جلیل کرتے ہیں
مغفرت کی سبیل کرتے ہیں

وہ خطا پوش بخش دے گا خطا
مصطفیٰ کو وکیل کرتے ہیں

بے نیاز جہاں ہیں وہ بے شک
جو بھی رب کو کفیل کرتے ہیں

رب کو چاہو تو اس طرح چاہو
جیسی چاہت خلیل کرتے ہیں

خالقِ کائنات کی توصیف
صاحبانِ عدیل کرتے ہیں

جو بھی غافل ہیں یادِ رب سے حفیظ
حشر اپنا رذیل کرتے ہیں

❁❁❁❁❁

Marfat.com

(الف) مقامِ والدین

رُتبہ ماں باپ کا کتنا ذیشان ہے
اُف نہ کہو یہ حکمِ قرآن ہے
حجِ مقبول ہے اِک نظر دیکھنا
پیارے پیارے نبی کا یہ فرمان ہے
خدمتِ والدین ہے نعمت بڑی
حبِ ماں باپ بخشش کا ساماں ہے
تیری دوزخ بھی ہیں تیری جنت بھی ہیں
ہمارے پیارے نبی کا یہ اعلان ہے

اللہ تعالیٰ خالقِ کائنات ہے وہی ہر چیز کو عالمِ وجود میں لے کر آتا ہے اور پھر ظاہری اسباب پیدا فرماتا ہے۔ انسان چونکہ صفتِ ربوبیت کا مظہر ہے اس لیے اس کی تربیت وحفاظت اور کفالت (Responsibility) دوسری مخلوق کی نسبت انتہائی اہم اور مشکل ترین تخلیقی مرحلہ ہے اس فریضے (Duty) کی انجام دہی کے لیے اللہ کریم نے ایسی دو ہستیوں کا انتخاب فرمایا جن کا متبادل دنیا کی کوئی چیز نہیں ہو سکتی۔ والدین کو اللہ تعالیٰ نے اپنی صفتِ ربوبیت کا مظہر بنایا ہے۔ دنیا جہاں کی عیش وعشرت' آرائش وزیبائش اور خزانے ایک طرف مگر ماں کی محبت اور باپ کی شفقت ایک طرف ہے۔

Marfat.com

والدین اور اولاد کے درمیان ایسی لازوال محبت پیدا کر دی گئی ہے جو انہیں کسی بھی قربانی سے گریزاں نہیں ہونے دیتی۔ والدین کا سایۂ عاطفت اللہ کریم کی رحمت اور نعمتِ عظمیٰ ہے۔

اسلام نے والدین کے مقام و مرتبے کو جس انداز میں پیش (Present) کیا ہے' دنیا کا کوئی قدیم و جدید مذہب اس کا عشرِ عشیر بھی پیش نہیں کر سکتا۔ اسلام نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر خلافتِ ارضی کے منصبِ جلیلہ پر فائز فرمایا تو جہاں انسان کو دوسرے انسان کے سامنے سر جھکانے اور شرک کرنے سے روکا وہاں یہ اعلان بھی فرما دیا کہ والدین کی تعظیم و تکریم واجب ہے۔ ان کو راحت پہنچانے کے لیے اختیار کی جانے والی ہر ذلت' سرفرازی ہے۔

والدین کے اولاد پر بے شمار احسانات ہوتے ہیں جس طرح وہ بچپن میں ان کی پرورش کرتے ہیں اور طرح طرح کی تکلیف برداشت کر کے اپنی لازوال محبت کا عملی نمونہ (Practical Modle) پیش کرتے ہیں اسی طرح اولاد کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ ان کے ہر جائز حکم کی تعمیل دینی فریضہ سمجھ کر کریں' ان کے آرام و راحت کے لیے اپنا سب کچھ قربان کر دیں۔

آج مغربی دنیا مادی ترقی کے باعث تہذیب یافتہ ہونے کا دعویٰ کرتی ہے لیکن انسانی رشتوں کے تقدس کے اسلامی معیار کی دھول کو بھی نہیں پہنچ سکتی جہاں والدین کو بچوں کی محبت ملنے کی بجائے (Old Houses) میں داخل کروا دیا جاتا ہے' بوڑھے والدین اپنے بچوں کی توجہ سے محروم ہو کر رفاہی اداروں میں زندگی کے دن کاٹ رہے ہوتے ہیں' مادیت پرستی (Materialism) نے بچوں کو والدین کی عزت و تکریم سے عاری کر دیا ہے جو مادی ترقی کی دوڑ میں والدین کے مقام و مرتبے کو بھول چکے ہیں کہ والدین نے بچپن میں کس طرح ان کی زندگی کو

Marfat.com

پُر آسائش بنانے کے لیے جدوجہد کی تھی۔ والدین اولاد کے مادیت زدہ ماحول کی وجہ سے اپنے ادب واحترام اور محبت ومروت کی فضا والے گھر سے دُور رہنے پر مجبور ہو جاتے ہیں۔

دینِ اسلام میں جہاں اولاد کے حقوق بیان ہوئے ہیں وہاں اللہ کریم نے والدین کی عظمت کو جس انداز میں بیان کیا ہے وہ بے مثال ہے۔ اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی عبادت کا ذکر کیا وہاں والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا بھی حکم دیا اور والدین کی خدمت اور عزت وتکریم کو عبادت قرار دیا۔ سرکار ﷺ نے ماں کے قدموں میں جنت کی بشارت سنائی اور باپ کو جنت کا درمیانی دروازہ قرار دیا۔

❀❀❀❀❀

Marfat.com
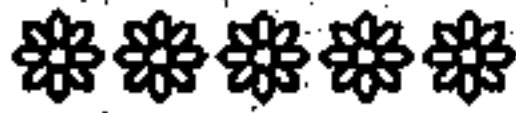
والدین کا کوئی نعم البدل نہیں

یہ ایک ناقابل انکار حقیقت ہے کہ انسان کے لیے والدین ایسی نعمتِ عظمیٰ ہے جس کا کوئی نعم البدل نہیں۔ دینِ اسلام میں والدین کی اطاعت پر بہت زور دیا گیا ہے۔ والدین کی خدمت کو عبادت کا درجہ دیا گیا ہے مگر افسوس! صد افسوس! کہ مغربی تہذیب (Western Civilization) نے والدین کو نہ صرف اولاد سے الگ کر دیا ہے بلکہ ان کو کسی ردی چیز کی طرح اس گھر سے اُٹھا کر رفاہی اداروں میں ڈال دیا ہے۔ بے سہارا والدین اولاد کی توجہ کے منتظر رہتے ہیں' اولاد بوڑھے والدین کی عزت و تکریم تو دُور ان کی کفالت سے بھی گریز کرتی ہے۔ یہ وہ بات بھول گئے ہیں کہ دنیا کی دولت ایک بار چلی جائے تو پھر واپس آ سکتی ہے مگر والدین ایک بار چلے جائیں تو واپس نہیں آ سکتے...... جائے داد چھن جائے تو واپس مل سکتی ہے مگر والدین نہیں مل سکتے...... کاروبار تباہ ہو جائے تو دوبارہ مل سکتا ہے مگر والدین نہیں مل سکتے...... دنیا میں ہر چیز کا نعم البدل ہے سوائے والدین کے کیونکہ والدین اللہ کا ایسا انعام (Reward) ہیں جس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔

جنت کے نظارے بھی...... دوزخ کے انگارے بھی

عَنْ أَبِیْ أُمَامَةَ ؓ: أَنَّ رَجُلًا قَالَ: یَارَسُوْلَ اللّٰهِ! مَا حَقُّ الْوَالِدَیْنِ عَلٰی وَلَدِهِمَا؟ قَالَ: هُمَا جَنَّتُكَ وَنَارُكَ ۔

Marfat.com

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ ایک آدمی آیا اور اس نے عرض کیا:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! والدین کا اپنی اولاد پر کتنا حق ہے؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ دونوں تیری جنت (بھی) ہیں اور دوزخ (بھی)''۔

(یعنی ان کی خدمت کر کے جنت حاصل کر لو یا نافرمانی کر کے دوزخ کے مستحق ہو جاؤ)

(سنن ابن ماجہ' کتاب: الأدب' ۲/۱۲۰۸' الرقم: ۳۶۶۲' الترغیب والترہیب' ۳/۲۱۶' الرقم: ۳۷۴۹)

درسِ ہدایت

حدیثِ مبارکہ کے الفاظ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ والدین کی خدمت کرنے والا جنت کا حق دار بنتا ہے اور والدین کی خدمت ترک کرنے والا دوزخ کا حق دار بنتا ہے اگر کوئی نمازِ پنج گانہ ادا کرتا ہے کہ وہ جنت کا حق دار بن جائے...... روزے رکھتا ہے......نوافل کی کثرت کرتا ہے......عمرے' حج ادا کرتا ہے اور کثرت سے صدقہ و خیرات کرتا ہے تا کہ جنت اس کا مقدر بن سکے اگر ان اعمال کا عامل اپنے والدین کا گستاخ و بے ادب ہوگا' ان کی خدمت سے گریز (Avoid) کرے گا' ان کی تعظیم و تکریم نہیں کرے گا تو یہ اعمال اس کے کسی کام نہیں آئیں گے کیونکہ ماں باپ کے ساتھ گستاخی کرنے والے کی ہر عبادت غیر مقبول ہوتی ہے اور اسے دوزخ میں دھکیل دیا جائے گا۔

کھل جائیں در جنت کے

وَعَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم: مَنْ اَصْبَحَ مُطِيْعًا لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ الْجَنَّةِ وَاِنْ كَانَ

Marfat.com

وَاحِدًا فَوَاحِدًا وَّمَنْ اَصْبَحَ عَاصِيًا لِلّٰهِ فِيْ وَالِدَيْهِ اَصْبَحَ لَهٗ بَابَانِ مَفْتُوْحَانِ مِنَ النَّارِ وَاِنْ كَانَ وَاحِدًا فَوَاحِدًا قَالَ رَجُلٌ وَّاِنْ ظَلَمَاهُ قَالَ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ وَاِنْ ظَلَمَاهُ .

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رحمتِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر والدین کی اطاعت کرے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت کے دو دروازے کھول دیتا ہے اگر ایک ہو تو ایک دروازہ اور جو والدین کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا عاصی و نافرمان ہو اس کے لیے دوزخ کے دو دروازے کھل جاتے ہیں اور اگر ایک ہو تو ایک دروازہ۔''

اس شخص نے عرض کیا:

''اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں؟''

فرمایا:

''اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں، اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں، اگرچہ وہ اس پر ظلم کریں۔''

(اشعۃ اللمعات (اردو) شرح مشکوٰۃ ۱۳۲/۶، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور، تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۲۶۱/۴، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور بحوالہ: شعب الایمان ۲۰۶/۶ دار الکتب العلمیہ بیروت)

ان کے قدموں کی کیا بات ہے

عَنْ جَاهِمَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: اَتَيْتُ النَّبِيَّ صلی اللہ علیہ وسلم اَسْتَشِيْرُهٗ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ النَّبِيُّ صلی اللہ علیہ وسلم: اَلَكَ وَالِدَانِ؟ قُلْتُ: نَعَمْ قَالَ: اِلْزَمْهُمَا فَاِنَّ

Marfat.com

اَلْجَنَّةَ تَحْتَ أَرْجُلِهِمَا ۔

''حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، میں جہاد کا مشورہ لینے کے لیے حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا، حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تمہارے ماں باپ زندہ ہیں؟''

میں نے عرض کیا:

''جی ہاں! (زندہ ہیں)''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''انہی کے ساتھ رہو کہ جنت ان کے پاؤں تلے ہے۔''

(سنن نسائی، کتاب: الجہاد ۶/۱۱، الرقم: ۳۱۰۴، الترغیب والترہیب ۳/۲۱۶، الرقم ۳۷۵۰)

جن کے قدموں میں جنت ہے...... جن کے قدموں میں رہنے سے ہجرت و جہاد کا ثواب ملے...... جن کے قدموں کو دبانا نفلی عبادت سے افضل ہو...... جن کے قدموں کے نیچے وقت کے امام اپنے رخسار رکھ دیں...... واقعی ان کے قدموں کی کیا بات ہے!

......اور جنت کا دروازہ بند ہو گیا

رفاعۃ بن ایاس کہتے ہیں، میں نے حارث عکلی کو اپنی ماں کے جنازہ میں روتے ہوئے دیکھا ان سے جب کہا گیا کہ آپ رو رہے ہیں؟ تو انہوں نے جواب دیا:

''میں کیوں نہ روؤں؟ بے شک میرے لیے جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازہ بند کر دیا گیا ہے۔''

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب: البر والصلۃ (اردو)، ص: ۷۷، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

Marfat.com

اللہ کی رضا...... اپنے گھر میں تلاش کر

امام حاکم اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت عبداللہ بن عمر سے روایت کیا ہے فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کی رضا ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی میں ہے۔''

(تفسیر در منثور (اردو)' ۴/۴۵۶' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور بحوالہ: شعب الایمان' ۶/۱۷۷' دار الکتب العلمیہ بیروت)

وہ زیارت...... جو ہے عبادت

والدین کو رحمت و شفقت کی نظر سے دیکھیں' غضب آلود نظروں سے دیکھنا حرام ہے۔ والدین کے چہرے کو بنظرِ رحمت دیکھنا حج وعمرہ کا درجہ رکھتا ہے۔

حدیث شریف میں ہے:

اَلنَّظَرُ اِلَی الْکَعْبَةِ عِبَادَةٌ ۔

''کعبہ مشرفہ کی زیارت عبادت ہے۔''

وَالنَّظَرُ اِلٰی وَجْهِ الْوَالِدَیْنِ عِبَادَةٌ ۔

''ماں باپ کے چہرے کی زیارت عبادت ہے۔''

وَالنَّظَرُ فِیْ کِتَابِ اللهِ عِبَادَةٌ ۔

''قرآن مجید کی زیارت عبادت ہے۔''

(احکام القرآن' ۵/۲۰۴' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور بحوالہ ابن ابی داود فی المصاحف' ۱۲/۱۴/۳۴۷)

نصیحت کے پھول

جب والدین کی طرف دیکھنا عبادت ہے تو ان کی خدمت کرنا' ان کے ساتھ

Marfat.com

حسنِ سلوک کرنا اور انہیں خوش رکھنا' کیا مقام اور کتنا درجہ رکھتا ہوگا۔

خدمتِ والدین......ہجرت و جہاد پر مقدم ہے

عَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: أَقْبَلَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: اُبَایِعُكَ عَلَی الْھِجْرَۃِ وَالْجِھَادِ أَبْتَغِی الْأَجْرَ مِنَ اللّٰہِ، قَالَ: فَھَلْ مِنْ وَالِدَیْكَ أَحَدٌ حَیٌّ؟ قَالَ: نَعَمْ بَلْ کِلَاھُمَا حَیٌّ قَالَ: فَتَبْتَغِی الْأَجْرَ مِنَ اللّٰہِ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْكَ فَأَحْسِنْ صُحْبَتَھُمَا۔

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا:

''میں آپ سے جہاد اور ہجرت کی بیعت کرنا چاہتا ہوں' اللہ تعالیٰ سے اجر و ثواب چاہتا ہوں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تمہارے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟''

اس نے کہا:

''ہاں! بلکہ دونوں زندہ ہیں۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''اپنے والدین کے پاس جا اور ان سے اچھا سلوک کر۔''

(صحیح بخاری' کتاب: الأدب' ۵/۲۲۲۷' الرقم ۵۶۲۷' صحیح مسلم' کتاب: البر والصلۃ والأدب ۴/۱۹۷۵' الرقم ۲۵۴۹' سنن ابوداؤد' کتاب: الجهاد ۳/۱۷' الرقم ۲۵۲۸-۲۵۲۹)

دعوتِ عمل

جہاد فی سبیل اللہ افضل ترین اعمال میں سے ہے' دشمنِ اسلام کے مقابلہ کے لیے نکلنا معمولی (Common) بات نہیں۔ سرکارِ دو عالم' نورِ مجسم ﷺ نے مجاہد فی

Marfat.com

سبیل اللہ کی شان اپنی زبانِ حق سے متعدد مواقع پر فرمائی لیکن ماں باپ کی موجودگی میں جہاد کی کیا حیثیت ہے' ماں باپ بوڑھے ہوں اور اپنی اولاد کی طرف سے خدمت اور حسنِ سلوک کے متمنی ہوں تو اس وقت ماں باپ کی خدمت جہاد سے افضل عبادت ہے۔

❁❁❁❁❁

Marfat.com
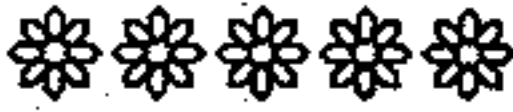
(ب) ماں کی انفرادی عظمت

؎ کناں ماں دی عظمت دا خیال رب نوں
کنی ماں دی شان وَدھائی رب نے
قسم رب دی. ماں دے وچہ قدماں
رَکھ دِتی اے ساری خدائی رب نے
ویکھو پاک قرآن دے وچ تھاں تھاں
ماں دی شان دی دِتی دہائی رب نے
جنت ماں دیاں قدماں دے ہیٹھ رکھ کے
شان کر دِتی ہور سوائی رب نے

ایسی ہستی جس کے دامن میں سوائے محبتوں کے اور کچھ نہ ہو''ماں'' کہلاتی ہے۔لفظ ماں میں مٹھاس ہے ماں محبت کا جہاں بھی ہے۔ماں عطیہ رحمٰن بھی ہے۔ خدا نے ماں کو ایسا مقام عطا فرمایا ہے کہ اگر ماں ناراض ہو جائے تو خدا بھی ناراض ہو جاتا ہے۔

ماں کی محبت اولاد سے غیر مشروط اور لازوال ہوتی ہے۔کوئی لفظ کبھی کبھی اپنے اندر اتنی تاثیر رکھتا ہے کہ جب بھی اس کو اپنی زبان سے ادا کیا جائے تو دل سرشار ہو جاتا ہے۔لفظ بذاتِ خود کچھ نہیں ہوتے مگر جب یہ کسی کے ساتھ مخصوص ہو جاتے ہیں تو پھر ان کی اہمیت (Importance) میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ان کی

Marfat.com

انفرادیت نمایاں ہو جاتی ہے ایسا ہی ایک لفظ ''ماں'' ہے۔ ہم اس لفظ کی گہرائی کو سوچیں تو محبت کا سمندر تصور میں آجاتا ہے ایسا سمندر جس میں مامتا کی بے قرار لہریں اپنی اولاد کے لیے مدوجزر کی کیفیت میں رہتی ہیں۔

کائنات کے نظام کو چلانے کے لیے اللہ کریم نے اپنی تخلیق کو عورت میں منتقل (Transfer) کر دیا۔ ماں خدا کی ذات کا ایسا انمول تحفہ ہے جو کائنات میں سب سے نرالا ہے جس کی کوکھ سے بڑے بڑے عظیم انسانوں نے جنم لیا' اس کی عظمت کو احاطۂ تحریر میں لانا مشکل ہے۔

''یہ ماں کی انفرادیت ہے کہ وہ ایک وقت میں دایہ بھی ہوتی ہے' باورچن بھی' درزن بھی اور خادمہ بھی۔ ماں خود بھوکی رہ کر اولاد کو کھلاتی ہے' خود بے آرام ہو کر اولاد کو آرام دیتی ہے۔

حکمِ قرآن ...... در عظمت ماں

وَوَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِىْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِىْ وَلِوَالِدَيْكَ ؕ

''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (نیکی کا) تاکیدی حکم فرمایا جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف کی حالت میں (اپنے پیٹ میں) برداشت کرتی رہی اور جس کا دودھ چھوٹنا بھی دو سال میں ہے (اسے یہ حکم دیا) کہ تو میرا (بھی) شکر ادا کر اور اپنے والدین کا بھی۔'' (پ ۲۱ القمان ۱۴)

والدین کے ساتھ احسان کرنا فرض ہے کیونکہ اللہ کریم نے باقاعدہ تاکید و وصیت فرمائی ہے۔ وصیت کا فاعل جب اللہ کریم ہو تو اس کا معنیٰ فرض کرنا ہوتا ہے۔ (تعلیمات نبویہ ۴/۸)

Marfat.com

ایک اور جگہ پر حکمِ باری تعالیٰ ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۖ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ كُرْهًا وَّوَضَعَتْهُ كُرْهًا ۖ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلٰثُوْنَ شَهْرًا ۖ

''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم فرمایا اس کی ماں نے اس کو تکلیف سے (پیٹ میں) اُٹھائے رکھا اور اسے تکلیف کے ساتھ جنا اور اس کا (پیٹ میں) اُٹھانا اور اس کا دودھ چھڑانا (یعنی زمانۂ حمل و رضاعت) تیس ماہ (پر مشتمل) ہے۔''

(پ ۲۶' الاحقاف ۱۵)

اگرچہ ماں باپ دونوں ہی حسنِ سلوک' خدمت اور دل جوئی کے حق دار ہوتے ہیں تاہم اس آیتِ کریمہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ باپ کی نسبت ماں زیادہ حق دار ہے کیونکہ عورت جب حاملہ ہوتی ہے تو اسے کمزوری' تھکاوٹ اور مشقتیں برداشت کرنی پڑتی ہیں۔ عورت اپنی صحت کا نظام متاثر کر کے...... اپنی نیند' بھوک کے معاملات میں فرق کر کے...... اپنی طبیعت گراں اور افسردہ کر کے...... اپنا آرام قربان کر کے جس طرح ماں بنتی ہے' ان جان لیوا مرحلوں (Stages) سے گزر کر پھر ایک لمبا عرصہ بچے کی پرورش کا شروع ہوتا ہے۔ ماں سردی گرمی کا لحاظ کیے بغیر بچے کے آرام کا خیال رکھتی ہے اس لیے اس آیتِ کریمہ میں ماں سے حسنِ سلوک اور خیر خواہی کی زیادہ تاکید کی گئی ہے

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی ماں سے حسنِ سلوک کرنے کا حکم

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت وہب بن منبہ رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ کی بارگاہ میں سوال کیا:

''یارب! تو مجھے کس چیز کا حکم دیتا ہے؟''

Marfat.com

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''تو میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا۔''

''اس کے بعد کیا حکم ہے؟''

فرمایا: ''اپنی والدہ کے ساتھ حسنِ سلوک کر۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرض کی:

''پھر کیا حکم ہے؟''

فرمایا:

''اپنی والدہ سے حسنِ سلوک کر۔''

وہب فرماتے ہیں' والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے عمر میں اضافہ ہوتا ہے اور والدہ کے ساتھ نیکی اصل کو پیدا کرتی ہے۔

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۲۶۳' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

حکمِ سیّدِ مرسلاں......درِ عظمت ماں

امام بیہقی رحمہ اللہ نے حضرت طلق بن علی رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو یہ فرماتے سنا کہ:

''اگر میں اپنے والدین یا ان میں سے کسی ایک کو پاؤں جب کہ میں عشا کی نماز میں ہوں اور میں سورۂ فاتحہ پڑھ چکا ہوں پھر وہ مجھے یا محمد کہہ کر پکاریں تو میں ان کو لبیک کے ساتھ جواب دوں۔''

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۴۵۹' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور' بحوالہ: شعب الایمان ۶/۱۹۵' دارالکتب العلمیہ بیروت' علامہ ابن جوزی' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص ۶۶' مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)۔

Marfat.com

مائیں...... جنت کی سرائیں

جنت سرائے مادر آنست
زیر قدمات مادر آنست

روزے بکن اے خدائے مارا
چیزے کہ رضائے مادر آنست

ترجمہ

''مائیں بہشت کی سرائیں ہیں بہشت ماں کے قدموں تلے ہے۔
اے اللہ! ہمیں وہ موقع عطا فرما جس سے ہم والدہ کو راضی کر سکیں۔''

حضرت معاویہ بن جاہمہ سے روایت ہے کہ حضرت جاہمہ رضی اللہ عنہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں جہاد میں شریک ہونا چاہتا ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''کیا تمہاری والدہ ہے؟''

عرض کیا:

''ہاں!''

فرمایا:

''اس کے پاس رہو کیونکہ جنت اس کے پاؤں کے پاس ہے۔''

(اشعۃ اللمعات (اردو) شرح مشکوٰۃ ۱۳۱/۶' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور' تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴۵۶/۴' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز بحوالہ: شعب الایمان ۱۷۸/۶' دار الکتب العلمیہ بیروت' شرح موطا امام محمد ۲۸۸/۳' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور بحوالہ: مجمع الزوائد' کتاب: البر والصلۃ ۱۳۶/۸)

Marfat.com

ماں...... عظمت کا نشان

بے زبان بچے کے حق میں آیۂ رحمت ہے یہ
پوچھیے بچے سے اک بے بدل نعمت ہے یہ
والدہ از آفرینش تاقیامت باوفا
کشتیِ اولاد کا سمجھو اسے تم ناخدا

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

جَاءَ رَجُلٌ اِلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ: یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ وَسَلَّمَ! مَنْ اَحَقُّ النَّاسِ بِحُسْنِ صَحَابَتِیْ؟ قَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أُمُّكَ، قَالَ: ثُمَّ مَنْ؟ قَالَ: أَبُوْكَ۔

ایک شخص نے خدمتِ اقدس حضور پُرنور صلی اللہ علیہ وسلم میں حاضر ہو کر عرض کی:

''یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! سب سے زیادہ کون اس کا مستحق ہے کہ میں اس کے ساتھ نیک رفاقت کروں؟''

فرمایا:

''تیری ماں''

عرض کی:

''پھر؟''

فرمایا:

''تیری ماں''

عرض کی:

''پھر؟''

فرمایا:

Marfat.com

''تیرا باپ''

(سنن ابوداؤد ۴/۳۳۷، الرقم ۵۱۳۹، سنن ابن ماجہ ۲/۱۲۰۷، الرقم ۳۶۶۲، مسند امام احمد ۵/۱۱۲، الرقم ۱۹۹۳۱)

ماں سے حسنِ سلوک اور خدمت کی تاکید باپ کی نسبت زیادہ آئی ہے کیونکہ باپ کی نسبت ماں ان مرحلوں سے گزرتی ہے جو صرف عورت سے خاص ہیں۔ مثلاً حمل کا بوجھ، جننے کی تکلیف اور دودھ پلانے کی مشقت اس لیے والدہ سے نیکی اور حسنِ سلوک زیادہ کرنے کا حکم ہے۔

اس کا مطلب یہ نہیں کہ باپ کو تکلیف پہنچا کر ماں کی خدمت زیادہ کی جائے بلکہ والدین کی خدمت بجالاتے ہوئے خدمت، احسان میں والدہ کا حق راجح ہوگا۔

؎ دُکھ سہتی ہے خوش رہتی ہے پل پل پہ دعائیں دیتی ہے
رو رو کر بچھڑے بیٹوں کو اشکوں سے صدائیں دیتی ہیں
حالات کے تپتے صحرا میں ٹھنڈی سی ہوائیں دیتی ہے
سینے سے لگا کر بچوں کو تن من کی غذائیں دیتی ہیں

ماں...... میں تیری شان پہ قربان

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

سَأَلْتُ رَسُوْلَ اللهِ ﷺ: أَيُّ النَّاسِ أَعْظَمُ حَقًّا عَلَى الْمَرْأَةِ؟ قَالَ: زَوْجُهَا، قُلْتُ: فَأَيُّ النَّاسِ أَعْظَمُ حَقًّا عَلَى الرَّجُلِ؟ قَالَ: أُمُّهُ۔

''میں نے حضورِ اقدس ﷺ سے عرض کی:

''عورت پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟''

فرمایا:

''شوہر کا۔''

Marfat.com

میں نے عرض کی:

''اور مرد پر سب سے بڑا حق کس کا ہے؟''

فرمایا:

''اس کی ماں کا۔''

(المستدرک، کتاب: البر والصلۃ ۲۰۸/۵، الرقم ۷۳۲۶)

دعوتِ فکر

اے خاوند کی نافرمانی کرنے والی عورت!

کبھی سوچا تو نے کہ ربِ کریم نے خاوند کو کتنا بڑا مقام عطا فرمایا ہے۔ یاد رکھ جس کا خاوند راضی ہوا اس کے لیے جنت میں جانا آسان ہو جائے گا۔

اے اپنی ماں سے بے رُخی کرنے والے انسان!

اے اپنی ماں سے گستاخی کرنے والے انسان!

اے اپنی ماں کو ایذاء دینے والے انسان!

کبھی سوچا تو نے کہ اللہ کریم نے ماں کو کس شان سے نوازا ہے؟ مرد پر سب سے بڑا حق اس کی ماں کا ہے، اس کی خدمت کی زیادہ حق دار ماں ہے۔ مذکورہ حدیثِ پاک ہمیں بار بار پڑھنی چاہیے اگر ہم اپنی ماں کا حق ادا کر رہے ہیں تو بہت بہتر (Well and Good) ورنہ ہمیں اپنے رویے پر نظر ثانی کرنی چاہیے۔

قربِ الٰہی کا سب سے اہم ذریعہ

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے الادب المفرد میں اور بیہقی نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے کہ ان کے پاس ایک شخص آیا اور کہا کہ میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے میرے ساتھ نکاح کرنے سے انکار کر دیا اور دوسرے

شخص نے پیغام بھیجا تو اس نے اس سے نکاح کرنا پسند کرلیا۔ مجھے اس پر غیرت آئی تو میں نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ کیا اب میری توبہ کی کوئی صورت ہے؟ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا' کیا تیری والدہ زندہ ہے؟ اس شخص نے کہا' نہیں! ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا' اللہ کی بارگاہ میں توبہ کر اور حتی المقدور اس کا قرب حاصل کر۔ راوی فرماتے ہیں' میں ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس گیا اور ان سے پوچھا کہ آپ نے اس کی والدہ کے زندہ ہونے کے متعلق کیوں پوچھا؟ تو انہوں نے فرمایا' میں والدہ سے حسنِ سلوک سے زیادہ کوئی عمل قربِ الٰہی کا عمل نہیں جانتا۔

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۴۵۴' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز بحوالہ الادب المفرد' ص ۲۸' مطبعۃ المدنی)

خدا کی خدائی میں سب سے جدا ہے
جو یہ روٹھ جائے تو روٹھے خدا ہے

یہ تحفہ ہے قدرت کا درسِ وفا ہے
یہ شب کے اندھیروں میں جلتا دِیا ہے

کبھی مجھ کو گھیرا جو رنج و الم نے
میرے واسطے ماں بن گئی دعا ہے

ماں کو سکون و قرار پہنچانا...... نفلی حج سے افضل ہے

ہشام بن حسان کہتے ہیں' میں نے حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ سے کہا:

"میں قرآن مجید کی تعلیم حاصل کرتا ہوں اور میری امی شام کے کھانے پر میرا انتظار کرتی ہیں (تو میں کیا کروں؟ پڑھتا رہوں یا سبق سے چھٹی کر کے پہلے امی کے ساتھ کھانا کھاؤں؟)"

آپ نے فرمایا:

''پہلے تم اپنی امی کے ساتھ شام کا کھانا کھالو اور ان کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو اور چین وقرار دو۔ میرے نزدیک تیرا اپنی ماں کے دل کو سکون اور قرار پہنچانا تیرے نفلی حج کرنے سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب ترین عمل ہے۔''

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کتاب: البر والصلۃ (اردو) ص ۵۷ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

حضرت حسن بصری رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا قول سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں کو سکون پہنچانے کے لیے سب کچھ چھوڑ دیں' چاہے قرآن مجید کی تعلیم ہی حاصل کر رہے ہوں جب ماں بلائے...... ماں انتظار کر رہی ہو...... ماں آواز دے رہی ہو تو اپنی پڑھائی چھوڑ کر...... اپنا سبق چھوڑ کر پہلے اپنی ماں کی آنکھوں کو ٹھنڈا کرو۔

ماں کے بلانے پر نماز توڑنے کا شرعی حکم

بندہ اگر نفل پڑھ رہا ہے اور والدہ کو اس کے مصروفِ نماز ہونے کا علم نہیں۔ دریں اثناء اگر والدہ نے بلایا تو نماز توڑ کر فوراً والدہ کی خدمت میں حاضر ہونا واجب ہے البتہ اگر والدہ کو علم ہے کہ بیٹا نماز میں مصروف ہے تو نماز (خواہ نفل ہو یا فرض) مکمل کرنا ضروری ہے البتہ اگر والدین کسی مصیبت میں گرفتار ہو کر آوازیں دیں تو نماز توڑ کر فوراً حاضرِ خدمت ہونا واجب ہے۔

(احکام القرآن ۲/۷۴۳' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز بحوالہ تفسیر روح البیان ۶/۲۵۰' مطبوعہ: مکتبہ عثمانیہ' کوئٹہ)

عملِ سیّدِ مرسلاں...... درخدمتِ ماں

عَنْ اَبِی الطُّفَیْلِ قَالَ رَاَیْتُ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم یَقْسِمُ لَحْمًا بِالْجِعِرَّانَةِ اِذْ اَقْبَلَتِ امْرَاَةٌ حَتّٰی دَنَتْ اِلَی النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم فَبَسَطَ لَھَا رِدَآءَہٗ فَجَلَسَتْ عَلَیْہِ فَقُلْتُ مَنْ ھِیَ فَقَالُوْا ھِیَ اُمُّہٗ

Marfat.com

اَلَّتِیْ اَرْضَعَتْہُ .

''حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جعرانہ کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت تقسیم کرتے وقت دیکھا کہ ایک خاتون آئیں حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے لیے اپنی چادر بچھادی' وہ اس پر بیٹھ گئیں۔ میں نے پوچھا:

''یہ خاتون کون ہے؟''

تو صحابہ کرام علیہم الرضوان نے بتایا کہ:

''یہ آپ کی وہ والدہ ہیں جنہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو دودھ پلایا ہے۔''

(اشعۃ اللمعات (اردو) شرح مشکوٰۃ ۱۲۷/۶' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور تبیان القرآن ۷۹/۱۱' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور' بحوالہ: سنن ابوداؤد' الرقم ۵۱۴۴' الادب المفرد الرقم ۱۲۹۵)

ماں کی خدمت...... اپنی جگہ عبادت

ماں کی خدمت سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں اور یہ سارے درجات اور فضیلتیں اسی زینے سے حاصل ہوتی ہیں اگر نماز' روزہ اور حج جیسی عبادات میں کوئی کمی بھی واقع ہو جائے تو اللہ کریم کی رحمت سے معافی ملنے کی امید ہے' مگر ماں کی خدمت میں تساہل اور غفلت برتنے سے انسان کے سارے اعمال اکارت جانے کا اندیشہ ہے۔ عبادتیں اپنی جگہ بجا لیکن ماں کی خدمت کا کوئی اور بدل نہیں ہو سکتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاویہ بن جاہمہ السلمی رضی اللہ عنہ سے فرمایا:

اِلْزَمْ رِجْلَھَا فَثَمَّ الْجَنَّۃُ .

''اپنی ماں کے قدم تھام لو' جنت وہیں ہے۔''

(سنن ابن ماجہ ۳۵۵/۲' تعلیماتِ نبویہ بحوالہ مصنف ابن ابی شیبہ ۳۵۵/۸' الرقم ۵۲۶۳)

عبادت سے جنت ملتی ہے اور ماں کی خدمت عبادت ہے اس لیے ہمیں

Marfat.com

چاہیے کہ مرتے دَم تک اس حق کی ادائیگی میں ہمہ وقت مستعد رہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں یہ توفیق ارزانی فرمائے۔ آمین بجاہ سید المرسلین ﷺ!

وقت کا امام...... ماں کا غلام

محمد بن سیرین مشہور و معروف تابعی ہیں۔ سیّدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ کے غلام تھے، علم و فضل اور زہد و ورع میں ان کا مقام اتنا اونچا تھا کہ کبھی وہ بازار چلے جاتے تو لوگ ان کے احترام میں اللہ اکبر کا نعرہ بلند کرنے لگتے تھے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ محمد بن سیرین تابعین کے امام ہیں مگر اتنے اونچے مرتبے کے باوجود ماں کے سامنے ان کی کیفیت ایسی ہوتی تھی جیسے وہ ایک ادنیٰ سے آدمی ہیں۔ یہ ان کی کمال درجے کی تواضع تھی، ان کی بہن حفصہ بنت سیرین کا بیان ہے:

كَانَ مُحَمَّدٌ اِذَا دَخَلَ عَلٰى اُمِّهٖ لَمْ يُكَلِّمْهَا بِلِسَانِهٖ كُلِّهٖ تَحَشُّمًا لَهَا.

''محمد بن سیرین جب اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہوتے تو ماں کے بے حد احترام اور تواضع کے سبب اپنی زبان نہیں کھولتے تھے۔''

ایک دفعہ محمد بن سیرین رحمہ اللہ اپنی ماں کی خدمت میں حاضر تھے۔ ایک آدمی ان سے ملاقات کے لیے آیا۔ وہ آدمی محمد بن سیرین رحمہ اللہ کی مجلس کو پہلے دیکھ چکا تھا اور ان کے رعب اور علمی جاہ و جلال سے واقف تھا جب اس نے محمد بن سیرین کو ایک عورت کے سامنے اس طرح تواضع اور خاکساری کے عالم میں دیکھا تو وہ وہاں موجود لوگوں سے پوچھنے لگا کہ:

''کیا یہ محمد بن سیرین ہی ہیں؟ کیا یہ بیمار ہو گئے ہیں؟ وہ اس قدر سہمے ہوئے کیوں نظر آ رہے ہیں؟''

Marfat.com

لوگوں نے اسے بتلایا:

لَا وَلٰكِنَّهٗ هٰكَذَا يَكُوْنُ اِذَا كَانَ عِنْدَ اُمِّهٖ ۔

''نہیں! وہ بیمار نہیں ہیں بلکہ جب وہ اپنی والدہ کے پاس ہوتے ہیں تو ان کی حالت ایسی ہی ہو جاتی ہے۔''

(والدین' ص ۲۶۹' مطبوعہ: دارالسلام لاہور' بحوالہ: حلیۃ الاولیاء ۲/۳۱۰' الرقم ۲۳۵۰' تاریخ دمشق ۵۶/۱۶۲' سیر اعلام النبلاء ۴/۶۱۹)

جس کے قدموں کے نشاں ہیں کہکشاں در کہکشاں
جس کی رفعت اور بلندی آسماں در آسماں

ماں ہے جس کی گود میں ہیں کھیلتے قطب و امام
ماں کے قدموں میں ہے جنت ماں کے قدموں کو سلام

اس دنیا میں ہر کوئی کسی نہ کسی کا غلام ہے۔

شاگرد اپنے استاد کا	غلام ہے
نوکر اپنے مالک کا	غلام ہے
وزیر اپنے صدر کا	غلام ہے
ملازم اپنے افسر کا	غلام ہے
چھوٹا اپنے بڑے کا	غلام ہے

مگر کیا شان ہے اس غلام کی جو ماں کا غلام ہے...... مگر...... زمانے کا امام ہے۔

ماں کے قدم دبانا...... نفلی عبادت سے بہتر ہے

بیہقی رحمتہ اللہ علیہ نے حضرت عبداللہ بن المبارک رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں' محمد بن المنکدر نے فرمایا:

Marfat.com

''میرے بھائی عمر نے نماز پڑھتے ہوئے رات گزاری اور میں نے اپنی والدہ کے پاؤں دباتے ہوئے رات گزاری۔ میں پسند نہیں کرتا کہ میری رات اس کی رات کے بدلے ہو جائے۔''

- (تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴۶۱/۴ مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز بحوالہ: شعب الایمان ۲۰۷/۶، دار الکتب العلمیہ بیروت، علامہ ابن جوزی کتاب: البر والصلۃ (اردو) ص ۸۸ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

ماں کی نافرمانی حرام ہے

عَنِ الْمُغِیْرَۃِ بْنِ شُعْبَۃَ عَنِ النَّبِیِّ ﷺ قَالَ اِنَّ اللّٰہَ حَرَّمَ عَلَیْکُمْ عُقُوْقَ الْاُمَّھَاتِ وَمَنْعًا وَّھَاتِ وَوَاْدَ الْبَنَاتِ وَکَرِہَ لَکُمْ قِیْلَ وَقَالَ وَکَثْرَۃَ السُّؤَالِ وَاِضَاعَۃَ الْمَالِ۔

''حضرت المغیرہ بن شعبہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تم پر حرام کر دیا ہے کہ تم اپنی ماؤں کی نافرمانی کرو، غیر کا حق روکنے سے اور جس چیز کا حق دار نہ ہو اس کے مانگنے سے اور بچیوں کو زندہ دفن کرنے سے اور ناپسند کیا ہے۔''
یوں کہا گیا اور اس نے یوں کہا کہ (یعنی فضول باتیں کرنے کو) اور کثرتِ سوال کو ناپسند کیا ہے اور اپنا مال ضائع کرنے کو ناپسند کیا ہے۔

(صحیح بخاری ۱۸۹۳/۴، الرقم ۵۹۷۵، الترغیب والترہیب ۲۹۵/۳، الرقم ۳۶۷۷)

ماں اللہ تعالیٰ کی رحمت اور شفقت کا مظہر ہے۔ ماں کی محبت اور شفقت اپنی اولاد کے لیے بے مثال ہوتی ہے اس صورت میں جب اولاد ماں کی نافرمانی کرے اور تکلیف پہنچائے تو پھر اگر اللہ اس سے اپنی رضا کی دولت چھین لے تو یہ عین عدل ہے کیونکہ ماں کی نافرمانی کرنا حرام ہے

Marfat.com

(ج) باپ کی انفرادی عظمت

ولادت سے بالغ ہونے کے وقت تک بچے کے ہر طرح کے مصارف باپ برداشت کرتا ہے اس کی ولادت کے مصارف' کھانے پینے' پہننے اور اوڑھنے کے مصارف' اس کی خدمت ونگہداشت کے مصارف' اس کی صحت و آرام کے مصارف' اجنبی عورت سے دودھ پلانا ہو تو اس کا معاوضہ غرض بچے کی پرورش اور نشو ونما کے لیے ہر قسم کے خرچ برداشت کرنا باپ کی شرعی ذمہ داری ہے۔

اللہ تعالیٰ نے باپ کے سینے میں پدری محبت کا بے پناہ جذبہ پیدا فرما کر اس پر بھی زبردست احسان کیا ہے اور اولاد پر بھی اس فطری محبت کے بغیر محض تقاضائے فرض کے طور پر اولاد کی کفالت بڑا کٹھن (Critical) کام تھا اور کم ہی لوگ اس فرض کا حق ادا کر پاتے۔ نتیجے کے طور پر اولاد کی پرورش انسانی معاشرے کا ایک سنگین مسئلہ بن جاتا اور اولاد بالعموم پرورش سے محروم رہ جاتی۔ اولاد پر بھی اللہ کریم کا احسان ہے کہ اس نے والدین کے دل میں ان کی زبردست محبت و پیار پیدا کر کے ان کی پرورش کو والدین کے لیے نہایت خوش گوار فرض بنایا اور انتہائی بیش بہا صلہ عطا فرمائے گا۔

اولاد کی فطری محبت کے ساتھ جب یہ زوردار محرک بھی مل جاتا ہے کہ اولاد کی کفالت آخرت میں بھی کامیابی کا ذریعہ ہے تو یہ فریضہ نہایت آسان (Easy) اور دل پسند بن جاتا ہے اور مسلمان باپ اپنی عاقبت بنانے اور اللہ تعالیٰ کی نظر میں

Marfat.com

محبوب بننے کے لیے اس فرض کو عبادت سمجھ کر ادا کرتا ہے۔ اولاد کی کفالت کے لیے سخت سے سخت مشقتیں جھیل کر اور زبردست قربانیاں دے کر بھی خوش اور مطمئن ہوتا ہے کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے حسنِ عمل کی توفیق بخشی اور اس نے میرے سپرد جو امانت کی تھی میں نے اسے ضائع (Waste) نہیں کیا۔ اولاد پر خرچ کر کے بجا طور پر وہ یہ سمجھتا ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کیا۔

☆☆☆☆

رب کی رضا...... باپ کی رضا میں

رِضَی اللّٰهِ فِیْ رِضَی الْوَالِدِ وَسَخَطُ اللّٰهِ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدِ۔

''اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضی والد کی ناراضی میں۔''

(صحیح ابن حبان' کتاب: البر والاحسان ۱/۳۲۸' الرقم: ۴۳۰' سنن ترمذی' کتاب: البر والصلۃ ۳/۳۶۰' الرقم ۱۹۰۷)

ہر مسلمان اللہ رب العزت کی رضا کا طلب گار ہوتا ہے اس کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا پالنے والا' اس کا پروردگار اس سے راضی ہو جائے۔ مذکورہ حدیث پاک میں اللہ کریم کو راضی کرنے کا طریقہ بتا دیا گیا ہے کہ جس نے اپنے والد کو راضی کر لیا اس نے اللہ کو راضی کر لیا جس طرح والد نے بچپن میں تمہاری پرورش کی اور اپنی جملہ توانائیاں تمہارے لیے صرف کر دیں تو جب والد بڑھاپے کو پہنچ جائے اور تمہاری طرف سے خدمت' صلہ رحمی کا متمنی ہو تو اس کی خدمت کرو' حسنِ سلوک سے پیش آؤ تو یقیناً تمہارا باپ تم سے خوش ہو گا اور جب باپ راضی اور خوش ہو گا تو تمہارا پروردگار بھی تم سے راضی ہو جائے گا۔

Marfat.com

اللہ کی اطاعت...... باپ کی اطاعت میں

طَاعَةُ اللّٰهِ طَاعَةُ الْوَالِدِ وَمَعْصِيَةُ اللّٰهِ مَعْصِيَةُ الْوَالِدِ ۔

''اللہ کی اطاعت ہے والد کی اطاعت' اور اللہ کی معصیت ہے والد کی معصیت ۔''

(تفسیر مظہری ۶۹/۷، تفسیر روح المعانی ۵۷/۵ مطبوعہ: مکتبہ امدادیہ ملتان)

باپ کے احسانات کا بدلہ دینا...... ممکن نہیں

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَا يَجْزِىْ وَلَدٌ وَّالِدَهٗ اِلَّا اَنْ يَّجِدَهٗ مَمْلُوْكًا فَيَشْتَرِيَهٗ فَيُعْتِقَهٗ ۔

''کوئی بیٹا اپنے باپ کا حق نہیں ادا کر سکتا سوائے اس صورت کے کہ باپ کو کسی کا غلام پائے پھر اسے خرید کر آزاد کر دے ۔''

الترغیب والترہیب ۲۴۲/۲، تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴۵۵/۴، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، بحوالہ: الادب المفرد، ص ۶۴)

اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ نیکی کرنا بندۂ مومن پر فرض کیا ہے اسی طرح والدین کے احسانات کا شکر ادا کرنا فرض ہے۔

یاد رہے کہ والدین کے احسانات کا بدلہ ادا کرنا بندۂ مومن کے لیے ممکن نہیں ہے۔ ان کے احسانات' حد وحساب سے باہر ہیں۔ بندہ اگر تمام عمر والدین کے احسانات ادا کرنے کے لیے سخت سے سخت مشقت برداشت کرے پھر بھی بدلہ ممکن نہیں اس کے باوجود اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ احسان' نیکی اور حسنِ سلوک کا حکم دیا ہے اس سے واضح ہوتا ہے کہ اولاد والدین کے ساتھ ہر حال میں ہر وقت حتی المقدور نیکی اور احسان سے پیش آئے۔

Marfat.com

بابِ جنت کی حفاظت کیجیے

سرکارِ دو جہاں ﷺ نے فرمایا:

اَلْوَالِدُ اَوْسَطُ اَبْوَابِ الْجَنَّةِ فَاِنْ شِئْتَ فَأَضِعْ ذٰلِكَ الْبَابَ اَوِاحْفَظْهُ۔

''والد جنت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تو چاہے تو اس دروازے کو ہاتھ سے کھودے خواہ نگاہ رکھ۔''

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴۵۶/۴، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، بحوالہ: شعب الایمان ۱۸۳/۶، دارالکتب العلمیہ بیروت، اشعۃ اللمعات (اردو) شرح مشکوٰۃ ۱۲۳/۶، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور، سنن ترمذی، کتاب: البر والصلۃ ۳۵۹/۳، الرقم ۱۹۰۶)

باپ کی صحیح خدمت کرنے والا بیٹا جب باپ کی فرماں برداری کو اپنا شعار بنا لیتا ہے تو گویا قیامت کے دن اسے جنت کے درمیانے دروازے سے گزرنے کی اجازت مل جائے گی۔ باپ کے فرماں بردار کو جنت کے مین دروازے (Main Door) سے گزارا جائے گا اور جس نے باپ کی نافرمانی کی ہوگی گویا اس نے اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے بند کر دیا اور جب درمیانہ دروازہ ہی نہ کھلے گا تو گویا وہ جنت میں بھی داخل نہیں ہو سکے گا۔

نیکیوں والا پلڑا بھاری کیجیے

حضرت عبدالصمد بیان کرتے ہیں، میں نے حضرت وہب بن منبہ سے سنا، وہ بیان کرتے تھے:

''باپ کے ساتھ نیکی کرنا میزان کو بھر دے گا اور جھکا دے گا اور ماں کے ساتھ نیکی کرنا اصل کو مضبوط کرتا ہے اور جو عمل اصل کو مضبوط کرے وہ افضل ہوتا ہے۔''

(علامہ ابن جوزی، کتاب: البر والصلۃ (اردو) ص ۴۵، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

Marfat.com

ماں باپ اولاد کے لیے رحمت اور نعمت ہیں اور یہ انعام صرف دنیا تک ہی محدود نہیں بلکہ جو دنیا میں ماں باپ کے ساتھ نیکی کرتا ہے' حسنِ سلوک سے پیش آتا ہے وہ آخرت میں بھی محروم نہیں رہے گا بلکہ ان کا نیکیوں والا پلڑا والدین کے ساتھ نیکی کرنے کی وجہ سے بھاری ہو جائے گا۔

اذان......اور......والد کا پیغام

حضرت عوام فرماتے ہیں' میں نے حضرت مجاہد سے پوچھا:

''حضرت! یہ فرمایئے کہ مؤذن نے نماز کے لیے اذان کہہ دی ہو اور ادھر میرے والد کا پیغام لے کر قاصد آ جائے تو ایسے میں مجھے کیا کرنا چاہیے؟''

انہوں نے فرمایا:

''تم اپنے والد کی پہلے سن لو (پھر نماز پڑھ لینا)

(علامہ ابن جوزی' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص ۶۸' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

آیئے فلاں کی طرف

اذان سن کر مسجد کی طرف جانا	فلاح ہے۔
اذان سن کر مسجد کی طرف جانا	بخشش کا ذریعہ ہے۔
اذان سن کر مسجد کی طرف جانا	اللہ کی رحمت کا ذریعہ ہے۔
اذان سن کر مسجد کی طرف جانا	اللہ کی رضا کا ذریعہ ہے۔
اذان سن کر مسجد کی طرف جانا	اللہ کی عطا کا ذریعہ ہے۔
اذان سن کر مسجد کی طرف جانا	جنت میں جانے کا ذریعہ ہے۔
اذان سن کر مسجد کی طرف جانا	دوزخ سے آزادی کا ذریعہ ہے۔

مؤذن اذان دے دے تو مسجد کی طرف جانے سے اللہ کے انعام ملتے ہیں

Marfat.com

مگراس وقت اگر باپ کا پیغام آجائے تو مسجد میں جانے کی بجائے باپ کی بات سننے کا زیادہ اجر ہے۔

کمال کا ادب

امام ابن جوزی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمیں عمرابن ذر سے یہ روایت پہنچی ہے کہ جب ان کے بیٹے کا انتقال ہوا تو ان سے پوچھا گیا کہ تمہارے بیٹے کا تمہارے ساتھ سلوک کیسا رہا؟ تو انہوں نے فرمایا' وہ جب بھی میرے ساتھ دن میں چلتا تو کبھی میرے آگے نہیں چلتا تھا' ہمیشہ میرے پیچھے رہتا اور رات کو ہمیشہ میرے آگے ہوتا تھا اور وہ کبھی اس مکان کی سطح پر نہیں چڑھا جس کے نیچے میں بیٹھا ہوتا۔

(علامہ ابن جوزی کتاب: البر والصلۃ (اردو) ص ۸۹' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

حسنِ سلوک کے طریقے

ابوغسان ضبی بیان کرتے ہیں کہ وہ ظہر الحرہ میں پیدل جا رہے تھے اور ان کے والد ان کے پیچھے چل رہے تھے۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے ان کی ملاقات ہوئی' انہوں نے فرمایا:

''یہ شخص کون ہے جو آپ کے پیچھے چل رہا ہے؟''

غسان ضبی کہتے ہیں' میں نے کہا کہ:

''میرا باپ ہے۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''تم نے حق میں خطا کی ہے اور تمہارا طریقہ سنت کے خلاف ہے۔''

☆......اپنے باپ کے آگے مت چلو بلکہ ان کے دائیں طرف یا پیچھے چلو اور اتنا بھی پیچھے مت رہو کہ تمہارے اور تمہارے باپ کے درمیان کوئی آپس میں رابطہ کاٹ دے۔

Marfat.com

☆...... (جب کھانا کھانے بیٹھو تو) جس لقمہ اور بوٹی پر تمہارے والد کی نظر ہو وہ بوٹی نہ لو' شاید انہیں وہ پسند اور مرغوب ہو۔

☆......اپنے والد کی طرف ترچھی نظر سے نہ دیکھو۔

☆......ان کے بیٹھنے سے پہلے نہ بیٹھو۔

☆......ان کے سونے سے پہلے نہ سویا کرو۔

(علامہ ابن جوزی' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص ۶۶' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

ایک باپ کی درد بھری کہانی

ماں باپ محبت وشفقت کرتے ہوئے بسا اوقات بچوں کو ایک ہی بات بار بار کہہ دیتے ہیں جس سے بچے تنگ آ کر کہتے ہیں کہ آپ ہمیں ایک ہی بات بار بار کیوں کہہ رہے ہیں۔ ایک بار کہنے سے بھی سمجھ میں آ گئی تھی مگر یہ نہیں سوچتے کہ یہ والدین کی محبت ہوتی ہے کہ وہ اولاد کو تنبیہ کرتے رہتے ہیں پھر ان کے لیے دعائیں کرتے رہتے ہیں۔ ایک باپ کی اپنے بیٹے سے کتنی گہری محبت ہوتی ہے آئیے پڑھتے ہیں۔

زمانۂ جاہلیت کی بات ہے بنو معن کی ایک عورت سعدیٰ بنت ثعلبہ اپنے آٹھ سالہ بیٹے زید کے ساتھ اپنے میکے آئی ہوئی تھی کہ اچانک ان کی بستی پر ان کے حریف قبیلے بنو قین بن جسر نے شب خون مارا۔ حملہ اتنا اچانک تھا کہ بستی والوں کو سنبھلنے کا موقع بھی نہ ملا اور دیکھتے ہی دیکھتے بنو قین کے نوجوانوں نے بستی کا مال لوٹنا شروع کر دیا جو کچھ ان کے ہاتھ لگا انہوں نے اُٹھا لیا۔ سامان لوٹا' جانوروں کو ہانکا' ساتھ ہی انہوں نے بچوں اور عورتوں کو بھی غلام بنا کر اپنی حراست میں لے لیا اور وہاں سے بھاگ گئے جن بچوں کو وہ غلام بنانے میں کامیاب ہوئے ان میں ایک آٹھ سالہ بچہ زید بن حارثہ بھی تھا اس نوعمر لڑکے کا تعلق عرب کے مشہور قبیلے بنو کعب

Marfat.com

سے تھا۔

سعدیٰ خالی ہاتھ اپنے خاوند کے پاس آئی تو اسے بے حد رنج ہوا۔ باپ کا بیٹے کی جدائی میں بُرا حال ہو گیا اس کے خاندان نے مختلف ذرائع سے معلوم کرنے کی کوشش کی کہ ان کا بیٹا کہاں ہے مگر ان کو زید کے بارے میں کچھ معلوم نہ ہو سکا۔

طائف عرب کا معروف شہر ہے وہاں عکاظ کے بازار میں ہر سال ایک بڑا میلہ لگتا تھا۔ دیگر اشیائے تجارت کے ساتھ ساتھ غلاموں کی منڈی بھی لگتی' دُور دُور سے شعراء بھی آتے' اپنے اشعار سناتے اور لوگوں سے داد پاتے تھے۔ مکہ وہاں سے زیادہ دُور نہ تھا اس لیے کہ مکہ کے بڑے بڑے رئیس بھی اس میلے میں شرکت کرتے تھے اور واپسی پر اپنی من پسند اشیاء خرید کر لے جاتے تھے۔ قریش کا ایک معزز رئیس حکیم بن حزام بھی ایک مرتبہ عکاظ کے میلے میں شریک تھا' بازار میں فروخت ہونے والے غلاموں میں زید بن حارثہ بھی تھا۔ حکیم بن حزام نے زید سمیت کئی غلام خرید لیے۔ وہ مکہ واپسی پر اپنی پھوپھی خدیجہ بنت خویلد سے ملنے آیا اور ان سے کہا کہ میں عکاظ کے بازار سے کچھ غلام خرید کر لایا ہوں۔ آپ ان میں سے جس کو پسند کر لیں وہ آپ کے لیے میری طرف سے تحفہ ہے۔

سیدہ خدیجہ رضی اللہ عنہا نے ان نوعمر بچوں کی طرف دیکھا تو زید بن حارثہ کو پسند کیا کیونکہ کم سنی ہی میں اس کے چہرے سے ذہانت و فطانت ٹپکتی تھی۔ تھوڑا عرصہ ہی گزرا تھا کہ سیدہ خدیجہ کی شادی کائنات کے امام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے ہو گئی اب انہوں نے اپنے شوہر نامدار صلی اللہ علیہ وسلم کو تحفہ دینا چاہا تو اپنے پسندیدہ غلام زید بن حارثہ کو بطورِ تحفہ ان کی خدمتِ عالیہ میں پیش کر دیا۔

اب زید بن حارثہ کائنات کے سب سے بڑے انسان کی تربیت میں تھا' وہ ان کا غلام تھا مگر آقا و غلام والا روایتی رشتہ ہرگز نہ تھا۔ آقا بے حد شفقت اور محبت

Marfat.com

کرنے والے تھے۔ انہوں نے زید سے اتنا کریمانہ سلوک کیا کہ گویا وہ گھر ہی کا ایک فرد ہے۔ جسے محمدی اخلاق سے مستفید ہونے کا تجربہ ہو جائے اس کی خوش قسمتی کے کیا کہنے! ادھر زید کی والدہ کا صدمے سے بُرا حال تھا اسے اپنا بیٹا بھلا کیسے بھول سکتا تھا؟ زید کا والد حارثہ بھی مرد ہونے کے باوجود اپنے بیٹے کے لیے بہت بے قرار تھا اس نے تمام علاقوں میں زید کی گمشدگی کی خبر پہنچادی تھی تاکہ کہیں سے اسے اپنے بیٹے کی اطلاع مل جائے اس نے معقول رقم کا بندوبست بھی کر رکھا تھا تاکہ جس شخص کے پاس بھی اس کا بیٹا موجود ہو وہ اسے فدیہ دے کر اپنے بیٹے کو چھڑا لائے۔ بیٹے کی محبت میں اس نے اشعار بھی کہے جن میں اس نے اپنے بیٹے کی جدائی میں مسلسل رونے کا ذکر کیا۔ اپنی بے بسی کا اظہار کیا اور بڑی حسرت سے کہا کہ کاش! مجھے میرے لختِ جگر کا پتہ چل جائے تو میں اسے فوراً چھڑا لاؤں۔

مکہ مکرمہ میں ہر سال عرب کے کونے کونے سے لوگ حج کے لیے آتے تھے۔ ایک مرتبہ زید کی قوم کے کچھ لوگ حج کرنے آئے تو بیت اللہ کے طواف کے دوران اچانک ان کی نگاہیں زید پر پڑیں۔ انہوں نے زید کو پہچان لیا اور زید نے بھی انہیں پہچان لیا۔ آپس میں باتیں ہوئیں' خیر خیریت پوچھی' جملہ حالات دریافت کیے پھر وہ لوگ حج کے بعد اپنے وطن واپس چلے گئے۔ انہوں نے جاتے ہی حارثہ کو بتایا کہ تمہارا بیٹا مکہ میں ہے اور بخیر و عافیت زندگی بسر کر رہا ہے۔ حارثہ کی نیند اُڑ گئی اس نے فوراً اپنے بھائی کعب کو ساتھ لیا اور ایک معقول رقم لے کر مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہو گیا۔ مکہ پہنچ کر وہ فوراً حضرت محمد ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا:

''اے آلِ عبدالمطلب! تم لوگ بیت اللہ کے ہمسائے ہو' تمہارے اخلاق بلند ہیں' تمہارے کردار کا پورا جزیرۂ عرب معترف ہے۔ تم کریم لوگ ہو جو لوگوں کو کھانا کھلاتے ہو اگر کوئی سائل تمہارے دروازے پر آ

Marfat.com

جائے تو اسے خالی ہاتھ نہیں لوٹاتے۔ ہم آپ کی خدمت میں اپنے بیٹے کی رہائی کے لیے حاضر ہوئے ہیں۔ فدیہ کی رقم ہمارے پاس موجود ہے، ہم پر احسان فرمائیے اور ہمارے بیٹے کو ہمارے حوالے کر دیجیے۔''

حضرت محمد ﷺ نے ان سے پوچھا:

''تم کون سے بیٹے کی بات کر رہے ہو؟''

انہوں نے کہا:

''ہم زید بن حارثہ کی بات کر رہے ہیں۔''

ارشاد فرمایا:

''تم فدیے کی بات کرتے ہو، میں تم سے اس سے بھی زیادہ بہتری کی بات کہتا ہوں۔''

حارثہ اور اس کا بھائی کعب کہنے لگے:

''ارشاد فرمائیے آپ کیا تجویز دیتے ہیں؟''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

''اپنے بیٹے کو اختیار دے دو کہ وہ جسے چاہے پسند کر لے اگر اس نے تمہارے ساتھ جانا پسند کیا تو پھر مجھے تمہارے مال کی کوئی ضرورت نہیں اگر اس نے میرے ہی پاس رہنا پسند کر لیا تو پھر میں اسے (اس کی مرضی کے خلاف زبردستی) تمہارے حوالے نہیں کر سکتا۔''

وہ دونوں یک زبان ہو کر بولے:

''آپ نے تو یہ انصاف سے بھی بڑھ کر (نہایت کریمانہ) بات کی ہے۔''

اللہ کے رسول ﷺ نے زید کو بلوا بھیجا۔ وہ آ گئے تو ان سے پوچھا:

Marfat.com

''زید! کیا تم جانتے ہو یہ دونوں کون ہیں؟''

انہوں نے کہا:

''جی ہاں! یہ میرے والد حارثہ بن شراحیل ہیں اور یہ میرے چچا کعب ہیں۔''

ارشاد ہوا:

''میں تمہیں اختیار دیتا ہوں چاہو تو ان کے ساتھ چلے جاؤ اور چاہو تو میرے پاس ٹھہر جاؤ۔''

زید نے بلا تامل کہا:

''میں آپ کو چھوڑ کر کہیں نہیں جانا چاہتا۔''

زید کا باپ کہنے لگا:

''زید! تمہارا ستیاناس ہو' تم اپنے ماں باپ کے مقابلے میں غلامی کو پسند کر رہے ہو؟''

زید نے کہا:

''جی ہاں! میں نے اس عظیم شخصیت میں ایسی اعلیٰ صفات پائی ہیں کہ میں ان سے جدا ہونا ہرگز پسند نہیں کرتا۔''

مشفق و مہربان آقا نے زید کی اس محبت کو دیکھا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر بیت اللہ میں تشریف لے گئے۔ حجرِ اسود کے سامنے قریش کے بڑے بڑے لوگ بیٹھے ہوئے تھے' آپ نے ان کو مخاطب کر کے فرمایا:

يَامَنْ حَضَرَ! اِشْهَدُوْا أَنَّ زَيْدًا اِبْنِيْ أَرِثُهُ وَيَرِثُنِيْ ۔

''سردارانِ قریش! تم گواہ ہو جاؤ آج سے زید میرا بیٹا ہے۔ میں اس سے وراثت پاؤں گا اور یہ مجھ سے وراثت پائے گا۔''

Marfat.com

(مستدرک حاکم ۲/۲۱۳-۲۱۴)

اس دن کے بعد زید کا نام مکہ میں زید بن حارثہ کے بجائے زید بن محمد پکارا جانے لگا اور یہ نام اس وقت تک معروف رہا جب تک اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں متبنی (منہ بولے بیٹے) کے بارے میں احکام نازل نہ فرما دیے۔ چنانچہ ارشاد ہوتا ہے:

اُدْعُوْهُمْ لِاٰبَآئِهِمْ هُوَ اَقْسَطُ عِنْدَ اللّٰهِ۔

"ان کو ان کے باپوں کے نام سے بلایا کرو اللہ کے نزدیک یہ بہت انصاف کی بات ہے۔" (پ ۲۱ الاحزاب ۵)

اس کے بعد ان کا نام زید بن حارثہ پکارا جانے لگا۔

(صحیح بخاری الرقم ۴۷۸۲، صحیح مسلم ۲۴۲۵)

❁❁❁❁❁
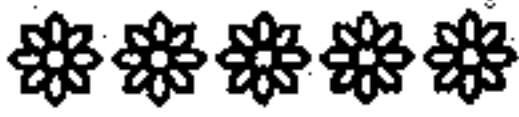
رَبَّنَا اَدْخِلْنَا الْجَنَّةَ مَعَ الْاَبْرَارِ ○

Marfat.com

شفقتوں کے سمندر

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۞ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ذِی الْعِزَّۃِ وَالْعُلٰی وَالصَّلٰوۃُ
وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْاَنْبِیَآءِ ۞ شَمْسِ الضُّحٰی ۞
بَدْرِ الدُّجٰی ۞ صَدْرِ الْعُلٰی ۞ نُوْرِ الْھُدٰی ۞ کَھْفِ الْوَرٰی ۞
دَافِعِ الْبَلَاءِ وَالْوَبَاءِ ۞ مَنْبَعِ الْجُوْدِ وَالْعَطَآءِ
اَمَّا بَعْدُ!
فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ ۞
بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۞
رَبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَیْرُ الرَّاحِمِیْنَ
صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۞
بَلَغَ الْعُلٰی بِکَمَالِہٖ
کَشَفَ الدُّجٰی بِجَمَالِہٖ
حَسُنَتْ جَمِیْعُ خِصَالِہٖ
صَلُّوْا عَلَیْہِ وَاٰلِہٖ

Marfat.com

❁❁❁❁❁

جیبا اُچی شان والیا جے توں آیوں تے بہاراں آیاں
اللہ نوں تو پیارا لگنا ایں یوں رب نے وی خوشیاں منائیاں
زلف تیری دے کنڈل سوہنے موہ لیندے نیں دل من موہنے
چن سدا لکدا پھرے تیرے مکھ دیاں ویکھ صفائیاں
عرب شریف دیا سردارا آمنہ بی بی دیا دلدارا
ترے جیا سوہنا کتھے جمدیاں نت نت مائیاں
رحمت دی تساں اکھ جد کھولی پاک حلیمہ بھرلئی جھولی
لے گئی اوہ خزانے رب دے سب تکدیاں رہ گئیاں دائیاں
جس پاسے تساں کیتے اشارے ڈھل گئے اُوتھے مست نظارے
پیار تیرا ملے سوہنیاں کی کرنیاں ہور کمائیاں
ناصر پڑھ پڑھ تیریاں نعتاں بھل گیا سارے جگ دیاں باتاں
شان تری نیوں مکنی کئی صدیاں مکن اُتے آئیاں

❁❁❁❁❁

Marfat.com
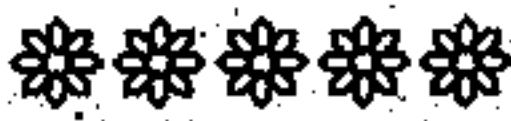
(الف) وسیع القلب ہستیاں

اللہ رب العزت نے ماں باپ کو وہ مقام اور مرتبہ عطا فرمایا ہے کہ سمندروں کا پانی اپنی گہرائی کے باوجود خشک ہو سکتا ہے مگر ماں باپ کے دل میں جو شفقت ہے اس کا پانی اپنی اولاد کے لیے کبھی خشک نہیں ہوتا۔

انسان کو کسی سایہ دار درخت کے نیچے بیٹھنے سے وہ سکون میسر نہیں آتا جو راحت اس کو ماں باپ کے دامن سے ملتی ہے۔ انسان کے سر سے بہت بوجھل گٹھڑی اُتارنے سے اس کو اتنی راحت محسوس (Feel) نہیں ہوتی جتنی اس کو ماں باپ کے دستِ شفقت سے حاصل ہوتی ہے۔

انسان کائنات میں کتنی ہی بڑی کرسی پر بیٹھ جائے تو اس کو اتنی بلندی میسر نہیں آتی جتنی بلندی اس کو اپنی ماں کے قدموں میں بیٹھنے سے میسر آتی ہے۔ اسے کائنات کے کسی لقب میں، دنیا کی کسی عزت میں اور دنیا کے کسی ایوارڈ سے ایسا سرور نہیں ملتا جو سرور اسے اپنے ماں باپ کے بولے ہوئے مختصر سے جملے سے میسر آتا ہے۔

انسان اپنی زندگی کے اور عمر کے کسی حصے میں پہنچ چکا ہو اس کو اپنے والدین سے اسی پیار کی طلب ہوتی ہے جو ایک چھوٹے سے بچے کو اپنے والدین سے تقاضا ہوتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے انسان کے لیے اس کے ماں باپ کو بہت بڑا ابرِ کرم بنایا ہے اور

Marfat.com

والدین کی وسعتِ قلبی کو اس کے لیے رحمت کا سائبان بنایا ہے۔

☆☆☆☆

بیٹے کی محبت...... بددعا کرنے نہیں دیتی

ایک نوجوان کی نہایت خوب صورت لڑکی کے ساتھ شادی ہوئی' گھر بسانے کے بعد لڑکی کو اندازہ ہو گیا کہ اس کا شوہر اس پر لٹو ہے' اسے دل کی گہرائیوں سے چاہتا ہے اور اس کے بغیر ہرگز نہیں رہ سکتا اسی لیے وہ اپنے شوہر کی ماں کے ساتھ ہمیشہ بے رُخی اختیار کرتی تھی اس کی ساس بوڑھی خاتون تھی' وہ اس دنیا میں بس چند دنوں کی مہمان تھی جو بھی دیکھتا اسے اس کے بڑھاپے پر ترس آ جاتا۔ وہ اس عمر میں اپنے بیٹے اور بہو کی خدمت کی محتاج تھی مگر ساس کی خدمت کیا ہوتی ہے؟ اس کی بہو نے تو اس بارے میں کچھ سیکھا ہی نہیں تھا۔

دوسری جانب نوجوان بیٹے کا حال بھی قابلِ تعریف نہیں تھا' وہ بھی اپنی ماں کی خدمت پوری طرح نہیں کرتا تھا مگر بیٹے کی طرف سے کبھی ماں کو شکایت نہیں ہوئی تھی۔ البتہ بہو کی کڑوی کسیلی باتیں سن کر اسے تکلیف ضرور ہوتی مگر وہ حرفِ شکایت زبان پر لانا مناسب نہیں سمجھتی تھی۔ بہو نے جب دیکھا کہ کئی سال ایک ساتھ گزارنے کے باوجود بیٹا ماں سے نفرت نہیں کرتا اور اس کے لاکھ چڑانے پر بھی ماں کو بُرا بھلا نہیں کہتا تو ایک روز وہ ناراض ہو کر بیٹھ گئی۔ شوہر جب کام کاج سے فارغ ہو کر گھر واپس آیا تو بیوی کو افسردہ دیکھ کر پوچھا:

"کیوں کیا بات ہے آج روزانہ کی طرح خوش نہیں ہو؟"

بیوی نے جواب دیا:

"یہ تمہاری بوڑھی ماں جو گھر میں رہتی ہے اس کے ہوتے ہوئے کیا کوئی اس گھر میں ہنسی خوشی رہ سکتا ہے؟ اور ہاں! بہت ہو گیا ہمارا تمہارا ایک ساتھ جس قدر

Marfat.com

گزارا ہوسکتا تھا' وہ ہو گیا اب میں ہرگز گوارا نہیں کر سکتی کہ میرے ساتھ تمہاری ماں بھی اس گھر میں رہے جب تک تم گھر سے اس بڑھیا کو نہ نکال دو' میں اور تم ایک ساتھ نہیں رہ سکتے۔"

جب بیوی نے شوہر سے بار بار یہی کہا کہ میں تمہاری ماں کے ساتھ اس گھر میں نہیں رہ سکتی تو اس نے اپنی ماں کو رات کے اندھیرے میں کندھے پر اُٹھایا اور خونخوار جانوروں والے جنگل میں لے جا کر پھینک دیا پھر چند منٹ کے بعد وہ اجنبی بن کر ماں کے پاس آیا تو وہ زاروقطار رو رہی تھی۔

اس نے اپنی آواز بدل کر بڑھیا سے پوچھا:

"بڑھیا! کیوں رو رہی ہو؟"

بڑھیا کہنے لگی:

"میرا بیٹا ابھی مجھے یہاں پھینک کر چلا گیا ہے' مجھے خوف ہے کہ کہیں اس کو کوئی شیر چیر پھاڑ کر نہ کھا جائے۔"

اس نے کہا:

"تم اپنے اس بیٹے کے لیے رو رہی ہو جس نے تم سے یہ سلوک کیا ہے کہ تمہیں اس خطرناک جنگل میں لا پھینکا؟ تم اس کے لیے بددعا کیوں نہیں کرتیں؟"

وہ کہنے لگی:

"میری محبت اس کے لیے بددعا کرنے سے انکار کرتی ہے۔"

بڑھیا کا کہا ہوا یہ جملہ اسی روز سے ضرب المثل بن گیا اور عربوں میں یہ مثل مشہور ہوگئی۔

(والدین' ص ۱۸۰' مطبوعہ: دارالسلام لاہور' بحوالہ: مجمع الامثال ۱/۲۳۴)

Marfat.com

درسِ ہدایت

یہ ہوتی ہے ماں کی محبت کہ بیٹا چاہے ماں کو گھر سے نکال دے لیکن ماں کی زبان سے اس کے لیے دو لفظ بد دعا کے نہیں نکل سکتے اس ویران اور بیابان جنگل میں ماں کو اپنی جان کی فکر کرنے کی بجائے بیٹے کی جان کی فکر ہے کہ کہیں اسے شیر نہ کھا جائے' وہ خیر و عافیت سے گھر پہنچ جائے۔

میری آنکھ...... تمہارے کام آ گئی

میری ماں کی ایک ہی آنکھ تھی' مجھے اپنی ماں کی ایک آنکھ کے سبب کئی دفعہ شرمندگی کا سامنا کرنا پڑا۔ میری ماں کو میرے ساتھ دیکھ کر جب کوئی پوچھ لیتا کہ یہ تیری ماں ہے؟..... تو مجھے اس قدر شرمندگی ہوتی کہ میں اسے الفاظ میں بیان نہیں کر سکتا......

میری ماں گھر کے اخراجات کو پورا کرنے کے لیے ایک پرائمری سکول میں باورچی کا کام کیا کرتی تھی۔ اتفاق سے میں بھی اسی پرائمری سکول میں پڑھ رہا تھا۔ ایک دن میری ماں دورانِ تعلیم میرے کلاس روم میں آئی تاکہ وہ میرے بارے میں معلومات حاصل کر سکے کہ میں پڑھنے لکھنے میں دلچسپی لیتا ہوں یا میری ساری توجہ کھیل کود میں ہے۔ انہوں نے میری پڑھائی لکھائی کے بارے میں میرے اساتذہ سے پوچھا' مجھے اپنی ماں کو کلاس روم میں دیکھ کر بڑی شرمندگی کا احساس ہو رہا تھا' میں اندر ہی اندر اپنی ماں کو کوس رہا تھا۔

دوسرے دن میں سکول آیا' کلاس روم میں بیٹھا ہی تھا کہ میرا ایک کلاس فیلو میرے پاس آیا اور کہنے لگا:

"کل جو باورچن آئی تھی جس کی ایک ہی آنکھ تھی' کیا وہ تیری ماں ہے؟

Marfat.com

اوہ!...... میں نے جب اپنے کلاس فیلو سے یہ بات سنی تو شرم کے مارے پانی پانی ہوگیا۔ میرا دل چاہ رہا تھا کہ آج کا دن دیکھنے سے پہلے ہی میں مر چکا ہوتا' مجھے یہ دن تو نہ دیکھنا پڑتا۔ نہ یہ ذلت برداشت کرنی پڑتی اور سچ مچ دوسرے دن میں نے اپنی والدہ سے کہا:

''تم نے مجھے دوستوں کے سامنے ایک تماشہ بنا ڈالا ہے' تم مر کیوں نہیں جاتیں تاکہ میں اس عار سے نجات پا جاؤں۔ ایک آنکھ والی ماں سے بہتر تھا کہ میری کوئی ماں ہی نہ ہوتی۔''

میں نے اپنی ماں کے سامنے بہت کچھ اول فول بکا مگر اس نے میری کسی بات کا جواب نہیں دیا' چپ چاپ کھڑی رہی پھر میرے پاس سے اُٹھ کر چلی گئی۔ مجھے اپنی سخت کلامی پر کوئی افسوس نہیں تھا کیونکہ فی الواقع میں اپنی ماں کی وجہ سے ایک قسم کی گھٹن محسوس کرتا تھا۔ مجھے اس کے جذبات کی کوئی پرواہ نہیں تھی بلکہ میں نے اندر ہی اندر پلان بنالیا تھا کہ میں پڑھ لکھ کر جب بڑا آدمی بن جاؤں گا تو اپنی ماں سے کہیں دُور جا کر رہنے لگوں گا تاکہ مجھے کسی شرمندگی کا سامنا نہ کرنا پڑے۔

میری ماں مسلسل میرے بارے میں فکرمند رہتی' وہ میری پڑھائی لکھائی پر دھیان دیا کرتی تھی مگر میں اسے کوئی اہمیت نہیں دیتا تھا۔ میں نے محنت سے تعلیم حاصل کی' میرا داخلہ سنگاپور کی ایک یونیورسٹی میں ہوگیا۔ ایک دن آیا کہ میں سنگاپور پہنچ کر یونیورسٹی میں تعلیم حاصل کررہا تھا۔ اعلیٰ ڈگری لے کر جب وطن پہنچا تو مجھے معقول ملازمت مل گئی۔ میں نے شادی کی اور اپنے لیے ایک الگ عالی شان مکان خرید کر اس میں رہنے لگا۔ میں اپنی زندگی سے بڑا مطمئن اور خوش تھا' مجھے اس دوران اپنی ماں کی یاد بھی نہیں آئی' نہ اس سے ملنے کی کبھی مجھے خواہش ہوئی بلکہ میں نے اسے ملنے کے لیے بلایا بھی نہیں۔ میں کئی بچوں کا باپ بن چکا تھا' انہیں یہ معلوم

Marfat.com

ہی نہیں تھا کہ ان کی کوئی دادی بھی ہے۔

میری والدہ نے بھی مجھ سے ملنے کی کوشش نہیں کی شاید اسے میری اداؤں سے محسوس ہو چکا تھا کہ میں اندر ہی اندر اس سے نفرت کرتا ہوں۔ میں نہیں چاہتا کہ میری بیوی بچے اسے دیکھنے پائیں۔ آخر وہ ماں تھی' کب تک بیٹے کی جدائی برداشت کرتی۔ ایک دن وہ میرے گھر کا پتہ پوچھ کر میرے پاس آ ہی گئی ابھی وہ دروازے ہی پر تھی کہ میرے بچے گھر سے باہر نکلے اور اس کی ایک آنکھ دیکھ کر ہنسنے لگے۔

میں نے گھر سے نکلتے ہی اپنی ماں کو ڈانٹنا شروع کر دیا۔ میں نے اس سے یہاں تک کہہ دیا کہ آخر تم نے میرے گھر آنے کی جرأت کیسے کی؟ کیا اس لیے آئی ہو کہ میرے بچوں کو اپنے ڈراؤنے چہرے سے خوف زدہ کر دو' تم ابھی یہاں سے چلی جاؤ۔ اس نے بڑے پُرسکون لہجے میں جواب دیا:

''معاف کرنا شاید میں راستہ بھول گئی تھی۔''

پھر وہ واپس چلی گئی۔

ایک دن مجھے اس پرائمری سکول کی جانب سے افرادِ خانہ کے ساتھ میٹنگ کی دعوت ملی جس میں میری ماں باورچی کا کام کرتی تھی۔ میری ابتدائی تعلیم اسی سکول میں ہوئی تھی۔ میں نے بیوی سے بہانہ بنا دیا کہ میں ایک میٹنگ میں جا رہا ہوں' میں سکول پہنچا اور میٹنگ ختم ہونے کے بعد اپنے پرانے گھر کی طرف چلا۔ میں بے ارادہ یونہی اپنے گھر جا رہا تھا' والدہ کی زیارت مقصود نہ تھی' گھر پہنچ کر پڑوسیوں سے معلوم ہوا کہ میری ماں کا انتقال ہو چکا ہے۔ مجھے یہ خبر سن کر بھی کوئی صدمہ نہیں ہوا۔ میری آنکھوں نے ایک آنسو بھی نہیں ٹپکایا۔ پڑوسیوں نے مجھے ایک خط دیا اور بتلایا کہ تمہاری ماں مرتے وقت یہ خط دے گئی تھی۔

Marfat.com

میں نے خط کھولا تو اس میں لکھا تھا:

''بیٹا! میں نے کئی دفعہ تم سے ملنے کی خواہش کی۔ میری بہت تمنا تھی کہ تم پڑھ لکھ کر بڑے آدمی بن جاؤ اور دنیا جہاں میں تمہارا نام روشن ہو۔ تم پڑھ لکھ کر بڑے بھی بن گئے اس روز مجھے بہت افسوس ہوا جب میں تمہارے گھر بن بلائے چلی گئی اور تمہارے لاڈلے بچے مجھ سے ڈر گئے۔ بعدازاں میں اپنے آپ کو کوس رہی تھی کہ آخر میں تمہارے گھر کیوں گئی اور ہاں! مجھے خبر ملی کہ تم سکول کی میٹنگ میں افرادِ خانہ کے ساتھ شرکت کرنے والے ہو تو مجھے بہت خوشی ہوئی۔ میں تمہیں دیکھنا چاہتی تھی لیکن میرے دل میں فوراً یہ بات آئی کہ مجھے سکول نہیں جانا چاہیے ویسے بھی تم پہلے کئی دفعہ میری وجہ سے سبکی محسوس کر چکے ہو یوں بھی میں بستر سے اُٹھنا بھی چاہتی تو نہیں اُٹھ سکتی تھی اور ہاں آج میں تمہیں یہ بات بھی بتلائے دیتی ہوں جسے میں نے تم سے اب تک چھپائے رکھا کہ بچپن میں تمہارا ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا جس کے سبب تمہاری ایک آنکھ ضائع ہو گئی تھی' مجھے تمہارے بارے میں اور تمہاری آنکھ کے بارے میں بے حد صدمہ تھا' مجھ میں اتنی سکت بھی نہیں تھی کہ میں تمہارے لیے آنکھ خرید سکتی۔ چنانچہ میں نے ڈاکٹروں سے کہہ کر اپنی ایک آنکھ تمہیں دے دی تاکہ جب تم بڑے ہو جاؤ تو تمہیں آنکھ کی کمی محسوس نہ ہونے پائے۔ تمہارا آپریشن کامیاب ہو گیا اور میری آنکھ تمہارے کام آ گئی تو میں بے حد خوش ہوئی۔ مجھے فخر محسوس ہو رہا تھا کہ چلو میری ایک آنکھ نہیں رہی تو کیا ہوا' میرا بیٹا تو میری آنکھ سے دنیا کے قابل ہو گیا ہے۔'' (والدین' ص ۱۸۰ بحوالہ: انٹرنیٹ www.gesah.net)

Marfat.com

جدائی کے غم...... آنکھ ہوئی پُرنم

اُمیہ الکنانی کا شمار اس کی قوم کے سرداروں میں ہوتا تھا اس کا ایک بیٹا تھا جس کا نام کلاب تھا۔ کلاب بن اُمیہ الکنانی اپنے والد کا بڑا وفادار اور اطاعت گزار تھا۔ رات ہو یا دن جب بھی فرصت ملتی وہ اپنے والد کے پاس آتا اس سے خیریت دریافت کرتا اور اس کی خدمت کرتا اس کا والد اُمیہ الکنانی بیٹے کی اطاعت اور فرماں برداری سے بڑا خوش تھا۔ وہ اپنے بیٹے سے بہت محبت کرتا تھا۔ پل بھر کے لیے بھی بیٹے کو اپنی نظروں سے دُور نہیں ہونے دیتا تھا۔ باپ بیٹے کی باہمی محبت اور اُلفت کا چرچا دُور دُور تک تھا۔

کلاب بن اُمیہ الکنانی جب ہجرت کر کے مدینہ منورہ پہنچا تو یہ امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کا عہدِ خلافت تھا۔ مدینہ میں اسلامی حکومت کی داغ بیل پڑ چکی تھی اور لوگ ہر طرف سے جوق در جوق اسلام قبول کرنے کے لیے حکومتِ اسلامیہ کے دار الخلافہ مدینہ منورہ کا رُخ کرتے تھے۔ انہی ایام میں کلاب بن اُمیہ الکنانی بھی مدینہ منورہ پہنچا اور باشندگانِ مدینہ کے ساتھ بود و باش اختیار کر لی۔ ایک عرصے تک مدینہ میں اسلامی تعلیمات حاصل کیں اسے جب ایمان و علم میں کچھ پختگی محسوس ہوئی تو اس نے اپنی سیرت کو اور زیادہ مجلا کرنے کی کوشش کی۔

کلاب بن اُمیہ الکنانی کو جب علم ہوا کہ اسلام میں سب سے افضل عمل اللہ کی راہ میں جہاد کرنا ہے تو وہ امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا انہیں اپنے پاکیزہ جذبات سے آگاہ کیا۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اس نوجوان کو جہاد پر نکلنے کے لیے اجازت طلب کرنے پر ڈھیر ساری دعائیں دیتے ہوئے اس کا نام اسلامی لشکر میں درج کرا دیا پھر ایران کی طرف کوچ کرنے والی اسلامی فوج میں اسے بھی شامل کر لیا گیا۔

Marfat.com

کلاب بن اُمیہ الکنانی کے بارے میں جب اس کے والد اُمیہ الکنانی کو پتہ چلا کہ بیٹا جہاد کے لیے ایران کی طرف کوچ کرنے والی اسلامی فوج کے ساتھ روانہ ہونا چاہتا ہے تو اس نے اپنے بیٹے سے کہا کہ اپنے بوڑھے ماں باپ کو چھوڑ کر جہاد کے لیے نہ جاؤ ہم دونوں میاں بیوی نے تمہیں بڑے پیار سے پالا پوسا ہے تاکہ بڑھاپے میں تم ہمارے کام آؤ۔ ہماری خدمت کرو لیکن آج تم ہمیں چھوڑ کر دُور جا رہے ہو ہم نہیں چاہتے کہ تم پل بھر کے لیے بھی ہماری نظروں سے اوجھل رہو۔

کلاب بن اُمیہ الکنانی نے اپنے والد کے جواب میں عرض کیا:

أَتْرُكُكُمَا لِمَا هُوَ خَيْرٌ لِّي۔

''میں اس کام کے لیے آپ دونوں کو چھوڑ رہا ہوں جو میرے حق میں بہتر ہے۔''

کلاب بن اُمیہ الکنانی نے جب دیکھا کہ اس کے والدین اس کی وضاحتوں سے راضی ہو گئے ہیں اور ان کی طرف سے اجازت مل گئی ہے' وہ ایران کی طرف کوچ کرنے والی اسلامی فوج کے ساتھ جہاد کی مہم پر روانہ ہو گیا۔ لشکر کو مدینہ سے نکلے ہوئے کئی ہفتے گزر چکے تھے اس کے ماں باپ نے اسے جنگ کی مہم پر نکلنے کی اجازت تو دے دی تھی مگر ان کے سفرِ جہاد پر روانہ ہونے کے کچھ ہی دنوں بعد انہیں بیٹے کی محبت ستانے لگی۔ دونوں میاں بیوی رات کو سوتے وقت اپنے بیٹے کلاب بن اُمیہ الکنانی کا ذکر کرتے اور اپنے ساتھ اس کے حسنِ سلوک کو یاد کر کے آنسو بہاتے۔

کلاب بن اُمیہ الکنانی کے پاس کھجوروں کا ایک باغ تھا' ایک روز وہ دونوں میاں بیوی اپنے باغ میں بیٹھے ہوئے کسی خاص موضوع پر باتیں کر رہے تھے اس روز پھل دار درختوں کا سایہ کچھ زیادہ ہی سہانا منظر پیش کر رہا تھا۔ اوپر سے چڑیوں

Marfat.com

کے چہچہانے کی خوش آہنگی سے فضا نغمہ بار معلوم ہو رہی تھی۔ چڑیاں ایک درخت سے اپنے پروں کو پھڑ پھڑاتی ہوئی دوسرے درخت کا رُخ کرتیں اور بیٹھ کر چہچہانے لگتیں۔

اچانک کلاب بن اُمیہ الکنانی کے بوڑھے والد کی نگاہ اُٹھی اس نے دیکھا کہ ایک کبوتر اپنے چھوٹے سے بچے کے ساتھ کھیل رہا تھا' کبھی بچے کے پاس جاتا اور کبھی اس کے پاس سے اُڑ کر دوسرے درخت پر جا بیٹھتا۔ اُمیہ الکنانی کو کبوتر اور اس کا بچہ دیکھ کر اپنا بیٹا کلاب یاد آ گیا اور وہ آہیں بھرنے لگا۔ کلاب کی ماں بھی پاس ہی بیٹھی ہوئی تھی اس نے جب شوہر کی آنکھوں میں آنسو دیکھے تو بیٹے کی محبت میں اس کی آنکھوں سے بھی آنسوؤں کی لڑی جاری ہو گئی اب کیا تھا میاں بیوی باغ کے خوش گوار ماحول میں بھی رنجیدہ ہو گئے اور سسکیاں بھرنے لگے۔

مؤرخین نے لکھا ہے کہ بنو اُمیہ الکنانی اپنے بیٹے کلاب بن اُمیہ الکنانی کی یاد میں بہت رویا۔ وہ پہلے ہی کمزور اور بوڑھا تھا لیکن بیٹے کی جدائی کے غم سے اس کے بڑھاپے کی جھریوں میں مزید اضافہ ہو گیا اور اس کی بینائی بھی کمزور ہو گئی۔

کلاب بن اُمیہ الکنانی کو جہاد کی مہم پر روانہ ہوئے ایک عرصہ گزر چکا تھا۔ بیٹے کی جدائی سے باپ کو سخت تکلیف تھی اس نے ایک حد تک تو برداشت کیا مگر ایک دن وہ امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ رضی اللہ عنہ مسجد نبوی میں تشریف فرما تھے۔ اُمیہ الکنانی اب امیر المومنین سے مخاطب تھا۔ اس نے کہا:

وَاللهِ! يَا ابْنَ الْخَطَّابِ! لَئِنْ تَرُدَّ عَلَيَّ وَلَدِيْ لَأَدْعُوَنَّ عَلَيْكَ فِيْ عَرَفَاتٍ

''اللہ کی قسم! اے خطاب کے بیٹے! اگر تم نے میرے بیٹے کو واپس نہیں

Marfat.com

بلایا تو میں میدانِ عرفات میں تمہارے لیے بددعا کروں گا۔"

امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بڑے صاحبِ فراست اور فردشناس انسان تھے' وہ اپنی رعایا کے جذبات کو فوراً بھانپ لیا کرتے تھے۔ انہوں نے فوراً بیٹے کے لیے اُمیہ الکنانی کی محبت کو بھانپ لیا اور اس کے پیمانہ صبر کو چھلکتا دیکھ کر فوج کی طرف ایک نمائندہ یہ حکم دے کر روانہ کر دیا کہ اُمیہ الکنانی کے فرزند کلاب کو جنگ کی مہم سے فارغ کر کے فوراً مدینہ منورہ بھیج دیا جائے۔ چند دنوں میں کلاب بن اُمیہ الکنانی امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

امیر المومنین نے کلاب بن اُمیہ الکنانی سے دریافت فرمایا:

مَا بَلَغَ بِرُّكَ بِأَبِيكَ؟

"والد کے ساتھ تمہارے حسنِ سلوک کا کیا قصہ ہے؟"

کلاب بن اُمیہ الکنانی نے سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے جواب میں عرض کیا:

"بات یہ ہے کہ میں ہر بات میں اپنے والدِ محترم کو اپنے پر ترجیح دیا کرتا تھا۔ ان کے حکموں کی فوراً تکمیل کرتا جب میں اپنے والد کے لیے دودھ دوہنے کا ارادہ کرتا تو اس اونٹنی کا رُخ کرتا جو سب سے زیادہ دودھ دینے والی ہوتی۔ میں اسے کھلا پلا کر پہلے تیار کرتا' اسے چند لمحے آرام کرنے دیتا پھر اس کا تھن دھوتا تاکہ وہ ٹھنڈا ہو جائے اس کے بعد دودھ دوہتا اور وہی دودھ اپنے والد کو پلایا کرتا۔"

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کلاب کے والد اُمیہ الکنانی کو بلا بھیجا۔ وہ حاضر ہوا۔ وہ بہت بوڑھا ہو چکا تھا' بینائی ماند پڑ گئی تھی' بڑھاپے کے بوجھ سے اس کی کمر بھی جھک گئی تھی۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

"ابو کلاب! تم کیسے ہو؟"

Marfat.com

''امیر المومنین! میں ویسا ہی ہوں جیسا آپ مجھے دیکھ رہے ہیں۔''

اُمیہ الکنانی نے جواب دیا۔

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

مَا أَحَبُّ الْأَشْيَاءِ إِلَيْكَ الْيَوْمَ؟

''آج کے دن تمہاری نظر میں سب سے زیادہ محبوب چیز کونسی ہے؟''

اُمیہ الکنانی:

مَا أُحِبُّ الْيَوْمَ شَيْئًا، مَا أَفْرَحُ بِخَيْرٍ وَلَا يَسُوءُنِي شَرٌّ.

''آج کے دن مجھے کسی چیز کی چاہت نہیں، مجھے نہ کسی خیر سے کوئی خوشی ہوگی نہ کسی شر سے کوئی تکلیف۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے پوچھا:

''کیا تمہیں اپنے بیٹے کلاب کے علاوہ اس دنیا میں اور کچھ نہیں چاہیے؟''

اُمیہ الکنانی کہنے لگا:

''ہاں! بس میری یہی تمنا ہے کہ میرا لختِ جگر کلاب میرے پاس آ جائے کیونکہ مرنے سے پہلے میں اسے دیکھنا چاہتا ہوں، اسے بوسہ دینا چاہتا ہوں اور اسے گلے لگانا چاہتا ہوں۔''

سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے باپ کی بیٹے سے اس قدر محبت دیکھی تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ فرمانے لگے:

''پریشان ہونے کی ضرورت نہیں، ان شاء اللہ تمہاری مراد پوری ہوگی۔''

پھر سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے اُمیہ الکنانی کے صاحب زادے کلاب کو اپنے

Marfat.com

پاس بلوایا اور کہا:

''جاؤ! اپنے والد کے لیے اونٹنی کا دودھ اسی طرح دوہ کر لاؤ جس طرح پہلے اپنے والد کے لیے یہ اہتمام کیا کرتے تھے۔''

کلاب نے امیر المومنین کے حکم کی تعمیل کی۔ ٹھیک اسی طرح سے اونٹنی کا انتخاب کیا اسی طرح دودھ دوہا جیسا کہ وہ پہلے اپنے والد کے لیے دوہا کرتے تھے جب وہ دودھ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس لایا تو آپ رضی اللہ عنہ نے اپنے ہاتھ سے دودھ لے جا کر کلاب کے والد اُمیہ الکنانی کی خدمت میں پیش کیا۔ اُمیہ الکنانی کو اپنے بیٹے کلاب کی آمد اور یہ دودھ دوہنے کی کوئی خبر نہیں تھی۔ سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے دودھ اُمیہ کی خدمت میں پیش کر کے فرمایا:

''دودھ نوش فرمایئے۔''

اُمیہ الکنانی نے دودھ کا پیالہ ہاتھ میں اُٹھایا اور لب سے لگایا تو دودھ کی خوشبو سونگھتے ہی کہنے لگا:

وَاللهِ! يَا أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ إِنِّي لَأَشُمُّ رَائِحَةَ يَدَيْ كِلَابٍ۔

''امیر المومنین! اللہ کی قسم! بلاشبہ میں اپنے بیٹے کلاب کے ہاتھوں کی مہک محسوس کر رہا ہوں۔''

اتنا سننا تھا کہ امیر المومنین سیّدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ بھی رو پڑے۔ فرمانے لگے:

هٰذَا كِلَابٌ عِنْدَكَ وَقَدْ جِئْنَاكَ بِهٖ۔

''لو یہ تمہارا بیٹا کلاب تمہارے پاس حاضر ہے۔ ہم نے پہلے ہی اسے تمہاری خاطر بلا لیا تھا۔''

یہ سنتے ہی اُمیہ الکنانی اپنے بیٹے کی طرف لپکا' بیٹے کو گلے لگایا اور بوسہ دینے

Marfat.com

لگا۔

باپ کی بیٹے سے شدید محبت کا یہ دلربا منظر دیکھ کر امیر المومنین عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ اور ان کی خدمت میں موجود تمام حاضرین بھی رو دیئے۔ سب کی آنکھیں بھیگ گئیں پھر امیر المومنین سیدنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ نے کلاب کو مخاطب کر کے فرمایا:

"بیٹے! جاؤ اور جب تک تمہارے والدین زندہ ہیں' ان کے ساتھ رہ کر ان کی خدمت گزاری کی شکل میں جہاد کرو جب وہ اس دنیا سے رخصت ہو جائیں تو پھر اپنے مستقبل کے بارے میں سوچنا کہ اب تمہیں کیا کرنا چاہیے۔"

(والدین' ص ۲۹۵' مطبوعہ: دار السلام لاہور: بحوالہ اسد الغابہ ۴/۲۶۵' الاصابہ ۵/۲۵۹-۲۶۰' موسوعۃ الامام ابن ابی الدنیا ۳/۴۷۳-۴۷۴)

اپنی مثال آپ تھا......وہ حسنِ سلوک میں

وہ انتہائی نیک اور صالح بیٹا تھا۔ باپ کے ساتھ حسنِ سلوک میں اپنی مثال آپ تھا۔ وہ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا تھا۔ اللہ کی رضا و خوشنودی کا حصول اس کا مشن تھا۔ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا سبق اس نے خوب پڑھ رکھا تھا اس لیے وہ اپنی تمام تر مصروفیات پر والدین کی خدمت کو ترجیح دیتا تھا۔ والدین کے ساتھ اس کے حسنِ سلوک کی لوگ مثال دیا کرتے تھے۔

ایک دفعہ کی بات ہے کہ والد کے ساتھ اپنی نیکی اور حسنِ سلوک کی بناء پر وہ خود پسندی کا شکار ہو گیا۔ وہ اپنے احسان پر بڑا نازاں تھا۔ والد کے ساتھ حسنِ سلوک سے اسے کچھ زیادہ ہی خوش فہمی ہو چکی تھی چنانچہ اس نے ایک روز والد سے عرض کیا:

"ابو جان! میں چاہتا ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ بچپن میں جو احسان یا میری بھلائی کے لیے جو کچھ بھی کیا ہے اس کا بدلہ نیکی و بھلائی

Marfat.com

سے دوں۔

اللہ کی قسم! آپ مجھے مشکل سے مشکل کام کا بھی حکم فرمائیں گے تو میں اسے آسانی سے انجام دوں گا۔ آپ کا فرمان چاہے کتنا ہی کٹھن ہو میں اسے آسان ہی نہیں پُر لطف بھی بنالوں گا۔"

والد باشعور اور تجربہ کار انسان تھا اس نے بیٹے کی باتوں کو دھیان سے سنا مگر کوئی ایسی بات نہیں کہی جس سے اس کے جذبات کے آبگینے کو ٹھیس لگے یا اس کے احساسات کی ناقدری ہو۔ اس نے بیٹے سے کہا:

"مجھے زندگی میں کسی چیز کی خواہش نہیں رہی البتہ چند سیب ضرور کھانا چاہتا ہوں۔"

بیٹے کے لیے اس خواہش کی تکمیل بہت آسان تھی اس نے آناً فاناً بہت سارے سیب باپ کی خدمت میں پیش کر دیئے اور عرض کیا:

"آپ جتنے سیب چاہیں کھائیں اور جتنے رکھنا چاہیں رکھیں۔ جب آپ سیب کھا کر فارغ ہو جائیں گے تو میں اور سیب لا دوں گا کیونکہ میں ہر وہ کام انجام دینے کی ہمت رکھتا ہوں جس کا آپ مطالبہ فرمائیں گے۔"

والد بیٹے کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا:

"اس برتن میں جتنے سیب ہیں، وہ میرے لیے کافی ہیں۔ مجھے مزید سیبوں کی ضرورت نہیں مگر میں یہ سیب یہاں نہیں کھانا چاہتا، میں سامنے پہاڑ کی چوٹی پر جانا چاہتا ہوں، وہیں یہ سیب کھاؤں گا لہٰذا میرے بیٹے! اگر تم واقعی میرے ساتھ حسنِ سلوک کرنا چاہتے ہو تو مجھے اس چوٹی پر لے چلو۔"

Marfat.com

بیٹے نے باپ کی باتیں سنیں اور اسے راضی کرنے کی غرض سے حکم کی تعمیل میں جلدی کی اس نے سیبوں کی ٹوکری ہاتھ میں تھامی' باپ کو کندھے پر بٹھایا اور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گیا وہاں باپ کو ایک مناسب جگہ پر بٹھا کر سامنے سیب رکھ دیئے اور عرض کیا:

"والدِ محترم! اب آپ سیب کھائیے' مجھے آپ کے حکم کی تعمیل کر کے بہت خوشی ہو رہی ہے۔"

اب والد ٹوکری سے ایک ایک سیب نکالتا گیا اور چوٹی سے نیچے لڑھکاتا گیا جب ٹوکری خالی ہو گئی تو باپ نے بیٹے سے کہا:

"نیچے جاؤ اور گرے ہوئے سیب اوپر لے آؤ۔"

بیٹے نے حکم کی تعمیل کی۔ نیچے سے سارے سیب اُٹھا کر پہاڑ کی چوٹی پر لے آیا اور باپ کے سامنے رکھ دیئے۔ والد نے تین دفعہ یہی عمل کیا۔ تینوں دفعہ بیٹے نے باپ کے حکم کے مطابق پہاڑ سے نیچے اُتر کر سیب چُنے' چوٹی پر پہنچائے اور باپ کے سامنے رکھ دیئے۔

چوتھی مرتبہ باپ نے پھر یہی عمل کیا اب بیٹے کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا تھا' وہ باپ کی اس حرکت پر اندر ہی اندر پیچ و تاب کھا رہا تھا مگر زبان پر حرفِ شکایت نہیں لایا تھا۔ باپ نے بیٹے کی آنکھوں میں غصے کی چنگاریاں دیکھ لی تھیں چنانچہ اس نے شفقت سے بیٹے کے کندھے پر ہاتھ رکھا اور کہا:

"جانِ پدر! ناراض ہونے کی ضرورت نہیں۔ یہی وہ جگہ ہے جب تم بچپن میں اسی پہاڑ کی چوٹی سے اپنی گیند بار بار نیچے پھینک دیتے تھے اور میں بار بار تیزی سے نیچے بھاگتا تھا اور گیند واپس لا کر تمہارے ننھے ننھے ہاتھوں میں تھما دیتا تھا۔ میں تمہاری اس حرکت سے کبھی ملول نہ ہوا'

Marfat.com

نہ مجھے تھکن محسوس ہوئی' یہ سب میں تمہیں خوش رکھنے کے لیے کرتا تھا۔''

(والدین' ص۱۳۲' مطبوعہ: دارالسلام لاہور' بحوالہ: سعادۃ الدارین فی برالوالدین' ص۷۸-۷۹)

دعوتِ عمل

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ والدین اولاد کے لیے سب کچھ کر سکتے ہیں' اپنی اولاد کو خوش رکھنے کے لیے بہت سی تکلیفیں برداشت کرتے ہیں' بہت سی قربانیاں دیتے ہیں لیکن اولاد ان کے احسانات کا بدلہ نہیں چکا سکتی۔ ہمیں چاہیے کہ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں اور ان کے لیے دعا و استغفار کرتے رہیں۔

❀❀❀❀❀

Marfat.com

(ب) والدین کے احسانات

والدین سے نیکی کرنا اور حسنِ سلوک سے پیش آنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ والدین کے اولاد پر بے شمار احسانات ہوتے ہیں۔ ماں باپ بچوں کی پرورش اور تعلیم و تربیت کرتے ہوئے اپنی زندگی کی آسائشوں کو بھول جاتے ہیں، بچے کی چھوٹی چھوٹی خواہشات کو پورا کرنے کے لیے اپنی خواہشات قربان کر دیتے ہیں۔ ماں باپ اپنی جوانی اولاد کی اچھی پرورش میں صرف کر دیتے ہیں اور ان کو خیر اور بھلائی پہنچانے کے لیے ہر ممکن کوشش کرتے ہیں اور جب والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں اور اولاد جوان ہو جاتی ہے تو پھر اولاد اگر اپنے ماں باپ کے لاتعداد احسانات کا بدلہ چکانا چاہے تو ایسا ممکن نہیں ہے اسی لیے اللہ کریم نے اولاد کو یہ حکم دیا ہے کہ وہ ہر حال میں والدین کی خدمت کریں، ان کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آئیں اور نیکی اور صلہ رحمی کا مظاہرہ کریں۔

اَن گنت احسانات

☆......مخلوق میں جتنی نعمتیں اور احسانات ماں باپ کے اولاد پر ہیں، اتنی نعمتیں اور احسانات اور کسی کے نہیں کیونکہ بچہ ماں باپ کے جسم کا ایک حصہ ہوتا ہے۔

☆......ماں باپ کی بچہ پر بہت زیادہ شفقت ہوتی ہے، بچہ کو ضرر سے دور

Marfat.com

رکھنا اور اس کی طرف خیر کو پہنچانا ان کا فطری اور طبعی وصف ہے۔

☆......اللہ تعالیٰ انسان کا حقیقی مربی ہے اور ظاہری طور پر اس کے ماں باپ اس کے مربی ہیں جس طرح اللہ تعالیٰ انسان کی بُرائیوں کے باوجود اس سے اپنی نعمتوں کا سلسلہ منقطع نہیں کرتا اسی طرح اس کے ماں باپ بھی اس کی غلط کاریوں اور نالائقیوں کے باوجود اس پر اپنے احسانات کو کم نہیں کرتے۔

☆......جس طرح اللہ تعالیٰ بندوں پر احسان کرنے سے نہیں اُکتاتا اسی طرح ماں باپ بھی اولاد پر احسان کرنے سے نہیں اُکتاتے۔

☆......جس طرح اللہ تعالیٰ بندوں کو غلط راستوں میں بھٹکنے اور بُرائیوں سے بچانے کے لیے ان کی سرزنش کرتا ہے اسی طرح ماں باپ بھی اولاد کو بُری راہوں سے بچانے کے لیے سرزنش کرتے ہیں۔

والدین کے اولاد پر اَن گنت احسانات ہیں جن میں سے چند درج ذیل ہیں:

باپ کے احسانات

1- والد کسبِ معاش کے لیے اپنی طاقت سے بڑھ کر کام کرتا ہے۔

2- وہ دوہری' تہری ملازمتیں کرتا ہے۔

3- اپنی اولاد کے کھانے پینے' لباس' دواؤں اور دیگر ضروریاتِ زندگی کا خرچ اُٹھانے کے لیے اپنی بساط سے بڑھ کر جدوجہد کرتا ہے۔

4- اولاد کی ضروریات کو اپنی ضروریات پر ترجیح دیتا ہے۔

5- باپ خود چاہے بھوکا رہے خواہ اس کے لیے دوا نہ ہو لیکن اولاد کے لیے ان کی خواہش ہوتی ہے کہ ان کو وقت پر کھانا اور وقت پر دوا مل جائے۔

6- باپ خواہ اَن پڑھ ہو لیکن وہ چاہتا ہے کہ اس کی اولاد اعلیٰ تعلیم حاصل کرے۔

Marfat.com

ماں کے احسانات

ماں کے اولاد پر جس قدر احسانات ہیں' وہ بے حد و بے حساب ہیں۔ چند ایک درج ذیل ہیں:

1- ماں ایامِ حمل اور وضع حمل کی تکلیفیں اُٹھاتی ہے۔

2- دو سال تک بچے کو دودھ پلاتی ہے۔

3- اس کے بول و براز کو صاف کرتی ہے۔

4- اس کے بستر کو صاف رکھتی ہے۔

5- اس کا پیشاب اُٹھاتے ہوئے اس کو گھن نہیں آتی۔

6- کوئی کراہت محسوس نہیں ہوتی۔

7- راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر اس کو دودھ پلاتی ہے۔

8- خود گیلے بستر پر لیٹ کر اس کو سوکھے بستر پر سُلاتی ہے۔

9- بالغ ہونے تک اس کی پرورش کرتی رہتی ہے۔

10- اگر گھر میں کھانا کم ہو تو خود بھوکی رہتی ہے اور بچوں کو کھلا دیتی ہے۔

غرض ماں کے اولاد پر اتنے احسانات ہیں جن کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔

(تبیان القرآن ۶/۶۸۷-۶۸۶' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

اے دوست! ذرا سوچ!

وہ حق جو تجھ پر واجب ہے تو اسے بھلا بیٹھا ہے۔ ماں باپ سے اچھا سلوک کرنا' ان کی خدمت کرنا تجھ پر فرض ہے مگر تو فضول کاموں کے پیچھے چل رہا ہے اور جنت کا طلب گار ہے جب کہ جنت تو تیری ماں کے قدموں تلے ہے...... تیری ماں نے تجھے نو مہینے پیٹ میں اُٹھائے رکھا...... مشقتیں برداشت کرتے ہوئے تیری

Marfat.com

پرورش کی...... اپنی گود کو تیرا پنگھوڑا بنایا...... تجھ سے احسان، نرمی اور بخشش کا سلوک کیا...... اگر اسے تیری زندگی اور اس کی موت کے درمیان اختیار دیا گیا تو اس نے تیری زندگی طلب کی...... تو جب وہ بڑھاپے کو پہنچ گئی اور تمہاری محتاج ہو گئی تو تم نے کیا کیا؟ تم نے اسے اپنے لیے ایک معمولی چیز سمجھ لیا...... تو سیر ہو کر کھاتا ہے اور وہ بھوکی ہے۔

تو خوب سیر ہو کر پیتا ہے اور وہ قناعت اختیار کرنے پر مجبور ہے۔

تو اپنی بیوی اور بچوں کو اس نکے سامنے (خدمت کے لیے) بھیجتے ہوئے احسان کرتا ہے اور اس کے احسانات کو فراموش کیے ہوئے ہے ان کا معاملہ تیرے نزدیک مشکل بنا ہوا ہے حالانکہ وہ آسان ہے۔

تو اس کی زندگی کو لمبا سمجھتا ہے حالانکہ وہ مختصر ہے۔

تو نے اسے چھوڑ دیا حالانکہ تیرے سوا اس کا کوئی مددگار نہیں۔

تو یہ کام کرتا ہے حالانکہ تیرے مولا نے اُف کہنے سے بھی تجھے روکا ہے اور ماں کے حق میں تجھے ایک لطیف سی جھڑک فرمائی ہے کہ عنقریب دنیا میں ہی تجھے یہ سزا ملے گی کہ تیرے بیٹے تیرے نافرمان ہوں گے اور آخرت میں تم تمام جہانوں کے پروردگار سے دُور ہو گے، وہ تمہیں جھڑک اور تنبیہ کی زبان سے آواز دے گا۔

ذٰلِكَ بِمَا قَدَّمَتۡ يَدٰكَ وَاَنَّ اللّٰهَ لَيۡسَ بِظَلَّامٍ لِّلۡعَبِيۡدِ۝

''یہ تیرے ان اعمال کے باعث ہے جو تیرے ہاتھ آگے بھیج چکے تھے اور بے شک اللہ اپنے بندوں پر بالکل ظلم کرنے والا نہیں ہے۔''

(پ ۱۷ الحج ۱۰)

Marfat.com

لِاُمِّكَ حَقٌّ لَوْ عَلِمْتَ كَثِيْرُ
كَثِيْرُكَ يَا هٰذَا لَدَيْهِ يَسِيْرُ

"اگر تو جانے تو تیری ماں کے تجھ پر بہت زیادہ حقوق ہیں اور اے مخاطب! اللہ تعالیٰ کے ہاں تیرا کثیر بھی معمولی ہے۔"

فَكَمْ لَيْلَةٍ بَاتَتْ بِثِقْلِكَ تَشْتَكِيْ
لَهَا مِنْ جَوَاهَا اَنَّةٌ وَّ زَخِيْرُ

"اس نے تیرا بوجھ اُٹھائے کتنی راتیں گزاریں کہ اس کا اندر کراہ رہا تھا اور آواز آرہی تھی۔"

وَفِي الْوَضْعِ لَوْ تَدْرِيْ عَلَيْهَا مُشَقَّةٌ
فَمِنْ غُصَصٍ مِّنْهَا الْفُؤَادُ يَطِيْرُ

"اگر تمہیں معلوم ہو تو تمہاری پیدائش کے وقت اس نے مشقت برداشت کی اور تنگی کی وجہ سے اس کا دل اُڑا جا رہا تھا۔"

وَكَمْ غَسَلَتْ عَنْكَ الْاَذٰى بِيَمِيْنِهَا
وَمَا حِجْرُهَا اِلَّا لَدَيْكَ سَرِيْرُ

"اس نے بارہا اپنے دائیں ہاتھ سے تیری گندگی کو دھویا اور اس کی گود تمہارے لیے تخت اور چارپائی تھی۔"

وَتَفْدِيْكَ مِمَّا تَشْتَكِيْهِ بِنَفْسِهَا
وَمِنْ ثَدْيِهَا شُرْبٌ لَّدَيْكَ نَمِيْرُ

"وہ اپنی تکالیف تجھ پر قربان کر دیتی اور اس کے پستانوں سے تجھے خالص اور صاف ستھرا مشروب ملتا تھا۔"

Marfat.com

وَكَمْ مَرَّةٍ جَاعَتْ وَاَعْطَتْكَ قُوْتَهَا
مُنُوًّا وَاِشْفَاقًا وَاَنْتَ صَغِيْرُ

''کتنی مرتبہ اس نے خود بھوک برداشت کر کے تجھے رزق پہنچایا کہ تم بچپن کی حالت میں تھے اور وہ تجھ پر مہربان اور شفیق تھی۔''

(کتاب الکبائر (اردو)، ص ۷۴ تا ۷۶)

❁❁❁❁❁

Marfat.com

(ج) دعاؤں کی برکات......رحمتوں کی برسات

انسان کو اپنی زندگی میں بعض اوقات ایسے واقعات وحوادث پیش آتے ہیں کہ وہ ظاہری اسباب وذرائع کی کثرت کے باوجود اپنے آپ کو بے بس اور لاچار محسوس کرتا ہے اس عالمِ مجبوری میں دعائیں انسان کو سہارا دیتی ہیں اور پھر اگر دعائیں والدین کی ہوں تو ہمارے ارادوں' آرزوؤں اور خواہشات میں قوت و توانائی پیدا ہوتی ہے۔ راہِ عمل میں آنے والی مشکلات (Difficulties) اور رنج و آلام دُور ہو جاتے ہیں' دل کو طمانیت اور سکون کی دولت نصیب ہوتی ہے۔ ہر تنگی' آسانی میں بدل جاتی ہے' ہر پریشانی' خوش حالی میں بدل جاتی ہے۔

اولاد اگر کسی مصیبت میں گرفتار ہو جائے تو والدین کے ہونٹ اضطراری اور بے اختیاری کی کیفیت میں خود بخود ہلنے لگتے ہیں جس سے اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

والدین کی دعائیں کتنی اہمیت وطاقت رکھتی ہیں۔ آیئے پڑھیے:

حریم قدس تک رسائی رکھنے والی دعائیں

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم ثَلَاثُ دَعْوَاتٍ مُسْتَجَابَاتٍ لَاشَكَّ فِیْهِنَّ؟ دَعْوَةُ الْمَظْلُوْمِ' دَعْوَةُ الْمُسَافِرِ وَدَعْوَةُ الْوَالِدِ عَلٰی وَلَدِهٖ۔

"حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے

Marfat.com

ارشاد فرمایا' تین دعائیں مستجاب ہیں' ان کے قبول ہونے میں کوئی شک نہیں:

1- مظلوم کی دعا

2- مسافر کی دعا

3- باپ کی دعا اپنے بیٹے پر''

(سنن ابن ماجہ ۴/ ۳۲۰' الرقم: ۳۸۶۲' مسند امام احمد ۷/ ۲۹۹' الرقم: ۷۵۰۱' جامع ترمذی کتاب: البر والصلۃ' ص ۱۸۴۴' الرقم: ۱۹۰۵)

درج بالا حدیثِ پاک سے معلوم ہوتا ہے تین افراد کی دعائیں قبول ہیں' وہ رد نہیں جاتیں۔ اللہ تعالیٰ ویسے تو ہر ایک دعا سنتا ہے اور اس کی شانِ رحیمی ان دعاؤں کو شرفِ قبولیت بخشتی ہے لیکن ان تین افراد کی دعا بلا شک وشبہ قبول ومنظور ہے۔

باپ کے اپنے بیٹے پر احسانات ہوا کرتے ہیں اور بڑی تنگی وعسرت کے وقت بھی اس کی پرورش کرتا ہے' وہ اپنی اولاد کی بہتری کے لیے دن رات ایک کر دیتا ہے' اپنے آرام اور صحت تک کی پرواہ نہیں کرتا اور سب کچھ اولاد کو سنوارنے' اس کا مستقبل (Future) بنانے کے لیے کرتا ہے جب زمانہ کروٹ لے' باپ اولاد کی خدمت کا محتاج ہو اور اسے اس کی محنت کا ثمر ملنے کا موقع ہو' بڑھاپا آچکا ہو جس کے لیے ساری جوانی سلگا دی اب وہی اولاد باپ کی نافرمان ہو جائے اسے سخت سست کہنے لگے' اس کے احکامات کو ماننے سے انکار کر دے بلکہ اس کا دل رنجیدہ کرنے لگے' وہ باپ جو سراپا شفقت ہے' اپنی اولاد کے لیے ایک نرم دل رکھتا ہے' اُسے اتنا دُکھی کر دیا جائے کہ وہ دل کی زبان سے ایسی ناخلف اولاد کے لیے دعائے قہر وجلال کر دے تو سن لیجیے اس کی دعا فوراً قبول ہو جاتی ہے۔

Marfat.com

مظلوم کی دعا قبول ہونے میں شک نہیں تو اس باپ سے بڑھ کر کون مظلوم ہوگا جس کی اولاد اس پر ظلم ڈھائے جب باپ کی عزت کے محافظ ہی اس کی قبائے عزت وکرامت کو تار تار کرنے کے درپے ہوں تو پھر اس سے بڑھ کر مظلوم اور کون ہوگا؟

مسافر کی دعا قبول ہوتی ہے کیونکہ وہ وطن اور اعزہ واقرباء سے دُور ہوتا ہے تو اس باپ کی کیا کیفیت ہوگی؟ وطن میں ہوتے ہوئے اپنی اولاد کے ہاتھوں بے وطن ہو جائے' بڑھاپے میں اولاد ہی سہارا ہوا کرتی ہے اگر اولاد دشمن بن جائے تو باپ کے سارے ارمان ختم ہو جاتے ہیں تو پھر وہ بھی اللہ ذوالجلال والاکرام کے قریب بہت قریب ہوا کرتا ہے اس وقت باپ کی دعائے قہر وجلال سے بچنا چاہیے کیونکہ دعا ہر پردہ کو چیر کر حریم قدس تک رسائی حاصل کر لیتی ہے۔

(تعلیمات نبویہ ۴/۱۷۶-۱۷۷' مطبوعہ: مکتبہ صبح نور فیصل آباد)

لاعلاج بیماری سے نجات کیسے ملی؟

ایک دوست جو کراچی میں بینک آفیسر ہیں' چند سال قبل ایک مہلک مرض میں مبتلا ہو گئے' ان کو یرقان کے مرض نے اتنا کمزور کر دیا کہ بے ہوش ہو گئے' پیٹ میں پانی پڑ گیا اور گردوں نے بھی کام کرنا چھوڑ دیا اس بینک آفیسر کی نوجوان لڑکیاں تھیں اور والدین کے لیے صرف یہی ایک سہارا تھا۔

بیماری لاعلاج ہونے کی وجہ سے انہوں نے ایک فزیشن کو کراچی بلایا کہ اس کا آخری وقت تھا' فزیشن کراچی گیا۔ دوست کو زندگی کے آخری لمحات میں دیکھ کر اور اس کی ذمہ داریاں دیکھ کر بہت ہی صدمہ ہوا۔

اس سے پہلے اٹھارہ ڈاکٹر صاحبان اس کو دیکھ کر جا چکے تھے اور سب نے بتا دیا کہ یہ مرض لاعلاج ہے۔ انیسویں فزیشن نے بھی ان کی تشخیص اور علاج سے

Marfat.com

اتفاق کیا مگر ایک چیز کی کمی پائی وہ یہ کہ طریقہ کے مطابق علاج نہیں ہو رہا۔

فزیشن نے ان کے والدین کو بٹھا کر سمجھایا کہ اگر علاج صدقہ کر کے، دو نفل پڑھ کر دعا مانگنے کے بعد شروع کریں تو مجھے باری تعالیٰ کی ذات سے یقین ہے کہ اس کو شفا ہو گی اس کے والدین کو بھی بتایا کہ والد کی دعا اپنے لڑکے کے لیے بہت اثر رکھتی ہے اور باری تعالیٰ اس دعا کو رد نہیں فرماتے۔ انہوں نے صحیح طریقہ سے وہی علاج شروع کیا جو پہلے جاری تھا اور باری تعالیٰ سے شفا کے لیے متواتر تین دن تک فریاد کرتے رہے وہاں کے سب لوگ بتاتے ہیں کہ تیسرے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت متوجہ ہوئی، گردوں نے کام شروع کر دیا، یرقان اور پیٹ کا پانی غائب ہونا شروع ہو گیا اور ایک ہفتہ کے اندر اندر باری تعالیٰ نے اسے مکمل شفا دے دی۔

اس دوست نے یہ تسلیم کیا تھا کہ والدین کی دعا سے اس کو لاعلاج مرض سے مکمل طور پر شفا نصیب ہوئی۔

سائنسی علم کے مطابق ایسے مرض سے بچنا بالکل ہی ناممکن ہے مگر اللہ تعالیٰ کے نزدیک تو سب کام ممکن ہیں کیونکہ:

اِنَّ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ۔

(سنتِ نبوی ﷺ اور جدید سائنس ۱/۲۳۱ مطبوعہ دار الکتاب لاہور)

درسِ ہدایت

بندہ جب بیمار ہوتا ہے تو ہسپتالوں کی طرف جاتا ہے، ڈاکٹروں کی طرف دوڑ لگاتا ہے، ہسپتالوں میں پیسے خرچ کرتا ہے مگر ماں باپ کے پاس دعا کے لیے نہیں جاتا۔ ماں باپ کو راضی نہیں کرتا۔

اگر ہسپتالوں میں جانے سے پہلے...... ڈاکٹروں کے پاس جانے سے

پہلے...... پیسہ خرچ کرنے سے پہلے ماں باپ کو راضی کر لے تو لاعلاج مرض سے بھی شفا مل سکتی ہے۔

ایک ڈاکٹر سے آرام نہ آئے تو دوسرے ڈاکٹر کے پاس جاتے ہیں اگر دوسرے سے آرام نہ آئے تو تیسرے کے پاس چلے جاتے ہیں یہاں تو پھر بھی کہیں نہ کہیں کام بن جائے گا مگر یہ کوئی نہیں سوچتا کہ ماں باپ کا بدل کوئی نہیں اگر ماں باپ ناراض ہو جائیں تو بندہ کہیں کا بھی نہیں رہتا۔ اس کی دنیا بھی تباہ ہو جاتی ہے اور آخرت میں بھی کچھ نہیں ملے گا اس لیے سب سے پہلے والدین کو راضی کریں' والدین سے دعائیں لیں تو لاعلاج امراض سے بھی نجات مل جاتی ہے۔

دعائیں اور شعاعیں

والدین جوں جوں بوڑھے ہو جاتے ہیں' ان کی محبت بڑھتی جاتی ہے اور والدین محبت کی نگاہوں میں ایک روشنی کا پیٹرن بن کر اولاد کے حق میں صحت اور تندرستی کا باعث بنتے ہیں۔

والدین ہزاروں میل دُور اپنی نیک دعاؤں کے ذریعے غیر مرئی شعاعوں کا سلسلہ اولاد تک پہنچاتے رہتے ہیں' چاہے والدین بیمار ہوں لیکن ان میں غیر مرئی شعاعوں کی طاقت ہرگز کمزور نہیں ہوتی وہ بڑھتی رہتی ہے۔

والدین اگر قریب ہوں تو ان کی محبت بھری شعاعیں جسم اور اعصاب (Nerves) کی تقویت اور لچک کا باعث بنتی ہیں۔ واللدین کا لمس ذہنی عوارضات کو ختم کرتا ہے' نفسیاتی اُلجھن کو دُور کرتا ہے اور جسم غیر فانی ہو جاتا ہے۔

(سنتِ نبوی ﷺ اور جدید سائنس' ۲۳۱/۱' مطبوعہ دار الکتاب لاہور)

ذرا سوچیے

سورج بہت زیادہ دُور ہے مگر اس کی روشنی' اس کی شعاعیں زمین پر سیکنڈوں

Marfat.com

میں پہنچ جاتی ہیں جس سے فصلیں پکتی ہیں، پھول تیار ہوتے ہیں اور چاند اتنا دور ہے پھر بھی اس کی کرنیں سیکنڈوں میں زمین پر پہنچ جاتی ہیں جس سے رات کی تاریکی میں اُجالا نصیب ہوتا ہے۔ مگر یاد رکھیے! جتنی طاقت وقوت سورج کی شعاعوں، چاند کی کرنوں اور ستاروں کی چمک میں ہے اس سے کہیں بڑھ کر طاقت و قوت والدین کی دعاؤں میں ہے۔

کافوری قبہ

منقول ہے کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے بذریعہ وحی فرمایا کہ دریا کے ساحل پر جا کر ایک عجیب منظر ملاحظہ فرمایئے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام اپنے جنات وانس کے لشکر سمیت دریا کے ساحل پر پہنچ گئے لیکن کوئی شے نظر نہ آئی۔ آپ نے ایک جن سے فرمایا:

''دریا میں غوطہ لگایئے جو نئی شے ملے اسے میرے ہاں لایئے۔''

جن نے غوطہ لگایا لیکن کوئی شے نہ ملی۔ دوسرے کو فرمایا تو دوسرا بھی خالی ہاتھ لوٹا۔

پھر آپ نے اپنے وزیر آصف بن برخیا (جن کا ذکر قرآن مجید میں: قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ ۔ الخ میں ہے) کو فرمایا۔ انہوں نے غوطہ لگا کر ایک کافوری قبہ دریا سے نکال کر پیش کیا اس سفید کافوری قبہ کے چار دروازے تھے۔ ایک سفید موتیوں کا، دوسرا جواہر خالص کا، تیسرا سبز زبرجد کا اور چوتھا سرخ یاقوت کا باوجودیکہ چاروں دروازے کھلے ہوئے تھے لیکن پانی کا ایک قطرہ بھی اس قبے میں نہیں جا سکتا تھا اور وہ قبہ دریا کی بہت بڑی گہرائی میں اتنا پوشیدہ تھا کہ تین بار غوطے کی مسافت طے کرنے کے بعد میسر آیا۔

حضرت آصف بن برخیا نے وہ قبہ حضرت سلیمان علیہ السلام کے سامنے رکھا

Marfat.com

تو دیکھا گیا کہ اس قبہ کے درمیان ایک نوجوان نہایت بہترین لباس سے ملبوس کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام قبے کے اندر تشریف لے گئے اور اس نوجوان کو السلام علیکم! فرما کر پوچھا کہ:

''آپ اس شان وقدر تک کیسے پہنچے؟''

اس نے عرض کی:

''اے اللہ کے نبی علیہ السلام! میرا باپ چلنے پھرنے سے معذور اور میری ماں نابینی تھی' میں نے دونوں کی خدمت کی جب میری ماں مرنے لگی تو اس نے میرے لیے دعا مانگی:

''یا اللہ عزوجل! اس کی عمر دراز فرما اور وہ تیری عبادت میں زندگی بسر کرے۔''

پھر جب میرے والدِ گرامی فوت ہوئے تو انہوں نے دعا مانگی:

''یا اللہ عزوجل! میرے بیٹے کو ایسے مکان میں رکھ جہاں شیطان نہ گھس سکے۔''

ماں باپ کو دفنانے کے بعد میں نے دریا کے ساحل پر اس قبہ کو دیکھا' اندر داخل ہوا اور یہ قبہ اس کنارے دریا پر تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو حکم فرمایا اس نے قبہ کو اُٹھا کر دریا کے اندر اسی جگہ رکھ دیا جہاں سے آپ نے اُٹھوایا ہے۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

''آپ اس میں کب سے داخل ہوئے؟''

عرض کی:

''حضرت ابراہیم علیہ السلام کے زمانے سے۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے تاریخ دیکھی تو اس کو دو ہزار چار سو سال گزر

Marfat.com

چکے تھے لیکن وہ ابھی نوجوان اپنی جوانی میں تھا اس میں بڑھاپے کے آثار نظر نہیں آئے تھے۔ آپ نے پوچھا:

''آپ کے طعام کا کیا انتظام ہے؟''

عرض کی:

''اے اللہ کے نبی! ہر روز سبز رنگ کا پرندہ بھنا ہوا اللہ تعالیٰ کی طرف سے ملتا ہے جس کی شکل انسانی سر کے مشابہ ہوتی ہے جب میں اسے کھاتا ہوں تو دنیوی نعمتوں کے تمام ذائقے اسی میں محسوس کرتا ہوں اور اسی سے میری بھوک پیاس چلی جاتی ہے اور گرمی، سردی اور نیند اور سستی اور وحشت دُور ہو جاتی ہے۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے فرمایا:

''تم میرے ساتھ رہنا چاہتے ہو یا آپ کو واپس لوٹا دیا جائے؟''

عرض کی:

''مجھے واپس لوٹایئے۔''

حضرت سلیمان علیہ السلام نے آصف کو فرمایا:

''اسے وہاں پہنچا دو۔''

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان ۳۳۳، مطبوعہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

دعاؤں کے رنگ..... رحمتِ الٰہی کے سنگ

مالک بن ابو عوف اشجعی رضی اللہ عنہ کے صاحب زادے عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کو دشمنوں کے لشکر نے گرفتار کر لیا، بیٹے کی گرفتاری کی اطلاع مالک اشجعی رضی اللہ عنہ اور ان کی اہلیہ کو ملی تو دونوں بے حد پریشان ہوئے۔ ماں تو بیٹے کی گرفتاری کی تاب نہ لا کر گریہ وزاری کرنے لگی۔

Marfat.com

سیّدنا مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کی:

أُسِرَ ابْنِیْ عَوْفٌ ۔

''میرا بیٹا عوف گرفتار ہو گیا ہے۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عوف رضی اللہ عنہ کے والدین کو کثرت کے ساتھ ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' پڑھنے کا حکم فرمایا۔ چنانچہ دونوں میاں بیوی ''لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ'' کا ورد کرنے لگے۔ ان کی کثرتِ دعا رنگ لائی' ان کے صاحب زادے عوف بن مالک اشجعی رضی اللہ عنہ جو دشمنوں کے نرغے میں تھے اور ان کے پاؤں میں بیڑیاں پہنا دی گئی تھیں' والدین کی دعا کی بدولت ان کی بیڑیاں ٹوٹ کر قید خانے میں گر گئیں پھر وہ دشمنوں کی آنکھوں سے اوجھل ہو گئے۔ انہوں نے فوری طور پر اپنے آپ کو سنبھالا اور دشمنوں سے چھپ چھپا کر نکل بھاگے۔

سامنے دشمنوں کی ایک اونٹنی نظر آئی۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے اونٹنی کو اپنے قبضے میں لے لیا اور اس پر سوار ہو گئے جونہی بھاگنے کے لیے اونٹنی کی لگام کھینچی' ان کی دشمنوں کے اونٹوں پر نظر پڑی۔ انہوں نے اونٹوں کو بھی ہانکنا شروع کر دیا پھر اونٹ بھی عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کے ساتھ چلنے لگے۔

عوف بن مالک رضی اللہ عنہ راستے میں کہیں نہیں ٹھہرے جب ان کا پاؤں رکا تو وہ پنے گھر کے دروازے پر پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے دروازے پر کھڑے ہو کر آواز دی۔ آواز سنتے ہی ان کے والد کی زبان سے نکلا:

عَوْفٌ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ!

''ربِ کعبہ کی قسم! یہ میرا بیٹا عوف ہی ہے۔''

ماں نے جب یہ آواز سنی تو مارے خوشی کے چیخ پڑی کہ سبحان اللہ! میرا بیٹا دشمنوں کے نرغے سے بچ کر آ گیا۔

Marfat.com

ادھر عوف بن مالک رضی اللہ عنہ کا حال یہ تھا کہ دشمنوں نے انہیں زنجیر میں جکڑ دیا تھا اس کی وجہ سے ان کے قویٰ جواب دے چکے تھے اور ان کی جسمانی قوت کمزور پڑ گئی تھی۔ وہ شدتِ درد سے کراہ رہے تھے۔ ماں، باپ اور خادم جلدی جلدی دروازے سے باہر آئے۔ دیکھا کہ ان کا لختِ جگر درد سے کراہ رہا ہے، وہ فوراً بیٹے کو گھر میں لے گئے۔ انہوں نے ابھی گھر کا دروازہ بھی بند نہیں کیا تھا کہ بیٹے کے ساتھ ڈھیر سارے اونٹ بھی گھر کے آنگن میں داخل ہو گئے۔ ماں باپ اور خادم کو یہ اونٹ دیکھ کر بڑا تعجب ہوا۔ عوف بن مالک رضی اللہ عنہ نے بتایا:

''ابو جان! جب میں دشمنوں کے لشکر سے نظریں بچا کر بھاگ رہا تھا تو ان کے اونٹ میرے سامنے تھے۔ میں نے موقع سے فائدہ اُٹھایا، انہیں بھی ساتھ ہانک لیا۔ یہ دشمنوں ہی کے اونٹ ہیں۔''

مالک رضی اللہ عنہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو اپنے بیٹے عوف رضی اللہ عنہ کی داستان کہہ سنائی۔ ساتھ ہی اونٹوں کے بارے میں بھی بتایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی باتیں سن کر فرمایا:

اِصْنَعْ بِهَا مَا أَحْبَبْتَ، وَمَا كُنْتَ صَانِعًا بِإِبِلِكَ ۔

''جو سلوک تم اپنے اونٹوں کے ساتھ کرتے ہو ویسا ہی ان اونٹوں کے ساتھ بھی کرو۔''

اس واقعہ کے پسِ منظر میں قرآنِ کریم کی یہ آیات نازل ہوئیں:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ۝ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ

''جو اللہ سے ڈرتا ہے، وہ اس کے لیے (دنیا و آخرت کے رنج و غم سے) نکلنے کی راہ پیدا فرما دیتا ہے اور اسے ایسی جگہ سے رزق عطا فرماتا ہے

جہاں سے اس کا گمان بھی نہیں ہوتا اور جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے تو وہ (اللہ) اسے کافی ہے۔" (پ:۲۸ الطلاق:۲۔۳)

(والدین' ص۸۱' مطبوعہ: دارالسلام' بحوالہ' الترغیب والترہیب' الرقم:۲۴۴۶' اسد الغابۃ ۴/۳۰۰۔۳۰۱' ۵/۴۷)

اور بیڑیاں کھل گئیں

عبدالرحمٰن بن احمد بیان کرتے ہیں کہ میں نے اپنے والدِ گرامی رحمہ اللہ سے سنا ہے' وہ فرماتے تھے' ابن مخلد رحمہ اللہ تعالیٰ کے پاس ایک خاتون آئیں اور کہا:

"میرے بیٹے کو رومیوں نے قیدی بنا لیا ہے۔ ایک جھونپڑی کے سوا میری کوئی ملکیت نہیں ہے اگر اسے بھی بیچ دوں تو رہوں گی کہاں؟ اگر آپ کسی اہلِ ثروت کو اشارہ فرما دیں تو وہ فدیہ دے کر میرے بیٹے کو آزاد کرا دے کیونکہ وہ بہت بے قرار ہے' اسے نہ رات کو نیند آتی ہے اور نہ دن کو آرام ملتا ہے۔"

شیخ مراقبہ میں گئے اور اپنے ہونٹوں کو حرکت دی جیسے کچھ پڑھ رہے ہوں پھر کچھ مدت گزر گئی تو ایک دن وہ عورت دوبارہ آئی اور اب اس کا بیٹا بھی ساتھ تھا اور شیخ کو دعائیں دینے لگیں اور کہنے لگیں:

"یہ جوان آپ کو اپنی آپ بیتی خود سنائے گا۔"

چنانچہ اس جوان نے بیان کیا کہ:

"میں روم کے بعض سرداروں کے قبضہ میں قیدیوں کے ایک گروہ کے ساتھ تھا۔ ایک انسان ہم پر کام کروانے کے لیے معین تھا' وہ ہر روز ہمیں لے جاتا اور ہم سے مختلف خدمات اور کام لیتا تھا' وہ ہمیں صحرا کی طرف لے جاتا تاکہ ہم اس کے کام کریں۔ بے گار لینے کے بعد وہ

Marfat.com

شام کو ہمیں واپس لے آتا اور ہمارے پاؤں میں بیڑیاں لگی رہتی تھیں۔

ایک دن جب ہم کام سے واپس آرہے تھے اور یہ مغرب اور عشا کے درمیان کا وقت تھا تو اچانک میرے پاؤں سے بیڑیاں کھل کر زمین پر گر گئیں۔"

نوجوان نے وہ دن اور وہ گھڑی بتائی اور یہ وہی دن اور وہی ساعت تھی جس میں وہ عورت شیخ کی خدمت میں آئی تھی اور شیخ نے اس کے لیے دعا کی تھی۔ میرا محافظ اور نگران فوراً اُٹھا اور اس نے چلا کر مجھے کہا:

"تم نے خود بیڑی کو توڑا ہے۔"

میں نے کہا:

"نہیں! میں نے اس کو نہیں توڑا بلکہ یہ خود بخود ٹوٹ کر میرے پاؤں سے نیچے گر گئی ہے۔"

کہا کہ لوگ اس نوجوان کی خبر سن کر حیرت زدہ ہو گئے۔

اس محافظ نے لوہار کو بلوا کر دوبارہ مجھے بیڑیاں پہنا دیں ابھی میں چند ہی قدم چلا ہوں گا کہ بیڑی پھر ٹوٹ کر میرے پاؤں سے زمین پر گر گئی۔ لوگ میرے معاملہ میں حیران تھے۔ انہوں نے اپنے رہبان (پادریوں) کو بلایا۔ انہوں نے مجھ سے دریافت کیا کہ:

"کیا تمہاری والدہ زندہ ہے؟"

میں نے جواب دیا کہ:

"ہاں!"

انہوں نے کہا:

Marfat.com

''تیری ماں کی دعا قبول ہو گئی ہے۔''

اور کہنے لگے کہ:

''اللہ تعالیٰ عزوجل نے تجھے آزاد فرما دیا ہے اب ہمارے لیے تجھے قید میں رکھنا ممکن نہیں رہا ہے۔''

چنانچہ انہوں نے مجھے واپس لوٹا دیا اور مجھے مسلمانوں کے علاقے کی طرف چھوڑ گئے۔'' (علامہ ابن جوزی' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص ۱۱۵' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

مرتے ہوئے کلمہ طیبہ نصیب ہو گیا

ایک پروفیسر صاحب کو دل کا دورہ پڑا' دورہ اتنا شدید تھا کہ بچنا محال تھا' ان کی والدہ ان کے بستر کے قریب بیٹھی یہ دعا کر رہی تھیں کہ:

''باری تعالیٰ عزوجل! میں اپنے اس لڑکے سے راضی ہوں تو بھی راضی ہو جا۔''

علاج بھی ہو رہا تھا اور والدہ دعاؤں میں مستغرق تھیں جب پروفیسر صاحب کا آخری وقت آیا تو انہوں نے بلند آواز سے کلمہ پڑھا' مسکرائے اور پھر اللہ کو پیارے ہو گئے۔ (سنتِ نبوی ﷺ اور جدید سائنس ۱/۲۳۳' مطبوعہ: دار الکتاب لاہور)

نصیحت کے مدنی پھول

نمازی کو جنت ملے گی جب اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا...... روزہ دار کی عبادت تب قبول ہو گی جب اس کا خاتمہ ایمان پر ہو گا...... حج کرنے والا جنتی تب ہو گا جب اس کا ایمان سلامت ہو گا۔

ایمان سلامت اس کا ہو گا جس کو مرتے وقت کلمہ نصیب ہو گا۔ خوش نصیب ہوتے ہیں وہ لوگ جن کو مرتے وقت کلمہ نصیب ہو گا اور کلمہ نصیب ہونے کے لیے ماں باپ کی دعاؤں کی ضرورت ہے جس کے ماں باپ راضی ہوں اور اس کے حق

Marfat.com

میں دعا کریں اسے ان شاء اللہ مرتے ہوئے کلمہ نصیب ہوگا اور اگر مرتے ہوئے کلمہ نصیب ہو جائے تو مالک و مولا عزوجل کی رحمت سے جنت بھی نصیب ہوگی۔

حدیث پاک پڑھیے اور والدین کی دعائیں لینے کا ذہن بنائیے:

مَنْ کَانَ آخِرُ کَلَامِهٖ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ ۔

''دنیا میں جس کا آخری جملہ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ہوگا' وہ جنت میں داخل ہوگا۔'' (سنن ابوداؤد' کتاب: الجنائز' الرقم ۳۱۱۶' مسند امام احمد ۱۶/۴/۱۷ الرقم: ۲۱۹۳۳)

ایہہ کلمہ برکت والا ہے ایہہ کلمہ سب توں اعلیٰ اے
بن کلمیوں ایہہ دل کالا اے کہو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے محمد پاک رسول اللہ
جیہڑے نیک کمائیاں کر گئے نے اوہ دوہیں جہانیں تر گئے نے
اوہ نال خوشی دے مر گئے نے کہو لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ
لَآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے محمد پاک رسول اللہ

❀❀❀❀❀

اَنْتَ وَلِیّٖ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَةِ تَوَفَّنِیْ مُسْلِمًا وَّاَلْحِقْنِیْ بِالصّٰلِحِیْنَ ۔

Marfat.com

رشتوں کا تقدس پامال ہو رہا ہے......

کیوں؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِ الْمُرْسَلِیْنَ شَفِیْعِ الْمُذْنِبِیْنَ ○ رَحْمَۃٍ لِّلْعٰلَمِیْنَ ○ خَاتَمِ النَّبِیّٖنَ ○ اَلَّذِیْ کَانَ نَبِیًّا وَّ اٰدَمُ بَیْنَ الْمَآءِ وَالطِّیْنِ ○ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَ عِتْرَتِہٖ وَاَوْلِیَاءِ اُمَّتِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ○

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ○

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا

عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّهِمِ

مُحَمَّدٌ سَیِّدُ الْکَوْنَیْنِ وَالثَّقَلَیْنِ

وَالْفَرِیْقَیْنِ مِنْ عُرْبٍ وَّمِنْ عَجَمِ

Marfat.com

❀❀❀❀❀

یہ نوازشیں یہ عنایتیں غمِ دو جہاں سے چھڑا دیا
غمِ مصطفیٰ ترا شکریہ مجھے مرنا جینا سکھا دیا
وہ خدا ہے جس کا خیال بھی مری ہر پہنچ سے بلند ہے
وہ نبی کا حسن و جمال ہے کہ خدا کا جس نے پتہ دیا
تو کریم کتنا عظیم ہے تو رؤف ہے تو رحیم ہے
کوئی بھیک مانگنے آ گیا تو ضرورتوں سے سوا دیا!!
جو ملال میرا ملال تھا تمہیں اس کا کتنا خیال تھا
کہ اُجڑ گیا تھا دیارِ دل اسے تم نے آ کے بسا دیا!!!
وہ گھڑی بھی آئے کہ خواب میں وہ دکھائیں اپنی تجلیاں
میں کہوں کہ آج حضور ﷺ نے میرا بختِ خفتہ جگا دیا
یہ تمہارا خالدِ بینوا ہے سرور و کیف کا واسطہ
اسے ڈھونڈنے لگے مے کدے اسے کیسا جام پلا دیا

❀❀❀❀❀

Marfat.com
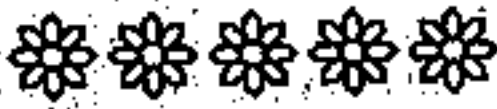
رشتوں کا تقدس پامال ہو رہا ہے...... کیوں؟

انتہائی قابلِ افسوس بات ہے کہ موجودہ تہذیب نے لوگوں کے دِلوں سے اخلاقی اور دینی اقدار کو ختم کر دیا ہے اب نہ اولاد کے دل میں والدین کا کوئی اکرام و احترام ہے اور نہ ماں باپ کے دل میں اولاد کے لیے شفقت و رحمت کے کوئی جذبات ہیں۔ رضا...... قناعت...... خوش طبعی...... حسنِ سلوک اور تمام بلند انسانی اخلاق وفضائل کے الفاظ اب کتابوں میں رہ گئے ہیں۔ معاشرہ میں خودغرضی' حرص و آز' مال و زر کی حرص ان تمام خواہشات نے ہمارے دِلوں میں مغربی تہذیب سمودی ہے اب بیٹا بھی باپ سے کوئی بات کرتا ہے تو کسی غرض سے کرتا ہے اور باپ بھی اولاد سے محبت کرتا ہے تو اس میں بھی کوئی نہ کوئی خواہش پنہاں ہوتی ہے۔ گویا یہ پورا معاشرہ ''اغراض کا معاشرہ'' بن کر رہ گیا ہے اور ہماری اخلاقی قدریں اس حد تک گر گئی ہیں کہ جن پر جتنا افسوس کیا جائے' کم ہے۔

مختصر یہ کہ اس زمانہ میں والدین کا احترام دِلوں سے اُٹھ گیا ہے جب احترام اُٹھا تو فرماں برداری ختم ہو گئی بلکہ بعض بدبخت تو والدین کو مارتے تک ہیں اور والدین کو گالی دینا تو آج کل ایک معمولی بات ہو گئی ہے۔ آج کل جو اس طرح سے رشتوں کا تقدس پامال ہو رہا ہے اس کی کئی وجوہات ہیں: مثلاً والدین کے سامنے اونچی آواز میں بات کی جاتی ہے...... والدین کو جھڑکیاں دی جاتی ہیں...... ان کو برا بھلا کہا جاتا ہے...... ان کو رُلایا جاتا ہے...... ان کی نافرمانی کی جاتی ہے: والدین کی اطاعت میں کوتاہی کرنے والے کے لیے دنیا و آخرت میں رسوائی ہو گی۔ آیئے والدین کی نافرمانی کرنے والوں کا انجام پڑھیے اور درسِ عبرت حاصل کیجیے۔

Marfat.com

(الف) والدین کو جھڑکنے کی ممانعت

خدا کے بعد کرو شکر ماں باپ کا لوگو!
زبان سے اُف نہ کہو چاہے لاکھ ہو گلہ لوگو!

آج معاشرے میں بدقسمتی سے اسلامی اقدار بکھر کر رہ گئی ہیں جس کی وجہ سے ہماری اخلاقی زندگی تباہ ہو چکی ہے، رشتوں کا تقدس زوال کا شکار ہو رہا ہے جب تک باپ کماتا رہا تب تک اولاد مجبوراً والدین کی خدمت کرتی ہے اور جب والدین کمانے کے قابل نہ رہیں تو اولاد انہیں بے کار اور فضول سمجھنے لگتی ہے۔ جوان بیٹا باپ کو بات بات پر جھڑک دیتا ہے ذرا سی بات پر بیٹے کا لہجہ سخت اور کرخت ہو جاتا ہے۔

اولاد چاہے جتنی بھی نیک ہو مگر ان کی نیک بختی کا اصل امتحان اس وقت شروع (Start) ہوتا ہے جب والدین جوانی سے بڑھاپے کی طرف بڑھتے ہیں اور بیماری اور بڑھاپے کی وجہ سے اولاد کے محتاج ہو جاتے ہیں۔ آزمائش کی ان گھڑیوں میں کامیاب (Successful) ہونے کے لیے ضروری ہے کہ اولاد اپنے دن یاد کرے جب ان کا بچپن تھا اور والدین کی جوانی تھی اور والدین نے اپنی جوانی اور صحت ان کی پرورش میں لگا دی تھی

☆☆☆☆

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْهُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا○

Marfat.com

''تو انہیں ''اُف'' بھی کہنا اور انہیں جھڑکنا بھی نہیں اور ان دونوں کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔'' (پ:۱۵ بنی اسرائیل:۲۳)

والدین جب جوان ہوتے ہیں تو نیک اولاد ان کے سامنے سر نہیں اُٹھاتی۔ ادب کے تقاضوں کے تحت ان کی نگاہیں جھکی رہتی ہیں لیکن جب ماں باپ جوانی سے بڑھاپے کی طرف قدم رکھتے ہیں تو وہی نیک بخت اولاد جس نے کبھی والدین کی نافرمانی نہ کی ہو وہ آزمائش میں پڑ جاتے ہیں۔

خستہ حال والدین بڑھاپے میں ہوش و حواس میں نہیں رہتے' ان میں بچوں والی حرکتیں ظاہر ہونے لگتی ہیں جب والدین ہوش میں ہوتے ہیں تو اولاد کو چار و ناچار ان کی خدمت کرنی پڑتی ہے مگر جب وہ اپنے معمول سے ہٹ جاتے ہیں' ان کی طبیعت میں چڑچڑاپن آ جاتا ہے تو وہ ایسی ایسی باتوں کی فرمائش کرنے لگتے ہیں جس سے اولاد کو چڑ ہوتی ہے تو پھر اولاد کا پیمانہ صبر آزمائش میں پڑ جاتا ہے۔ ماں باپ اولاد کی ہر بات میں نقص نکالنے لگتے ہیں جس سے اولاد اپنی ذاتی زندگی میں دخل اندازی (Interfere) پر ان سے کرخت لہجے میں بات کر جاتے ہیں کہ ان کو ہماری زندگی سے کیا لینا دینا ہے' ہم آزاد ہیں' ہم جو مرضی کر سکتے ہیں۔

لیکن یہاں بات آ جاتی ہے پھر ''فَلَا تَقُلْ لَّهُمَا اُفٍّ'' ارشادِ باری تعالیٰ کی کہ کون اس حکم پر عمل کرتا ہے؟ اور کہاں تک عمل کرتا ہے؟

اُف کا معنیٰ و مفہوم

(i) بوجھ اور گرانی

''اُف'' ہر قسم کے بوجھ اور گرانی کو کہتے ہیں۔

(علامہ ابن جوزی' کتاب: البر والصلۃ' ص ۵۷' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور' بحوالہ: تہذیب اللغۃ ۱۵/۹۸۹)

Marfat.com

(ii) کراہت کے وقت نکلنے والی آواز

''اُف'' اس آواز کا نام ہے جو انسان سے کراہت اور ناگواری طبیعت کے وقت صادر ہوتی ہے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان ۱۰/۴۳۴، مطبوعہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

(iii) ناخن کا میل

قاموس میں ہے ''اُف'' ناخن کے تراشے اور اس کی میل کو کہتے ہیں یا کانوں کے میل اور اس لکڑی یا چھلکے کو کہتے ہیں جو زمین سے اُٹھا لیا جائے۔

(تفسیر مظہری (اردو) ۵/۵۰۰، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

(iv) ہر طرح کی ایذاء مراد ہے

''اُف'' میں والدین کی ہر طرح کی ایذاء سے روکا گیا ہے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان ۶/۱۲۰، مطبوعہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

خبردار! خبردار!

اُف تک نہ کہنے کا معنیٰ یہ ہے کہ تمہاری زبانیں تمہارے والدین کے بارے میں اس حد تک بند ہو جائیں کہ ان کی کسی بات پر خفگی اور ناراضگی کا اظہار نہ ہونے پائے اور کبھی ایسا نہ ہو کہ تمہارا پیمانۂ صبر ان کے معاملے میں اس حد تک لبریز ہو جائے کہ تم انہیں جھڑکنے لگو یا ان کے ساتھ سختی، درشتی اور تلخی کے ساتھ پیش آؤ اور اس طرح ان کی دل شکنی ہو۔

والدین کو کوئی ایسی ادنیٰ بات بھی نہ کہو جس سے تمہاری طرف سے نفرت یا تنگ دلی ظاہر ہوتی ہو۔ والدین کو ایسا کلمہ بھی نہ کہو جو ادنیٰ سی کراہت پر دلالت کرے۔

اگر وہ شریعت کے خلاف کوئی بات کہیں تو اس میں ان کی اطاعت نہ کرو۔ مثلاً

اگر وہ کہیں کہ اپنی بہن سے بات نہ کرو یا اپنے بھائی یا اپنی خالہ یا اپنے ماموں سے بات نہ کرو تو اس میں ان کا حکم نہ مانو کیونکہ رشتہ داروں (Relatives) سے تعلق توڑنے کی شریعت میں ممانعت ہے تاہم ان سے اس طرح بات کریں کہ ماں باپ کو پتہ نہ چلے تاکہ ان کی دل آزاری نہ ہو کیونکہ جب ماں باپ کو "اُف" تک کہنا منع ہے تو دوسری تکالیف بدرجہ اولیٰ منع ہیں۔

بڑھاپے میں "اُف" سے منع فرمانے میں حکمت

والدین جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو وہ بے بس اور لاچار ہو جاتے ہیں اس عمر میں کمزوری کے باعث انسان میں بات کی برداشت کم ہو جاتی ہے اور مزاج میں چڑچڑاپن پیدا ہو جاتا ہے۔ وہ اولاد جن کی پرورش کے لیے والدین نے اپنی جوانی کا سکون پس پشت ڈال دیا اور اولاد کی خواہشات کی تکمیل اور ان کے آرام و سکون کے لیے دن رات محنت کی۔ وہی اولاد والدین کے بڑھاپے میں ان سے اُکتا جاتی ہے۔

ویسے تو والدین بوڑھے ہوں یا جوان ہر عمر (Age) اور ہر مرحلے میں والدین کے ادب و احترام کے تقاضوں کو ملحوظ رکھنا چاہیے۔ بے ادبی اور گستاخی سے بچنا چاہیے مگر بڑھاپے میں اس کی تاکید زیادہ کرنے کی حکمت یہ ہے کہ بڑھاپے میں وہ اولاد کی خدمت و اطاعت کے زیادہ محتاج ہوتے ہیں مگر اولاد اور والدین میں جو تصادم (Clash) اور ٹکراؤ پیدا ہوتا ہے وہ عمر میں اضافے کی ہی وجہ سے ہوتا ہے۔ اولاد اپنی جوانی کی رنگینیوں میں مگن رہنا پسند کرتی ہے جب کہ والدین ان کی طرف سے نرمی اور صلہ رحمی کے خواہش مند ہوتے ہیں اس لیے والدین کو "اُف" تک کہنے سے منع کیا گیا ہے کہ والدین کے ساتھ نرمی اور عاجزی سے پیش آؤ۔ والدین کی باتوں پر ناگواری کا اظہار نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ نے "اُف تک نہ کہو" کہہ کر بے ادبی اور گستاخی کا راستہ بند کر دیا ہے۔

Marfat.com

وَلَا تَنۡهَرۡهُمَا کا معنی ومفہوم

فرمانِ باری تعالیٰ عزاسمہ ''وَلَا تَنۡهَرۡهُمَا'' (پ:۱۵،بنی اسرائیل:۲۳) کا معنی یہ ہے کہ ماں باپ سے سخت بات نہ کرو اور ان کے سامنے چیخ چیخ کر گفتگو نہ کرو اور عطاء ابن رباح نے فرمایا:

''اس کا معنی ہے ماں باپ کے روبرو اپنے ہاتھ ہلا کر اور ہاتھوں کو جھٹک کر گفتگو نہ کرو بلکہ ان سے گفتگو کرو تو نہایت احسن اور مؤدب انداز کے ساتھ نرم لہجے میں بات کرو۔''

حضرت سعید ابن المسیب فرماتے ہیں:

''جیسے ایک مجرم غلام کسی سخت مزاج آقا کے سامنے مؤدب ہو کر حاضر ہوتا ہے اور نرمی سے بات کرتا ہے۔''

(علامہ ابن جوزی، کتاب: البر والصلۃ (اردو) ص ۵۷، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

درسِ ہدایت

اولاد ہونے کے ناطے ہم میں سے ہر ایک کا یہ فرض ہے کہ

فَلَا تَقُلۡ لَّهُمَاۤ اُفٍّ وَّلَا تَنۡهَرۡهُمَا

کے حکمِ الٰہی کو دل و جان سے تسلیم کریں اور کبھی اپنی زبان سے ایسا کلمہ نہ نکالیں جو والدین کی دل آزاری کا سبب بنے۔ یاد رہے کہ بڑھاپے کی حالت میں والدین کی طبیعت بچپنے کی طرف لوٹ جاتی ہے۔ عین ممکن ہے کہ وہ بات بات پر بے جا ضد کرنے لگیں لیکن سعادت مندی کا تقاضہ یہی ہے کہ ان کی ہر بات خندہ پیشانی سے سن کر برداشت کر لی جائے۔ ان کے بار بار ٹوکنے پر دل میں ملال نہ لیا جائے اور ہر حال میں ان کی خدمت بجالانا اپنا شیوہ بنالیا جائے۔ اللہ کریم ہمیں ایسا کرنے کی سعادت بخشے۔ آمین ثم آمین!

(ب) والدین کو رُلانے کی ممانعت و مذمت

والدین کے دل اولاد کے لیے وہ بحرِ بے کراں ہیں جہاں محبت و اُلفت اور شفقت و پیار کی بے بہا موجیں ہوتی ہیں، والدین بچے کی ہنسی و خوشی کے لیے ہر محنت اور تگ و دو کرنے کے لیے تیار ہوتے ہیں۔ روتے ہوئے بچے کو چپ کرانے کے لیے کبھی بوسے دیتے ہیں، کبھی پیار کرتے ہیں، کبھی جھولا جھلاتے، کبھی گود میں کھلاتے اور کبھی بانہوں پہ گھماتے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ذرا غور فرمایئے! ایسے شفیق والدین کے ساتھ کیسا سلوک ہونا چاہیے۔ انصاف کا تقاضہ تو یہی ہے کہ ایسے کام کیے جائیں جن سے والدین خوش ہوں اور مسکرائیں ایسے کاموں اور گفتگو سے بچا جائے جن سے والدین کی دل آزاری ہو یا وہ رو پڑیں۔ والدین کو رُلانا صرف منع ہی نہیں قابلِ مذمت بھی ہے۔

☆☆☆☆
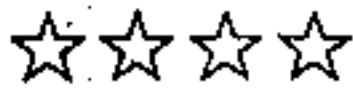
والدین کو رُلانا...... نافرمانی میں شامل ہے

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

بُكَاءُ الْوَالِدَيْنِ مِنَ الْعُقُوْقِ .

"والدین کو رُلانا بھی ان کی نافرمانی میں شمار ہوتا ہے۔"

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کتاب: البر والصلۃ (اردو) ص ۲۴ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور، بحوالہ: الادب المفرد ۱/۳۲)

Marfat.com

والدین کے قاتل کو سب سے سخت عذاب ہوگا

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''قیامت کے روز سب سے سخت عذاب میں وہ شخص مبتلا ہوگا جس نے کسی نبی کو قتل کیا ہوگا یا کسی نبی نے اسے قتل کیا ہوگا یا جس نے اپنے والدین میں سے کسی کو قتل کیا ہوگا' تصویریں بنانے والے اور وہ عالم جس کے علم سے نفع نہ اٹھایا گیا ہو۔''

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۴۶۰' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور' بحوالہ: شعب الایمان' ۲۰۴/۶' دارالکتب العلمیہ بیروت)

درسِ عبرت

بعض بدبخت صرف والدین کو رُلانے اور ڈرانے دھمکانے پر ہی اکتفاء نہیں کرتے بلکہ ماں باپ کو قتل کردیتے ہیں ایسے بدنصیب اور رحمتِ الٰہی سے محروم لوگ مندرجہ بالا حدیثِ پاک کو بار بار پڑھیں اور درسِ عبرت حاصل کریں۔

راہِ خدا میں تلوار چلانے سے افضل عمل

بیہقی نے ابن عمر سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تیرا اپنے والدین کے درمیان چارپائی پر سونا جب کہ تو انہیں ہنسائے اور وہ تجھ سے خوش ہوں تو یہ عمل تلوار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے راستے میں جہاد کرنے سے افضل ہے۔''

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۴۵۶' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز' بحوالہ: شعب الایمان: ۱۷۹/۶' دارالکتب العلمیہ بیروت)

Marfat.com

دعوتِ فکر

محترم قارئین! راہِ خدا میں تلوار چلانا ایک عظیم عمل ہے لیکن ہے کافی مشکل اس لیے کہ اس میں بیوی بچوں کو، ماں باپ کو، اپنے گھر بار کو چھوڑنا پڑتا ہے۔ قربان جاؤں رحمتِ الٰہی پہ اور صدقے جاؤں عظمتِ والدین پہ وہ نیکی و سعادت جو میدانِ جہاد میں ملتی تھی وہ گھر میں ہی مل جائے گی مگر شرط ہے والدین کو خوش کرنا۔

وہ نیکی جو باعثِ سعادت ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ جَآءَ رَجُلٌ اِلَى النَّبِيِّ ﷺ يُبَايِعُهُ عَلَى الْهِجْرَةِ وَتَرَكَ اَبَوَيْهِ يَبْكِيَانِ فَقَالَ ارْجِعْ اِلَيْهِمَا وَاَضْحِكْهُمَا كَمَا اَبْكَيْتَهُمَا ۔

حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، ایک آدمی حضور نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور وہ ہجرت پر بیعت کرنا چاہتا تھا اور وہ اپنے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آیا تھا تو حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اپنے ماں باپ کے پاس واپس لوٹ جاؤ جیسے انہیں روتا چھوڑ کر آئے ہو ایسے ہی انہیں ہنساؤ۔"

(سنن نسائی ۱۲۲/۳، الرقم: ۴۱۷۴، سنن ابی داؤد ۲/۲۴، الرقم: ۲۵۲۸، سنن ابن ماجہ ۳/۲۵۶، الرقم: ۲۷۸۲، تفسیر دُرِّ منثور (اردو) ۴/۲۵۵، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور، بحوالہ الادب المفرد ص ۶۹)

درسِ ہدایت

ہجرت ایک عظیم نیکی ہے، اللہ کی رضا کی خاطر اپنے گھر کو، اپنے وطن کو اور اپنے قبیلہ کو خیر باد کہہ کر دارِ اسلام میں آجانا معمولی نیکی نہیں اس نیکی کے حصول کے لیے ایک آدمی حضور نبی کریم رؤف الرحیم ﷺ سے اجازت طلب کر رہا ہے اس کے

Marfat.com

ماں باپ زندہ ہیں اور انہیں روتا ہوا چھوڑ کر آیا ہے۔

سرکارِ دو جہاں' رحمتِ عالمیاں ﷺ نے اسے ہجرت کی اجازت (Permission) نہیں دی بلکہ اسے گھر واپس جانے کا حکم ارشاد فرمایا اور فرمایا:

"جیسے ماں باپ کو روتا چھوڑ کر آئے ہو اسی طرح واپس جا کر انہیں ہنساؤ۔ پہلے وہ اس کے آنے سے رنجیدہ ہوئے اب جب وہ واپس جائے گا تو اس کے جانے سے ماں باپ کو خوشی و مسرت ہوگی اور ان کے لبوں پر مسکراہٹ ہوگی۔ اولاد کی طرف سے ایسا عمل جس سے ماں باپ کے لبوں پر مسکراہٹ آجائے۔ اولاد کے لیے باعثِ سعادت و نیک بختی ہے۔"

ہمارے اسلاف ماں باپ کی خوشی کو کیا اہمیت دیتے تھے۔ عارف باللہ حضرت مولانا عبدالرحمٰن جامی رحمتہ اللہ علیہ کی زبانی سنیئے:

شیخ الاسلام فرماتے ہیں کہ:

"ابو اسماعیل دباس کہتے ہیں کہ میں حج کی نیت سے گھر سے نکلا اور شیراز پہنچ گیا وہاں ایک مسجد میں گیا جہاں میں نے شیخ مومن کو دیکھا کہ کچھ سی رہے ہیں' میں سلام کر کے بیٹھ گیا جب میری طرف متوجہ ہوئے تو مجھ سے دریافت کیا کہ کس نیت سے گھر سے نکلے ہو؟ کیا حج کا ارادہ ہے؟ میں نے کہا' جی ہاں! فرمایا' لوٹ جاؤ اور ماں کی خدمت کرو' مجھے ان کی یہ بات ناگوار محسوس ہوئی تو فرمانے لگے دل میں کیا پیچ و تاب کھا رہے ہو؟ میں نے پچاس حج کیے ہیں' میں ان تمام حجوں کا ثواب تم کو دیتا ہوں اس کے عوض تم اپنی والدہ کی وہ خوشی مجھے دے دو جو تمہاری خدمت سے اُن کو ہوگی۔ (تعلیماتِ نبویہ ۱۴/۹۵۔۹۶)

Marfat.com

(ج) والدین کو بُرا کہنے کی مذمت وسزا

توریت میں (جو حضرت موسیٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی) والدین کے حقوق سے متعلق یہاں تک حکم دیا گیا کہ جو والدین کو بُرا بھلا کہے' گالی گلوچ کرے یا زبان سے ایسا کلمہ کہے جو لعنت پر محمول کیا جا سکے اس کی سزا قتل ہے۔ والدین کی ہتک و توہین کی آخرت میں جو سزا ہونی تھی وہ تو ہونی ہی تھی اس دنیا میں بھی اس جرم کا مرتکب گردن زنی اور سزائے موت کا مستحق قرار پایا۔

یہی حکم حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر نازل کیا گیا جو کتاب توریت میں موجود تھا۔ گویا شریعتِ عیسوی کے مطابق والدین کی اہانت اور بے ادبی کی سزا بھی موت تھی اس سے اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ بنی اسرائیل کے مذہب میں والدین کی بے ادبی کتنا گھناؤنا جرم تھا اور اس کے لیے کتنی بڑی سزا موت مقرر کی گئی تھی۔

اُمتِ مصطفیٰ ﷺ پر یہ کتنا بڑا احسان ہے کہ باوجود گناہگار و خطا کار لوگوں کی بے لحاظی' بے مروتی اور بے ادبی کے جو وہ اپنے والدین سے روا رکھتے ہیں' انہیں دنیا میں تو سزائے موت سے بچا لیا گیا لیکن آخرت کی بدبختی اور عذاب کا مستحق ہونے کے باب میں یہ جرم گناہِ کبیرہ قرار پایا ہے اور دیگر تمام امور سے اس کی سزا بھی نسبتاً زیادہ ہوگی۔

(حقوق والدین' ص: ۲۵-۲۶' مطبوعہ: منہاج القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ہمارے ہاں گالم گلوچ کتنی زیادہ ہے اور والدین کی تحقیر و تذلیل کتنی معمولی سمجھی

Marfat.com

جاتی ہے اور بازاروں، سڑکوں، گھروں، ہوٹلوں، چائے خانوں میں ماں باپ پر کتنی کھلے عام لعنت بھیجی جاتی ہے، ہم سب کے سامنے ہے۔ اس لیے جو شخص اللہ جل شانہ پر ایمان رکھتا ہوا سے اللہ سے ڈرنا چاہیے اس کے غضب اور قرآنِ کریم اور اللہ کے رسول ﷺ کی سنت کی مخالفت سے خوف کھانا چاہیے۔

والدین کو گالی دینے والا ملعون ہے

رسولِ اکرم، نورِ مجسم ﷺ فرماتے ہیں:

لَعَنَ اللّٰہُ مَنْ سَبَّ وَالِدَیْہِ ۔

''اللہ کی لعنت اس پر جو اپنے ماں باپ کو گالی دے۔''

(ابن حجر کی فی الزواجر (اردو) ۲/۲۵۸، بحوالہ: الاحسان بترتیب صحیح ابن حبان، کتاب الحدود: ۴/۲۹۹، الرقم: ۴۴۰۰)

ماں باپ کو گالی دینا گناہِ کبیرہ ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰہِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اِنَّ مِنْ اَکْبَرِ الْکَبَآئِرِ اَنْ یَّلْعَنَ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ قِیْلَ یَارَسُوْلَ اللّٰہِ وَکَیْفَ یَلْعَنُ الرَّجُلُ وَالِدَیْہِ؟ قَالَ: یَسُبُّ الرَّجُلُ اَبَا الرَّجُلِ فَیَسُبُّ اَبَاہُ وَیَسُبُّ اُمَّہٗ فَیَسُبُّ اُمَّہٗ ۔

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

''کبیرہ گناہوں میں بھی بڑا گناہ یہ ہے کہ آدمی اپنے والدین کو گالی دے۔''

عرض کی گئی:

''یارسول اللہ ﷺ! آدمی اپنے والدین کو کیسے گالی دے سکتا ہے۔''

Marfat.com

• حضور ﷺ نے فرمایا:

”آدمی کسی دوسرے کے باپ کو گالی دے تو وہ جواباً اس کے باپ کو گالی دے آدمی کسی دوسرے کی ماں کو گالی دے تو وہ جواباً اس کی ماں کو گالی دے۔“

(صحیح بخاری ۱۸۹۲/۴، الرقم: ۵۹۷۳، صحیح مسلم، الرقم: ۹۰، سنن ترمذی، الرقم: ۱۹۰۲، سنن ابوداؤد: ۵۱۴۱، الترغیب والترہیب ۴۶۱/۳، الرقم: ۴۰۹۸)

ماں باپ کے لیے غیر شائستہ الفاظ استعمال کرنا ان کو غیر مہذب کلمات سے یاد کرنا ان کو گالی گلوچ دینا کبیرہ گناہوں میں سے ہے اب سوال یہ ہے کہ کون بدنصیب ہے جو اپنے والدین کو گالیاں دے اپنے ماں باپ کو سب وشتم کرے اس کی ایک صورت یہ بھی ہے کہ

انسان کسی کے ماں باپ کو گالیاں دے وہ جواباً اس کے ماں باپ کو گالیاں دے انسان کسی کے ماں باپ پر سب وشتم کرے وہ جواباً اس کے ماں باپ کو سب وشتم کرے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے کتنی عمومی بُرائی کی طرف نشاندہی فرمائی ہے اور کس عمل کے فعل شنیع ہونے کو اُجاگر کیا ہے اور اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے۔ عام طور پر اسے گناہ ہی نہیں سمجھا جاتا کہ کسی کے ماں باپ پر لعنت کی جائے، اسے گالی دی جائے لیکن حضور پاک ﷺ نے اپنے اُمتیوں کو اپنے ماننے والوں کو اس فعل کے اثراتِ بد سے محفوظ رکھنے کے لیے اسے کبیرہ گناہ قرار دیا ہے تاکہ کلمہ پڑھنے والے کسی کے ماں باپ کو گالیاں نہ دیں۔

کیونکہ آخر وہ بھی انسان ہے وہ بھی گوشت پوست کا بنا ہوا ہے اور وہ بھی اس معاشرہ میں رہتا ہے، وہ جواباً گالی دینے والے کے ماں باپ کو گالی دے گا، انہیں

Marfat.com

سب وشتم کرے گا اور ان پر طرح طرح سے اتہام بازی کرے گا۔ وہ آخر ایسا کیوں کرے گا؟ اس کا جواب واضح ہے کہ پہلے نے اس کے ماں باپ کو گالی دی وہ مشتعل ہو کر اس کے ماں باپ کو گالیاں دینے لگا تو دراصل قصوروار اور مجرم پہلا شخص ہے جس نے اپنے ماں باپ کو گالیاں دِلوائیں اور ان پر سب وشتم کیے جانے کا سبب بنا۔

کیا ماں باپ کی خدمت کا یہی صلہ ہے کہ انہیں گالیاں دِلوائی جائیں۔ ماں باپ نے اپنی جوانی کے لمحات ایک بیٹے کی تعلیم و تربیت پر صرف کیے' اسے ایک اچھا انسان بنانے کے لیے اپنے خون پسینے کی کمائی نچھاور کی' اپنے آپ کو بے آرام کر کے بیٹے کو آرام پہنچایا۔ کیا ان کا اجر یہی ہے کہ کسی کی زبان کو ان پر دراز ہونے کا موقع فراہم کیا جائے اور کوئی غیر ان پر اتہام بازی کرتا پھرے۔ واقعی یہ جرم چھوٹا نہیں بلکہ بڑا جرم ہے اور ناقابلِ معافی جرم ہے اس لیے اسے کبائر میں شمار کیا گیا ہے۔

❀❀❀❀❀

Marfat.com
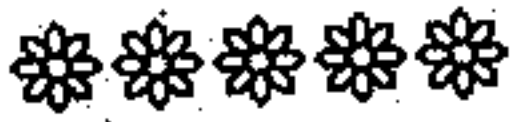
(د) والدین کو بُرا کہنے کی سزا

آگ کی شاخوں پر لٹکے ہوئے لوگ

رسولِ اکرم ﷺ سے مروی ہے' آپ فرماتے ہیں:

''جس رات مجھے معراج کرایا گیا اس رات میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا جو آگ کی شاخوں میں لٹکے ہوئے تھے' میں نے کہا:

''اے جبرائیل! یہ کون لوگ ہیں؟''

انہوں نے عرض کیا:

''یہ وہ لوگ ہیں جو دنیا میں اپنے باپوں اور ماؤں کو بُرا بھلا کہتے تھے۔''

(علامہ محمد بن احمد ذہبی' کتاب: الکبائر' ص ۴۳' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

بات منہ سے جو نکلی......وہ اپنے منہ پر لگی

حضرت عوام بن حوشب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ (دورانِ سفر) میں ایک محلے میں ٹھہرا اس محلے کے ایک طرف قبرستان تھا جب نمازِ عصر کے بعد کا وقت ہوا تو قبرستان میں ایک قبر شق ہوگئی اس میں سے ایک آدمی برآمد ہوا اس کا سر گدھے کا تھا اور باقی جسم انسان کا اس نے تین مرتبہ گدھے کی سی آواز نکالی (گدھے کی طرح ہنگا) پھر قبر اس پر برابر ہوگئی۔

پھر میں نے دیکھا کہ ایک بوڑھی عورت بال یا اون کات رہی ہے۔ ایک خاتون مجھ سے کہنے لگیں:

''اس بڑھیا کو دیکھ رہے ہو؟''

Marfat.com

میں نے کہا:

"یہ کون ہے؟"

خاتون نے جواب دیا:

"یہ (قبر سے نکلنے والے) اس شخص کی ماں ہے۔"

میں نے پوچھا:

"اس کا واقعہ کیا ہے؟"

خاتون کہنے لگیں:

"وہ شراب پیا کرتا تھا' شام کو جب گھر آتا تو اس کی ماں کہتی تھی:

يَا بُنَيَّ اِتَّقِ اللّٰهَ اِلٰى مَتٰى تَشْرَبُ هٰذِهِ الْخَمْرَ۔

"بیٹے اللہ کا خوف کر! کب تک تو یہ شراب پیتا رہے گا؟"

تو یہ اسے جواب دیا کرتا تھا:

اِنَّمَا اَنْتِ تَنْهِقِيْنَ كَمَا يَنْهِقُ الْحِمَارُ۔

"تو تو بس ہینگتی رہتی ہے جیسے گدھا ہینگتا ہے۔ (معاذ اللہ)"

خاتون نے مزید بتایا کہ:

"یہ شخص عصر کے بعد مرا تھا اور اب

فَهُوَ يَنْشَقُّ عَنْهُ الْقَبْرُ بَعْدَ الْعَصْرِ كُلَّ يَوْمٍ، فَيَنْهِقُ ثَلَاثَ نَهَقَاتٍ ثُمَّ يَنْطَبِقُ عَلَيْهِ الْقَبْرُ۔

"روزانہ نمازِ عصر کے بعد اس کی قبر شق ہو جاتی ہے' یہ باہر نکل کر تین مرتبہ ہینگتا ہے پھر قبر اس پر برابر ہو جاتی ہے۔"

(الترغیب والترہیب ۲/۲۵۳' الزواجر عن اقتراف الکبائر ۲/۲۶۴' بحوالہ شرح اصول ۲/۹۷۵' الرقم: ۲۱۵۷)

Marfat.com

(ہ) والدین کی نافرمانی حرام ہے

بعض لوگ اپنے والدین کی عزت و تکریم کرنے کی بجائے نافرمانی کر بیٹھتے ہیں' ان کو تکلیف پہنچاتے ہیں...... ان کے ساتھ تکلیف دینے والی باتیں کرتے ہیں...... ان کی دل آزاری کرتے ہیں...... ان کو پریشان کرتے ہیں...... اونچی آواز میں ان سے بات کرتے ہیں...... ان کو جھڑکتے اور ڈانٹتے ہیں۔ یاد رکھیں ایسا کرنا حرام ہے۔

☆☆☆☆

والدین کی نافرمانی حرام ہے

اگر والدین کا حکم کسی معصیت کو مستلزم نہ ہو تو جائز کاموں میں والدین کی اطاعت کرنا واجب ہے جب کہ اغراضِ صحیحہ اور جائز کاموں میں ماں باپ کی نافرمانی حرام ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ

''فرما دیجیے! آؤ میں وہ چیزیں پڑھ کر سنا دوں جو تمہارے رب نے تم پر حرام کی ہیں (وہ) یہ کہ تم اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرو'' (پ:۸' الانعام:۱۵۱)

Marfat.com

آیتِ کریمہ میں ارشاد ''ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو'' کی تفسیر میں صدرالافاضل سیّد نعیم الدین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے ہیں کیونکہ تم پر ان کے بہت حقوق ہیں، انہوں نے تمہاری پرورش کی، تمہارے ساتھ شفقت اور مہربانی کا سلوک کیا تمہاری ہر خطرے سے نگہبانی کی ان کے حقوق کا لحاظ نہ کرنا اور ان کے ساتھ حسنِ سلوک کا ترک کرنا حرام ہے۔

(سید نعیم الدین، خزائن العرفان، ص: ۲۶۶، مطبوعہ: پاک کمپنی اردو بازار لاہور)

والدین کی نافرمانی......سب سے بڑا گناہ ہے

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

أَلا أُنَبِّئُكُم بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ، أَلا أُنَبِّئُكُم بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ، أَلا أُنَبِّئُكُم بِأَكْبَرِ الْكَبَائِرِ؟

''کیا میں تمہیں نہ بتاؤں کہ سب کبیرہ گناہوں سے سخت تر گناہ کیا ہے؟ کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ سب کبائر سے بدتر کیا ہے؟ کیا میں تمہیں نہ بتادوں کہ سب کبیروں سے شدید تر کیا ہے؟ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کی، ارشاد ہو! فرمایا:

اَلْاِشْرَاكُ بِاللهِ وَعُقُوْقُ الْوَالِدَيْنِ۔

''اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہرانا اور ماں باپ کی نافرمانی۔''

(صحیح بخاری، کتاب: الشھادات ۲/۱۹۴، الرقم: ۲۶۵۴، تبیان القرآن ۱/۴۴۲)

درسِ عبرت

گناہ، گناہ ہے خواہ وہ چھوٹا ہو یا بڑا۔ اللہ جل مجدہ کی ناراضگی سے ڈرنا چاہیے وہ چھوٹے گناہ سے بھی ناراض ہوسکتا ہے۔ چہ جائیکہ بڑے بڑے گناہ لے کر اللہ کریم کی بارگاہ میں حاضر ہو اور ذلت و رسوائی کا سامنا کرے۔

Marfat.com

والدین کا نافرمان ملعون ہے

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اللہ تعالیٰ سات آسمانوں کے اوپر سے لعنت بھیجتا ہے اور ان میں سے ہر ایک پر تین بار لعنت بھیجتا ہے اور ہر ایک کو ایسی لعنت بھیجتا ہے جو اس کو کافی ہے۔ قومِ لُوط کا عمل کرنے والا ملعون ہے' قومِ لُوط کا عمل کرنے والا ملعون ہے' قومِ لُوط کا عمل کرنے والا ملعون ہے' غیر اللہ کے لیے ذبح کرنے والا ملعون ہے' اپنے ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا ملعون ہے۔''

(تبیان القرآن ۱/۴۴۲' الزواجر عن اقتراف الکبائر ۲/۲۵۸' بحوالہ: المعجم الاوسط ۶/۱۹۹' الرقم: ۸۴۹۷)

ایک دوسرے مقام پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

مَلْعُوْنٌ مَنْ عَقَّ وَالِدَيْهِ' مَلْعُوْنٌ مَنْ عَقَّ وَالِدَيْهِ مَلْعُوْنٌ مَنْ عَقَّ وَالِدَيْهِ۔

''ملعون ہے جو والدین کو ستائے' ملعون ہے جو والدین کو ستائے' ملعون ہے جو والدین کو ستائے۔'' (ایضاً)

اے انسان......کر ذرا دھیان

اگر بندہ بندے پر لعنت کرے تو اسے کتنا غصہ آئے گا' اسے کتنی کوفت ہوگی؟ جس بندے پر اللہ لعنت کرے جسے اللہ اپنی رحمت سے محروم کر دے اس کی رسوائی اور ندامت و پریشانی کا عالم کیا ہوگا؟

احتیاط ہو تو ایسی ہو

امام زُہری رحمہ اللہ بیان کرتے ہیں' امام زین العابدین رضی اللہ عنہ کا معمول یہ تھا

Marfat.com

کہ وہ اپنی والدہ کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے حالانکہ وہ اپنی امی کے ساتھ بہت زیادہ حسنِ سلوک کرنے والے تھے جب ان سے اس بارے میں کہا گیا تو انہوں نے جواب دیا کہ امی جان کے ساتھ کھانا کھاتے ہوئے مجھے یہ ڈر لگتا ہے کہ کھانے کی کسی چیز پر ان کی نظر سبقت کر چکی ہو اور مجھے علم نہ ہو اور میں وہ چیز اُٹھا کر کھا لوں تو اس طرح میں اپنی امی کا نافرمان ہو جاؤں گا (لہٰذا اس خوف اور اندیشے کی وجہ سے میں امی کے ساتھ کھانا کھانے سے کتراتا ہوں)

(علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ' کتاب البر والصلۃ' ص:۸۵' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

ماں باپ کی ذمہ داری

ماں باپ پر بھی لازم ہے کہ وہ اولاد کی نافرمانی کا باعث نہ بنیں یعنی انہیں ایسے عمل پر مامور نہ کریں جس کی ادائیگی سے وہ قاصر ہوں اور انہیں نافرمان ہونا پڑے بلکہ ان کے لیے ایسے امور کے متعلق سوچیں جو ان کی فرماں برداری پر معاونت کریں۔

(احکام القرآن ۷/۲۹۱' بحوالہ تفسیر روح البیان ۶/۴۵۱' مطبوعہ: مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ)

Marfat.com

(و) والدین کی نافرمانی کی سزا

والدین کی نافرمانی بہت بڑا جرم ہے اور اس کی شدید سزا ہے جو بندہ اللہ کی نظرِ رحمت اور جنت سے محروم ہو جائے اس سے بڑی سزا اور کیا ہو سکتی ہے؟

والدین کے نافرمان گھاٹے میں ہیں

جو والدین کو یا ان میں سے کسی ایک کو ناراض کرتا ہے، وہ مجرم ہے اگرچہ اُف کرے اور پھر اس بدقسمت کا کیا حال ہوگا جو ان کی دل آزاری میں کوئی کسر نہیں چھوڑتا نیز اس سے ثابت ہوا کہ والدین کا نافرمان اہلِ خسران سے ہے اور خسران سے ایمان کا نقص مراد ہے۔

(فیوض الرحمٰن ترجمہ تفسیر روح البیان ۱۰/۲۳۶، مطبوعہ: مکتبہ اویسیہ رضویہ بہاولپور)

دعوتِ فکر

وہ لوگ جو بات بات پر والدین کو تنگ کرتے ہیں اور ان کی نافرمانی کرتے ہیں ذرا ان کو یہ سوچنا چاہیے کہ اس دنیا میں اگر ہماری کسی چیز میں نقص پیدا ہو جائے تو وہ ہمارے کسی کام نہیں آتی تو اگر کل قیامت کے دن ہمارا ایمان نقص والا ہوا تو سوچیے ہمیں کس قدر نقصان کا سامنا کرنا پڑے گا۔

نافرمان کی نیکی قبول نہیں ہوتی

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

ثَلٰـثَةٌ لَّایَقْبَلُ اللّٰہُ عَزَّوَجَلَّ مِنْھُمْ صَرْفًا وَّلَاعَدْلًا عَاقٌ وَّمَنَّانٌ

وَمُکَذِّبٌ بِقَدَرٍ ۔

''تین شخصوں کا کوئی فرض ونفل اللہ تعالیٰ قبول نہیں فرمائے گا۔ والدین کا نافرمان' صدقہ دے کر احسان جتلانے والا اور تقدیر کا انکار کرنے والا۔''

(احکام القرآن ۷/۲۵۹' بحوالہ: مجمع الزوائد ۷/۲۰۶' دار الکتاب العربی بیروت' الترغیب والترہیب ۲/۲۵۱)

تنبیہ

اس حدیثِ پاک میں ان لوگوں کو آگاہ (Inform) کیا جا رہا ہے جو والدین کی نافرمانی کرتے ہیں...... صدقہ دینے کے بعد احسان جتلاتے ہیں...... اور تقدیر کا انکار کرتے ہیں کہ ایسا شخص جتنی مرضی نیکیاں کرے جتنے مرضی فرائض ادا کرے جتنے مرضی نوافل ادا کرے اس کا کچھ بھی قبول نہیں کیا جائے گا۔

......اور حج مردود ہو گیا

مالک بن دینار رحمہ اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں کہ میں بیت اللہ شریف کا طواف کرنے میں مشغول تھا اور مجھے حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کی کثرت سے خوشی ہو رہی تھی' میں دل میں سوچ رہا تھا کہ کاش! مجھے معلوم ہو جائے کہ ان میں سے کن کا حج وعمرہ مقبول ہے تا کہ میں ان کو مبارک باد دوں اور ان میں سے کن کا حج وعمرہ مقبول نہیں ہوا تا کہ ان سے تعزیت اور اظہارِ افسوس کروں تو جب رات ہوئی مجھے خواب میں دِکھایا گیا کہ کوئی کہنے والا کہہ رہا ہے:

''اے مالک بن دینار! تم حاجیوں اور عمرہ کرنے والوں کے بارے میں فکر مند ہو؟ تحقیق بخدا! اللہ تعالیٰ نے ان تمام لوگوں' چھوٹے بڑے مرد' عورت' کالے' گورے' عربی عجمی سب کی بخشش فرما دی ہے۔ ماسوائے ایک شخص کے کیونکہ اس پر اللہ تعالیٰ سخت ناراض اور غضب

Marfat.com

ناک ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کا حج رد فرما دیا اور اس کے حج کو اس کے منہ پر دے مارا ہے۔“

مالک کہتے ہیں کہ:

”میں رات کو سو گیا اور اس بات کا میرے اللہ عزوجل کے سوا کسی کو علم نہیں تھا اور مجھے یہ ڈر تھا کہ ہو سکتا ہے کہ وہ ایک شخص میں ہی ہوں جب دوسری رات ہوئی تو میں نے پھر اس کے مثل خواب دیکھا مگر اس بار مجھے یہ بتلایا گیا کہ اے مالک! وہ شخص (جس کا حج اللہ کے نزدیک مقبول نہیں ہوا) تو نہیں ہے بلکہ وہ خراسان کے شہر بلخ کا رہنے والا ایک شخص ہے اس کا نام محمد بن ہارون بلخی ہے' اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہے اور اللہ تعالیٰ نے اس کا حج رد کر دیا اور اس کے منہ پر دے مارا ہے۔“

جب صبح ہوئی تو میں اہلِ خراسان کے قبائل کے پاس آیا اور میں نے ان سے پوچھا:

”کیا تم میں بلخ کے رہنے والے لوگ بھی موجود ہیں؟“

انہوں نے کہا:

”ہاں!“

پس میں اس کے پاس آیا اور سلام کے بعد میں نے دریافت کیا کہ:

”کیا تم میں محمد بن ہارون نام کا کوئی آدمی موجود ہے؟“

انہوں نے کہا:

”واہ جی واہ! اے مالک! آپ نے ایسی شخصیت کے متعلق پوچھا ہے کہ پورے خراسان میں اس سے بڑا عابد' زاہد اور قاری کوئی نہیں

Marfat.com

ہے۔"

میں اس شخص کی شان میں یہ کلماتِ تعریف سن کر بڑا متعجب ہوا کہ خواب میں تو میں نے اس کے متعلق کچھ اور ہی سنا ہے اور لوگ اس کے بارے میں یہ گمان رکھتے ہیں' حیرت ہے۔

میں نے لوگوں سے کہا:

"میری اس کی طرف رہنمائی کریں۔"

انہوں نے کہا:

"وہ شخص چالیس سال سے دن میں روزہ رکھتا ہے اور رات کو قیام کرتا ہے اور اس کا ٹھکانہ ویرانے اور کھنڈرات ہیں اب بھی ہمارا گمان ہے کہ وہ مکہ معظمہ کے ویرانوں میں کہیں ملے گا۔"

میں نے مکہ مکرمہ کے ویرانوں میں اس کی تلاش میں گھومنا شروع کر دیا اور اچانک وہ مجھے ایک جگہ دیوار کے پیچھے کھڑا ہوا مل گیا اس کا دایاں ہاتھ کٹا ہوا تھا اور بازو کو اس نے اپنی گردن کے ساتھ باندھا ہوا ہے' اپنے سینہ کے اندر اس نے ہنسلی کی ہڈی میں سوراخ کیا ہوا ہے اور وہاں ایک زنجیر ڈال کر اس نے اپنے پیروں کے ساتھ مضبوطی سے باندھ رکھی ہے اور وہ اسی حالت میں رکوع' سجود کرنے میں مشغول ہے۔

جب اس نے میرے قدموں کی آہٹ سنی تو میری طرف متوجہ ہوا اور کہا:

"تم کون ہو؟"

میں نے جواب دیا:

Marfat.com

''میں مالک بن دینار ہوں۔''

تو اس نے کہا:

''اے مالک! تمہیں کیا چیز میرے پاس لے آئی؟ کیا تم نے میرے متعلق کوئی خواب دیکھا ہے؟ اپنا خواب بیان کرو؟''

میں نے کہا:

''مجھے حیا آتی ہے کہ اس خواب کو آپ کے سامنے بیان کروں اور بُرے خواب سے آپ کا استقبال کروں۔''

میں نے اس کے اصرار کرنے پر وہ خواب اس کو سنا دیا' وہ دیر تک روتا رہا اور پھر کہنے لگا:

''اے مالک! یہ خواب میرے متعلق عرصہ چالیس سال سے نظر آ رہے ہیں۔ ہر سال آپ کی مثل کوئی زاہد شخص یہ خواب دیکھتا ہے کہ میں اہلِ دوزخ میں سے ہوں۔''

میں نے پوچھا کہ:

''کیا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں تجھ سے کوئی بہت بڑا گناہ واقع ہو گیا ہے؟''

اس نے کہا:

''ہاں! میرا یہ گناہ تمام آسمانوں' زمین' پہاڑوں' عرش اور کرسی ان سب سے بھاری ہے۔''

میں نے کہا:

''مجھے بتائیں تا کہ میں لوگوں کو اس گناہ سے ڈراؤں اور وہ اس کا ارتکاب نہ کریں۔''

Marfat.com

تو اس نے کہا:

''اے مالک! میں نشہ آور شراب بہت زیادہ پیتا تھا' ایک دن میں اپنی ایک دوست لڑکی کے پاس مہمان تھا' میں نے وہاں شراب پی حتیٰ کہ جب نشہ چڑھا اور میری عقل پر پردہ پڑ گیا تو میں اپنے گھر کی طرف چلا آیا جب میں گھر کے اندر داخل ہوا تو اس وقت میری والدہ لکڑیاں ڈال کر تنور گرما رہی تھی اور تنور اندر سے تپ کر خوب سرخ و سفید ہو چکا تھا۔ والدہ نے جب دیکھا کہ میں نشے کی وجہ سے لڑکھڑاتا ہوا چل رہا ہوں تو اس نے مجھے نصیحت کرنی شروع کر دی اور کہنے لگی:

''کیا تجھے اللہ تعالیٰ سے شرم و حیا نہیں آتی؟ آج شعبان کا آخری دن ہے رمضان المبارک کی رات ہے' صبح کو لوگ روزہ سے ہوں گے اور تو صبح کو نشہ میں دھت پڑا ہوگا (کچھ حیا کر) میں نے والدہ پر ہاتھ اٹھایا اور اس کو دھکا دے دیا اس نے کہا:

''تیرا ستیاناس ہو' مجھے اس کی بات پر غصہ آ گیا اور میں نے نشہ کی حالت میں اس کو اٹھا کر تنور میں پھینک دیا۔''

(توبہ! نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ ذٰلِكَ)

میری بیوی نے جب مجھے دیکھا تو وہ مجھے کھینچ کر کمرے کے اندر لے گئی اور دروازہ بند کر دیا جب رات کا آخری پہر ہوا اور میرا نشہ شراب اتر گیا تو میں نے بیوی کو آواز دی کہ دروازہ کھولو لیکن اس نے مجھے سخت لہجے میں جواب دیا (اور دروازہ نہیں کھولا) میں نے کہا:

''تجھے کیا ہوا ایسی سختی پہلے تو میں نے تیری طرف سے کبھی نہیں دیکھی؟''

اس نے کہا:

Marfat.com

"تو اسی لائق ہے کہ تجھ پر کوئی رحم نہ کیا جائے۔"

میں نے کہا:

"کس لیے؟"

اس نے کہا:

"تو نے اپنی ماں کو قتل کیا ہے تو نے اسے تنور میں پھینک دیا تھا جس سے وہ جل کر راکھ ہوگئی جس وقت میں نے یہ بات سنی تو میں آپے سے باہر ہوگیا اور میں نے زور لگا کر دروازہ اُکھاڑ پھینکا اور نکل کر تنور کی طرف دوڑا۔ بس کیا تھا کہ میری ماں اس میں جلی ہوئی روٹی کی طرح کوئلہ ہوئی پڑی تھی، گھر میں ایک کلہاڑا پڑا تھا اس پر میری نظر پڑی، میں نے کلہاڑا اُٹھا کر دروازے کی دہلیز پر اپنا ہاتھ رکھا اور اپنے بائیں بازو کو کاٹ ڈالا اور اپنے سینے پر ہنسلی کی ہڈی میں سوراخ کر ڈالا اور اس میں یہ زنجیر ڈال دی جو آپ دیکھ رہے ہیں۔

اور اپنے دونوں پاؤں میں یہ بیڑیاں ڈال لیں اور میری ملک میں اس وقت آٹھ ہزار دینار تھے، وہ میں نے سورج غروب ہونے سے پہلے صدقہ کر دیے اور اس کے علاوہ میں نے چھبیس کنیزیں اور تیئیس غلام آزاد کیے اور میں نے اپنی زمینیں اور جائے دادیں وقف فی سبیل اللہ کر دیں اور تب سے اب تک چالیس سال ہونے کو آئے ہیں کہ میں دن میں روزہ سے ہوتا ہوں اور رات بھر قیام کرتا اور نوافل پڑھتا ہوں اور صرف ایک مٹھی بھر بھنے چنوں سے افطار کرتا ہوں، ہر سال بیت اللہ شریف حج کے لیے حاضر ہوتا ہوں اور ہر سال آپ جیسا کوئی عالم میرے متعلق اسی طرح کا خواب دیکھتا ہے کہ میں اہلِ دوزخ میں سے

Marfat.com

ہوں۔"

مالک کہتے ہیں کہ:

"میں نے اپنے ہاتھ اس کے منہ پر بھجا مارا اور میں نے کہا:

"اے بدبخت! قریب ہے کہ تو اپنے عذاب کی آگ سے پوری زمین اور جو کچھ زمین پر ہے سب کو جلا ڈالے"

اور یہ کہہ کر میں اس کے پاس سے دوسری طرف چلا گیا جہاں سے میں اس کی آہٹ اور آواز کو تو سن سکوں لیکن میں اس کا جسم نہ دیکھوں اس نے آسمان کی طرف ہاتھ اُٹھائے اور یہ دعا مانگ رہا تھا:

يَا فَارِجَ الْهَمِّ وَكَاشِفَ الْغَمِّ مُجِيْبَ دَعْوَةَ الْمُضْطَرِّيْنَ، اَعُوْذُ بِرَضَاكَ مِنْ سُخْطِكَ وَبِمُعَافَاتِكَ مِنْ عَقُوْبَتِكَ لَاتَقْطَعْ رِجَائِيْ .

"اے بے چینی کو دُور کرنے والے اور اے غم کشا! مجبور لوگوں کی دعا کو قبول فرمانے والے! میں تیری ناراضگی سے تیری پناہ میں آتا ہوں تو میری امید کو نہ توڑ۔"

مالک کہتے ہیں:

"میں واپس اپنی منزل پر آ کر سو گیا' رات میں نے خواب دیکھا کہ حضور نبی اکرم ﷺ خواب میں مجھے ارشاد فرما رہے ہیں:

"اے مالک! نہ تو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے ناامید کرو اور نہ ہی ان کو اللہ تعالیٰ کے عفو و درگزر سے مایوس کرو۔ بے شک اللہ تعالیٰ عزوجل مَلاءِ اعلیٰ سے محمد بن ہارون پر اپنی رحمت کے ساتھ متوجہ ہوا اور اس کی دعا کو شرفِ قبولیت بخشتے ہوئے اس کی لغزش کو معاف کر فرما دیا۔

Marfat.com

تو صبح کو اس کے پاس جانا اور اس سے کہنا:

''بے شک اللہ تعالیٰ قیامت کے دن تمام اوّلین اور آخرین کو جمع فرمائے گا اور سینگ والی بکری سے بے سینگ بکری کو بدلہ دِلوائے گا اور اے محمد بن ہارون! تجھے اور تیری ماں کو جمع کرے گا اور تیرے خلاف اس کے حق میں فیصلہ فرمائے گا اور فرشتوں کو حکم دے گا کہ وہ سخت زنجیروں سے تجھے باندھیں اور کھینچ کر دوزخ کی طرف لے جائیں۔ پس جب تو دنیا کے تین دنوں اور راتوں کی مقدار کے برابر دوزخ کا مزہ چکھ چکے گا اور یاد رکھ کہ اللہ تعالیٰ عزوجل کا فرمان ہے کہ مجھے قسم ہے اپنی ذات کی کہ میرے بندوں میں سے جو بندہ بھی اس نشہ دینے والی شراب کو پیتا ہے اور کسی ایسے شخص کو قتل کرتا ہے جس کو قتل کرنا میں نے حرام فرمایا ہے تو میں اس کو دوزخ کا مزہ چکھاتا ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ تیری ماں کے دل میں رحم ڈال دے گا اور اس کے دل میں یہ بات ڈال دے گا کہ وہ مجھ سے عرض کرے گی:

''یا اللہ! تو میرا بیٹا مجھے ہبہ کر دے تو میں تجھے تیری ماں کو ہبہ کر دوں گا۔''

پس تم دونوں (ماں بیٹا) جنت میں چلے جاؤ گے جب صبح ہوئی تو میں محمد بن ہارون کے پاس گیا اور اسے اپنے خواب سے متعلق خبر دی تو گویا اس کی زندگی ایک پتھر کی کنکری تھی جس کو پانی کے طشت میں ڈال دیا گیا۔ پس وہ مر گیا اور میں ان لوگوں میں سے ہوں جو اس کے جنازہ میں شریک ہوئے تھے اور اس کی نمازِ جنازہ پڑھی۔''

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کتاب: البر والصلۃ ص ۱۰۷ تا ۱۱۱ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

Marfat.com

نافرمان جنت کی خوشبو نہیں سونگھ سکے گا

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے، فرماتے ہیں، ہمارے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے جب کہ ہم اکٹھے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اے جماعتِ مسلمین! اللہ سے ڈرتے رہو، اپنے رشتہ داروں سے صلہ رحمی کرو کیونکہ صلہ رحمی کے ثواب سے زیادہ جلدی ملنے والا کوئی ثواب نہیں۔ ظلم و زیادتی سے بچو کیونکہ ظلم و زیادتی کی سزا سے زیادہ جلدی پہنچنے والی اور کوئی سزا نہیں۔''

وَاِیَّاکُمْ وَعُقُوْقَ الْوَالِدَیْنِ فَاِنَّ رِیْحَ الْجَنَّةِ تُوْجَدُ مِنْ مَّسِیْرَةِ اَلْفِ عَامٍ، وَاللّٰہِ لَایَجِدُھَا عَاقٌّ وَّلَا قَاطِعُ رَحِمٍ وَّلَا شَیْخٌ زَانٍ وَّلَا جَارٌّ اِزَارَہٗ خُیَلَاءَ اِنَّمَا الْکِبْرِیَاءُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔

''اور ماں باپ کی نافرمانی سے اجتناب کرو کیونکہ جنت کی خوشبو ایک ہزار سال کی دُوری سے محسوس ہوگی (مگر) اللہ کی قسم! یہ خوشبو والدین کا نافرمان، قطع رحمی کرنے والا، بوڑھا زناکار اور ازراہِ تکبر تہبند لٹکا کر چلنے والا نہ پاسکیں گے۔ کبریائی تو صرف اللہ رب العالمین کو ہی زیب دیتی ہے''

(الترغیب والترہیب ۲/۲۵۲، الزواجر عن اقتراف الکبائر (اردو) ۲/۲۵۷، بحوالہ المعجم الاوسط ۴/۱۸۷، الرقم: ۵۶۶۴)

نافرمان جنت سے محروم رہے گا

وَعَنْ عَبْدِاللّٰہِ بْنِ عَمْرٍو قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم لَایَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنَّانٌ وَّلَا عَاقٌّ وَّلَا مُدْمِنُ خَمْرٍ۔

Marfat.com

''حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جنت میں احسان جتانے والا' نافرمان اور عادی شرابی داخل نہیں ہوگا۔''

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۲/۲۵۹' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز' بحوالہ: شعب الایمان ۶/۱۹۲' دارالکتب العلمیہ بیروت' اشعۃ اللمعات (اردو) شرح مشکوٰۃ ۶/۱۲۵' الزواجر عن اقتراف الکبائر (اردو) ۲/۲۵۷' بحوالہ: المعجم الاوسط ۶/۲۲۵' الرقم: ۸۵۹۲)

درسِ عبرت

کسی کو صدقہ وغیرہ دینے کے بعد احسان جتلانے پر عذاب ہے تو اس کو اذیت دینے پر کیا سزا ہوگی؟ قرآن مجید نے احسان جتلانے اور ایذاء سے منع کیا ہے۔

لَا تُبْطِلُوْا صَدَقَاتِكُمْ بِالْمَنِّ وَالْاَذٰى ۔

''اپنے صدقات احسان اور ایذاء سے باطل نہ کرو۔'' (پ:۳' القرہ:۲۶۴)

معنیٰ یہ ہوگا کہ صدقہ وخیرات کی وجہ سے دخولِ جنت ہوتا ہے لیکن جب وہ ضائع کر دیا تو وہ سب ختم ہوگیا یا اس بدبختی کی وجہ سے اس مقام سے محروم ہوگیا جو اسے سابقین ومقربین کے ساتھ جنت میں حاصل ہونا تھا۔

نافرمان...... اللہ کی نظرِ رحمت سے محروم رہے گا

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''تین شخصوں کی طرف اللہ تعالیٰ قیامت کے دن نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔ ماں باپ کا نافرمان' عادی شرابی' کوئی چیز دے کر احسان جتلانے والا اور تین آدمی جنت میں داخل نہیں ہوں گے۔ ماں باپ کا

Marfat.com

نافرمان، دیوث (اپنی بیوی کا بدکاری پر علم کے باوجود خاموش رہنے والا) اور جو عورت مردوں کی مشابہت کرے۔"

(تبیان القرآن ۱/۴۴۲، الزواجر عن اقتراف الکبائر (اردو) ۲/۲۵۵، بحوالہ: المستدرک، ۵-۱/۲۰۳-۲۵۳، الرقم: ۲۵۲۷/۳۱۷)

امام احمد اور بیہقی نے سہل بن معاذ بن ابیہ کے سلسلے سے روایت کیا ہے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"اللہ کے کچھ بندے ایسے ہیں جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ بات نہیں کرے گا نہ ان کی طرف نظرِ عنایت کرے گا اور نہ ان کو پاک صاف کرے گا۔"

عرض کی گئی:

"یارسول اللہ ﷺ! یہ کون لوگ ہیں؟"

فرمایا:

"اپنے والدین سے برأت کا اظہار کرنے والے۔"

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۴۵۹، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، بحوالہ: شعب الایمان ۶/۱۹۷، دار الکتب العلمیہ بیروت)

ذرا تصور کیجیے

ناپاک کپڑا	ہمیں پسند نہیں
ناپاک کھانا	ہمیں پسند نہیں
ناپاک جگہ	ہمیں پسند نہیں
ناپاک برتن	ہمیں پسند نہیں
ناپاک بستر	ہمیں پسند نہیں

Marfat.com

کوئی بھی ناپاک چیز ہمیں پسند نہیں

جب بندہ خود ہی ناپاک ہو، اللہ کی نظرِ رحمت سے محروم ہو...... اللہ کریم کے غیض وغضب کا نشانہ بنا ہو...... اور اللہ کریم کی پیاری پیاری آواز سننے سے محروم ہو اس کی ذلت ورسوائی کا عالم کیا ہوگا؟

نافرمان کی قبر میں آگ کے انگارے

ایک روایت میں ہے کہ جو آدمی اپنے والدین کو گالی دے اس کی قبر میں آگ کے اتنے انگارے اُترتے ہیں جتنے (بارش کے) قطرے آسمان سے زمین پر اُترتے ہیں۔

(علامہ محمد بن احمد ذہبی رحمتہ اللہ علیہ، کتاب الکبائر، ص ۴۳، مطبوعہ: فرید بک سٹال، الزواجر عن اقتراف الکبائر ۲/۶۲۵، مطبوعہ: مکتبہ المدینہ)

نافرمان دوستی کے قابل نہیں

بعض دانا لوگ فرماتے ہیں کہ والدین کے نافرمان کو تم اپنا سچا دوست مت سمجھو کیونکہ وہ ہرگز تمہارے ساتھ نیکی اور بھلائی کا معاملہ نہیں کرے گا جب کہ وہ اس شخص کا نافرمان نکلا جس کا حق تیری نسبت اس پر بہت لازم ہے۔

(علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ، کتاب: البر والصلۃ، ص ۹۵، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

اے بندۂ مومن! ہوشیار

جس طرح

بے نمازی...... دوستی کے قابل نہیں (کیونکہ وہ اپنے اللہ کے ساتھ مخلص نہیں)

چور...... دوستی کے قابل نہیں (کیونکہ وہ انسان کے ساتھ مخلص نہیں)

ڈاکو...... دوستی کے قابل نہیں (کیونکہ وہ اپنے بہن بھائی کے ساتھ مخلص نہیں)

جھوٹا...... دوستی کے قابل نہیں (کیونکہ وہ اپنے قرآن کے ساتھ مخلص نہیں)

Marfat.com

شرابی...... دوستی کے قابل نہیں (کیونکہ وہ اپنے ایمان کے ساتھ مخلص نہیں)
اور والدین کا نافرمان...... دوستی کے قابل نہیں
(کیونکہ وہ اپنے والدین کے ساتھ مخلص نہیں)

نافرمان تیری بے وفائی...... بھول جانے کے قابل نہیں

ابن قتیبہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ''سیر العجم'' شاہانِ عجم کی سیرت (کتاب) میں پڑھا ہے کہ اردشیر کی حکومت جب مضبوط ہوگئی اور طوائف الملوکی کے شکار بادشاہوں نے اس کی اطاعت کرنے کا اقرار کرلیا تو اس نے سوریانیہ کے بادشاہ کا محاصرہ کیا' وہ شہر میں قلعہ بند تھا' اردشیر کو قلعہ فتح کرنے پر قدرت حاصل نہیں ہو رہی تھی یہاں تک کہ ایک دن قلعہ کے بادشاہ کی بیٹی قلعہ پر چڑھی اور اس نے اردشیر کو دیکھا تو اس پر عاشق ہوگئی۔ پس وہ نیچے اُتری اور اس نے ایک تیر لیا اور اس پر لکھا:

''اگر تم مجھ سے شادی کرنے کی شرط مان لو تو میں تمہیں اس کے بدلہ میں ایک ایسا راستہ بتلادوں گی جہاں سے تم معمولی سی کوشش اور آسان ترین حیلے سے قلعہ کو فتح کرلو گے۔''

پھر اس نے یہ تیر اردشیر کی طرف نیچے پھینک دیا۔ اردشیر نے اس کو پڑھا اور ایک تیر لے کر اس پر لکھا:

''آپ راستہ بتادیں میں آپ کا سوال پورا کرنے کا وعدہ کرتا ہوں۔''

پھر اس نے تیر شہزادی کی طرف پھینک دیا۔ شہزادی نے قلعہ فتح کرنے کی تدبیر اور اس کا راستہ لکھ کر بتادی۔ اردشیر نے قلعہ فتح کرلیا اور اہلِ شہر بے خبر تھے کیونکہ ان کے ساتھ دھوکہ ہوگیا تھا۔

اردشیر نے بادشاہ کو قتل کردیا اور شہر میں بہت قتلِ عام ہوا اور شہزادی سے اس

Marfat.com

نے وعدہ کے مطابق شادی کر لی۔ ایک رات جب شہزادی سو رہی تھی تو اچانک پریشان ہو کر اٹھ بیٹھی حتیٰ کہ رات کا اکثر حصہ اس نے جاگ کر کاٹا۔ اردشیر نے اس سے دریافت کیا کہ:

''کیا بات ہے سوتی کیوں نہیں؟''

اس نے کہا:

''بستر پر کوئی چیز ہے جس نے مجھے بے چین کیا ہوا ہے۔''

گھریلو خادمات نے جب اس کا بستر چیک کیا تو وہاں بستر کے نیچے دھاگے کی ایک لٹ تھی جو شہزادی کو چبھ رہی تھی اور اس کے جسم نازنین پر اس کی وجہ سے نشان پڑے ہوئے تھے۔

اردشیر کو شہزادی کی جلد کی رقت اور اس کے بدن کی نزاکت پر بڑا تعجب ہوا اس نے شہزادی سے پوچھا:

''تمہارا باپ تمہیں کیا کھلاتا تھا؟''

اس نے کہا:

''میرا باپ مجھے اکثر شہد' مکھن اور مغز کھلاتا تھا۔''

اردشیر نے اس سے کہا:

''کوئی شخص چاہے تیرے ساتھ جتنی بھی محبت و پیار کر لے اور تیری جس قدر مرضی عزت کر لے لیکن وہ تیرے باپ کو نہیں پہنچ سکتا اور اس کے باوجود اگر تو نے اپنے نہایت مشفق' مہربان اور محبت اور احسان کرنے والے باپ کی محبت اور احسان اور عزت کا صلہ اس کو اتنا برا دیا ہے تو ماد شناس باغ کی مولی ہے! حقیقت یہ ہے کہ میں تجھ سے بالکل مطمئن نہیں ہوں' کل کلاں کو تو میرے ساتھ بھی ایسا ہی برا سلوک کر

Marfat.com

سکتی ہے۔"

پھر اس نے حکم دیا کہ اس کی مینڈھیوں کو ایک تیز دوڑنے والے گھوڑے کی دُم کے ساتھ باندھ کر گھوڑے کو دوڑا دو۔ چنانچہ اسی طرح کیا گیا حتیٰ کہ اس کے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے اور وہ بکھر کر رہ گئی۔ (اور اپنے باپ کی نافرمانی کا انجام اس نے دیکھ لیا)

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ' ص ۱۰۱' مطبوعہ' فرید بک سٹال لاہور)

پھنس گئی جان شکنجے اندر

ایک نوجوان جس کا نام علقمہ رضی اللہ عنہ تھا' وہ نماز' روزہ اور صدقہ جیسی عبادات کی ادائیگی میں حد درجہ کوشش کرتا' وہ بیمار ہو گیا اور اس کا مرض طول پکڑ گیا اس نے اپنی بیوی کو سرکارِ مدینہ' راحتِ قلب وسینہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ سراپا عظمت میں یہ پیغام دے بھیجا:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! ہمیں پسند نہیں! میرا شوہر علقمہ رضی اللہ عنہ حالتِ نزع میں ہے' مین نے چاہا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اس کی حالت سے آگاہ کروں۔"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سیّدنا عمار' حضرت سیّدنا بلال اور حضرت سیّدنا صہیب رومی رضوان اللہ علیہم اجمعین کو بھیجا اور ارشاد فرمایا:

"ان کے پاس جائیں اور انہیں کلمۂ شہادت کی تلقین کریں۔"

لہٰذا وہ سب حضرت سیّدنا علقمہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور انہیں حالتِ نزع میں پا کر لا الٰہ الا اللہ کی تلقین کرنا شروع کر دی لیکن ان کی زبان اسے ادا نہیں کر پا رہی تھی' انہوں نے سیّد عالم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس صورتِ حال عرض کی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا:

Marfat.com

''کیا اس کے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟''

عرض کی گئی:

''یارسول اللہ ﷺ! ان کی بوڑھی ماں ہے۔''

آپ ﷺ نے ایک قاصد کو یہ پیغام دے کر ان کے پاس بھیجا:

''اگر آپ میرے پاس آ سکتی ہیں تو آ جائیں ورنہ گھر میں ہی میرا انتظار کریں یہاں تک کہ میں آ جاؤں۔''

جب قاصد نے جا کر انہیں یہ بتایا تو وہ کہنے لگی:

''میری جان آپ ﷺ پر قربان! میرا زیادہ حق بنتا ہے کہ آپ ﷺ کی خدمت میں حاضری دوں۔''

وہ لاٹھی کے سہارے کھڑی ہو گئی اور دو جہان کے تاجور، سلطانِ بحر و بر ﷺ کی بارگاہِ بے کس پناہ میں حاضر ہو کر سلام عرض کیا۔ آپ ﷺ نے بھی اسے سلام کا جواب مرحمت فرمایا اور ارشاد فرمایا:

''اے علقمہ کی ماں! تم سچ بولو یا جھوٹ، اللہ عزوجل کی طرف سے وحی آ چکی ہے، آپ کے بیٹے علقمہ کا کیا حال تھا؟''

اس نے عرض کی:

''یارسول اللہ ﷺ! وہ بہت زیادہ نماز پڑھنے والا، روزے رکھنے والا اور صدقہ دینے والا تھا۔''

پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا:

''تمہارا کیا حال ہے؟''

عرض کی:

''یارسول اللہ ﷺ! میں تو اس پر ناراض ہوں۔''

Marfat.com

پوچھا:-

"کس وجہ سے؟"

عرض کی:

یارسول اللہ ﷺ! وہ اپنی بیوی کو مجھ پر ترجیح دیتا اور میری نافرمانی کیا کرتا تھا۔"

سرکارِ نامدار، مدینے کے تاجدار ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"علقمہ کی ماں کی ناراضی نے اس کی زبان کو کلمۂ شہادت پڑھنے سے روک دیا ہے۔"

پھر ارشاد فرمایا:

"اے بلال! جاؤ اور بہت ساری لکڑیاں اکٹھی کرو۔"

اس عورت نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! انہیں کیا کریں گے؟"

ارشاد فرمایا:

"علقمہ کو آگ میں جلاؤں گا۔"

اس نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! میرا دل برداشت نہیں کرسکتا کہ آپ ﷺ میرے بیٹے کو میرے سامنے آگ میں جلائیں۔"

ارشاد فرمایا:

"اے علقمہ کی ماں! اللہ عزوجل کا عذاب تو اس سے بھی سخت اور ہمیشہ رہنے والا ہے اگر تجھے یہ پسند ہے کہ اللہ عزوجل اس کی مغفرت فرما دے تو اس سے راضی ہو جا اس ذات کی قسم! جس کے قبضۂ قدرت

Marfat.com

میں میری جان ہے! جب تک تم اپنے بیٹے سے ناراض رہو گی اس وقت تک اس کی نماز، روزہ اور صدقہ اسے نفع نہ دے گا۔"

اس نے عرض کی:

"یارسول اللہ ﷺ! میں اللہ عزوجل، اس کے فرشتوں اور یہاں موجود مسلمانوں کو گواہ بناتی ہوں کہ میں اپنے بیٹے علقمہ سے راضی ہو چکی ہوں۔"

• اللہ عزوجل کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

"اے بلال! اس کے پاس جاؤ اور دیکھو کہ کیا وہ (کلمہ طیبہ) لا الٰہ الا اللہ پڑھنے کی استطاعت رکھتا ہے یا نہیں؟ ہوسکتا ہے کہ علقمہ کی ماں نے مجھ سے حیا کرتے ہوئے وہ بات کہہ دی ہو جو اس کے دل میں نہ ہو۔"

حضرت سیّدنا بلال رضی اللہ عنہ تشریف لے گئے اور حضرت علقمہ رضی اللہ عنہ کو گھر کے اندر لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہوئے سنا تو انہوں نے اندر آ کر فرمایا:

"اے لوگو! بے شک علقمہ کی زبان کو اس کی ماں کی ناراضی نے کلمۂ شہادت پڑھنے سے روک دیا تھا اور اس کی رضامندی نے اب اس کی زبان کو آزاد کر دیا ہے۔"

پھر اسی دن حضرت سیّدنا علقمہ رضی اللہ عنہ وصال فرما گئے۔

نور کے پیکر، تمام نبیوں کے سرور ﷺ تشریف لائے اور انہیں غسل دینے اور کفن پہنانے کا حکم ارشاد فرمایا پھر ان پر نمازِ جنازہ پڑھی اور ان کی تدفین کے وقت تک موجود رہے پھر ان کی قبر کے کنارے کھڑے ہو کر ارشاد فرمایا:

"اے مہاجرین وانصار! جس نے اپنی بیوی کو اپنی ماں پر فضیلت دی اس پر اللہ عزوجل، فرشتوں اور تمام لوگوں کی لعنت ہو۔ اللہ عزوجل اس کے نہ نفل قبول فرمائیں گے اور نہ ہی فرض مگر یہ کہ وہ اللہ عزوجل کی

بارگاہ میں توبہ کرے اور اپنی ماں سے حسنِ سلوک کرے اور اس کی رضا چاہے۔ اللہ عزوجل کی رضا ماں کی رضامندی میں ہے اور اللہ عزوجل کی ناراضی ماں کی ناراضی میں ہے۔"

(الترغیب والترہیب ۲/۲۵۳ شرح موطا امام محمد ۳/۲۸۸ بحوالہ مجمع الزوائد ۸/۱۴۸ کتاب البر والصلۃ مطبوعہ بیروت الزواجر عن اقتراف ۲/۲۶۲۔۲۶۴)

درسِ عبرت

ماں باپ کی نافرمانی گناہِ کبیرہ ہے اس کی وجہ سے انسان جہنم میں جا گرتا ہے...... محشر میں جنت کی خوشبو سے محروم رہتا ہے...... ماں باپ کے نافرمان کا کوئی عمل قبول نہیں ہوتا...... موت سے پہلے اس کو دنیا میں فقر اور ذلت اور مہلک بیماریوں کی سزا ملتی ہے...... اس پر اللہ تعالیٰ اس کے رسول ﷺ کی لعنت ہے...... ماں باپ کے نافرمان کا خاتمہ خراب ہوتا ہے...... اس کی بصیرت سلب ہو جاتی ہے...... اور ایمان جاتا رہتا ہے...... اور وہ مرتے وقت کلمہ شہادت نہیں پڑھ پاتا۔ اے اللہ! ہم پر ہمارے والدین کو راضی رکھ اور ان کو ہماری طرف سے بہترین جزاء عطا فرما۔ (تبیان القرآن ۱/۴۴۳)

دعوتِ فکر

کبیرہ گناہ میں سے ایک گناہ والدین کی نافرمانی ہے تمام اسلامی ارکان ادا کرنے والے کے متعلق نبی کریم علیہ السلام نے فرمایا:

"اس کو قیامت میں انبیاء صدیقین اور شہداء کے ساتھ اجر دیا جائے گا بشرطیکہ اس نے والدین کی نافرمانی نہ کی ہو۔ اگرچہ قتل یا جل جانے کا خوف ہو تو اس صورت میں بھی والدین کی نافرمانی نہ کرو۔ ایک ہزار سال کے سفر سے جنت کی خوشبو سونگھی جائے گی لیکن والدین کے

Marfat.com

نافرمانِ کو یہ خوشبو نصیب نہ ہوگی۔ ہر جرم کی سزا کو اگر تعالیٰ چاہے تو قیامت تک مؤخر کر دے گا مگر والدین کے نافرمان کی سزا اللہ مرنے سے پہلے اس کو دے گا۔ ماں باپ کے نافرمان کو مرنے کے وقت کلمہ نصیب نہ ہونے کا خدشہ ہے۔ والدین کے نافرمان کو اللہ تعالیٰ چاہے تو گدھے کی صورت میں بنا دے اور ماں کی نصیحت کو ہینگ سے تشبیہ دینے والے کو قبر میں گدھے کی صورت میں برآمد کر کے ہینگنے والا بنا دے جس سے لوگ عبرت حاصل کریں۔"

(شرح موطا امام محمد ۳/۲۹۱، مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور)

وہ گناہ جس کی سزا دنیا میں ہی مل جاتی ہے

حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كُلُّ الذُّنُوْبِ يُؤَخِّرُ اللّٰهُ مِنْهَا مَا شَآءَ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامَةِ اِلَّا عُقُوْقَ الْوَالِدَيْنِ فَاِنَّ اللّٰهَ يُعَجِّلُهُ لِصَاحِبِهٖ فِي الْحَيَاةِ قَبْلَ الْمَمَاتِ۔

"سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت کے دن تک اُٹھا رکھتا ہے مگر ماں باپ کی نافرمانی کہ اس کی سزا جیتے جی پہنچاتا ہے۔"

(الترغیب والترہیب ۲/۲۵۳، احکام القرآن ۷/۲۵۹، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، بحوالہ: کنز العمال ۴۵۵۴۵، المستدرک، کتاب: البر والصلۃ ۴/۱۵۶)

❁❁❁❁❁

اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ ظَلَمْتُ ظُلْمًا كَثِيْرًا ۝ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔

Marfat.com

سود النقد ہے دنیا کے اس بازار میں

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ لَایَکْشِفُ الشَّدَآئِدَ اِلَّا ھُوَ ۝ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا ھُوَ ۝ وَلَا یَدْفَعُ الْمَکَآئِدَ اِلَّا ھُوَ ۝ وَلَایُنَوِّرُ الْقَلْبَ اِلَّا ھُوَ ۝ لَاحَافِظَ اِلَّا ھُوَ ۝ وَلَانَاصِرَ اِلَّا ھُوَ ۝ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی جَمِیْعِ الْاَنْبِیَآءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ۔

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

مَآ اَصَابَکَ مِنْ حَسَنَۃٍ فَمِنَ اللّٰہِ ز وَمَآ اَصَابَکَ مِنْ سَیِّئَۃٍ فَمِنْ نَّفْسِکَ ط وَ اَرْسَلْنٰکَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ط وَکَفٰی بِاللّٰہِ شَہِیْدًا ۝

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۝

مَوْلَایَ صَلِّ وَسَلِّمْ دَائِمًا اَبَدًا
عَلٰی حَبِیْبِکَ خَیْرِ الْخَلْقِ کُلِّھِمِ
فَاِنَّ مِنْ جُوْدِکَ الدُّنْیَا وَضَرَّتَھَا
وَمِنْ عُلُوْمِکَ عِلْمَ اللَّوْحِ وَالْقَلَمِ

Marfat.com

❀❀❀❀❀

نظر آتی ہے جنت کی فضائیں ان کے کوچے میں
چلا کرتی ہیں رحمت کی ہوائیں ان کے کوچے میں
وہ جب ہاتھوں سے اپنے بانٹتے ہیں نعمتیں رب کی
تو پھر کیسے نہ دیں جا کر صدائیں ان کے کوچے میں
تصور کیوں نہ باندھیں ہم درِ سرکار کا ہر دَم
پہنچ جاتی ہیں اپنی التجائیں ان کے کوچے میں
الٰہی جلد آ جائے وہ دن ہم دل کی بستی کو
یہاں سے منتقل کر کے بسائیں ان کے کوچے میں
لیے بیٹھے ہیں دل میں یہ تمنا اِک مدت سے
نہ آئیں پھر کبھی واپس جو جائیں ان کے کوچے میں
ہو رخصت اس جہاں سے ریاضؔ ان کی محبت میں
یہی مانگیں گے ہم جا کر دعائیں ان کے کوچے میں

❀❀❀❀❀

Marfat.com

مشہور مقولہ ہے ''جیسی کرنی ویسی بھرنی'' جیسی انسان کی نیت ہو اس کو وہی کچھ ملتا ہے اگر وہ پتھر دل ہو گا تو اس کی اولاد بھی اس کے ساتھ سنگ دلی کا مظاہرہ کرے گی اگر وہ والدین کو اذیت پہنچائے گا تو یقیناً والدین کے دل سے نکلتی ہوا آہ اس کی دنیا و آخرت برباد کر دے گی' کانٹوں کا بیج بو کر پھولوں کی خوشبو کی امید رکھنے والا سوچ لے کہ کانٹوں سے کبھی خوشبو نہیں آتی۔

(الف) کانٹوں سے کبھی......خوشبو نہیں آتی

اگر آپ کی خواہش ہے کہ آپ کی اولاد آپ کی عزت و قدر کرے' آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھے......اور آپ کی فرماں برداری کرے......اللہ تعالیٰ آپ کے بچوں کے دل میں آپ کی عزت و عظمت بٹھا دے......اور آپ کو آخرت کی کامیابی کے علاوہ بے شمار دنیوی فوائد (Benefits) بھی حاصل ہوں تو آپ کو چاہیے کہ اپنے والدین کے ساتھ اچھا برتاؤ کریں۔ مشہور محاورہ ہے:

''آدمی جو بوتا ہے وہی کاٹتا ہے۔''

کیکر بو کر' آم کی امید رکھنا	عقل مندی نہیں
تھوہر بو کر' سیب کی امید رکھنا	عقل مندی نہیں
جھاڑی بو کر' کنوں کی امید رکھنا	عقل مندی نہیں
دوسروں کے لیے کانٹے بچھا کر' اپنے لیے پھولوں کی امید رکھنا	عقل مندی نہیں
والدین کو رُلا کر' اولاد سے ہنسی خوشی کی امید رکھنا	عقل مندی نہیں

آج ہم اپنے والدین کے ساتھ جیسا برتاؤ کریں گے' کل اپنی اولاد سے ویسا

Marfat.com

ہی صلہ پائیں گے اس لیے ہم اپنی اصلاح (Improvement) اور اعمال کی فکر کریں کیونکہ اگر ہم نیک ہوں گے تو والدین کی آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہوں گے اوران کے لیے ایک بڑی نعمت ہوگی۔

کسی شاعر نے کیا خوب کہا ہے

نِعَمَ الْإِلٰہِ عَلَی الْعِبَادِ کَثِیْرَۃٌ
وَاَجَلُّھُنَّ نَجَابَۃُ الْاَبْنَاءِ

"بندوں پر اللہ کی نعمتیں بہت ہیں اور سب سے بڑی نعمت اولاد کا نیک ہونا ہے۔"

☆☆☆☆

والدین سے حسنِ سلوک کرو......اولاد سے کرواؤ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

بِرُّوْا اٰبَآءَ کُمْ تَبَرَّ کُمْ اَبْنَآءُ کُمْ وَعِفُّوْا تَعِفَّ نِسَآءُ کُمْ ۔

"اپنے باپ دادوں کے ساتھ نیک سلوک کرو تمہاری اولاد تم سے حسنِ سلوک کرے گی اور پاک دامن رہو تمہاری عورتیں پاک دامن رہیں گی۔"

(الترغیب والترہیب ۲۵۴/۲ شرح موطا امام محمد ۴۸۸/۳ بحوالہ: مجمع الزوائد کتاب: البر والصلہ ۱۳۶/۸۔۱۳۸)

بچے نے لکیروں سے گھر بنا ڈالا

دوپہر کا وقت تھا ماں بچوں کے ساتھ بیٹھ کر ان کے اسباق دیکھ رہی تھی سکول میں بچے جو کتابیں پڑھ کر گھر آئے تھے اسی حوالے سے وہ بچوں کی کاپیاں چیک

Marfat.com

(Check) کر رہی تھی اس کے پاس بیٹھے ہوئے بچوں میں ایک ننھا منا سا بچہ بھی تھا اس کا ابھی سکول میں داخلہ (Admition) نہیں ہوا تھا' کا پیاں چیک کرنے کے بعد ماں بچوں کے پاس سے اُٹھی اور اپنے عمر رسیدہ سسر کو دوپہر کا کھانا دینے چلی گئی۔

بوڑھا سسر یعنی اس خاتون کے شوہر کا والد گھر کے سامنے بنے لان میں ایک کمرے میں رہتا تھا' ہر چند کہ یہ لان گھر سے متصل ہی تھا مگر سسر کا کمرہ گھر سے کوئی پچیس تیس میٹر کے فاصلے پر تھا۔ بہو سسر کو اپنے گھر میں نہیں رکھنا چاہتی تھی۔ شوہر نے بیوی کی ضد پر اپنے والد کو گھر سے ملحقہ لان کے سرونٹ کوارٹر میں منتقل کر دیا۔ خاتون نے حسبِ معمول سسر کے لیے دوپہر کا کھانا تیار کیا اور اس کے کمرے میں پہنچایا۔ سسر نے کھانا کھالیا تو وہ برتن لے کر واپس گھر میں داخل ہوئی۔ یہ دیکھ کر اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی کہ اس کا وہ ننھا بچہ جس نے ابھی تک سکول کا منہ بھی نہیں دیکھا تھا' ہاتھ میں قلم لیے ٹیڑھی سیدھی ڈرائنگ کر رہا تھا۔

اسے سخت حیرت ہوئی کہ اتنا چھوٹا سا بچہ اس قدر دھیان سے کیسے ڈرائنگ کر سکتا ہے' وہ بچے کے پاس بیٹھ گئی اور پوچھنے لگی:

"بیٹا! یہ تم کیا کر رہے ہو؟"

"میں اپنے لیے گھر بنا رہا ہوں جب میں بڑا ہو جاؤں گا اور میری شادی ہو جائے گی تو میں' میری بیوی اور بچے اس گھر میں رہیں گے۔"

بچے نے جواب دیا۔

ماں بچے کی بات سن کر ہکا بکا ہو گئی اس کے وہم و گمان میں بھی نہ تھا کہ اس کا بچہ اتنی بڑی بات کر سکتا ہے' اسے خوشی ہوئی کہ اس کا بچہ اب زبان کھولنے اور باتیں کرنے لگا ہے پھر ماں نے دیکھا کہ بچے نے اپنے مستقبل کے لیے جو ڈرائنگ کیا

Marfat.com

تھا اس میں ایک مربع شکل کی لکیر کھینچی ہوئی تھی اس نے بچے سے پوچھا:

''بیٹا یہ تو گھر ہے جو تم نے ڈرائنگ کیا ہے مگر یہ مربع شکل کی لکیریں کیا ہیں؟''

بچے نے بغیر سوچے ہوئے جھٹ سے جواب دیا:

''یہ میری امی جان کا گھر ہے' یہ میں نے آپ کے لیے بنایا ہے۔ آپ جب بوڑھی ہو جائیں گی تو میں اپنے اس گھر میں رہوں گا اور آپ اس مربع شکل والے گھر میں رہیں گی۔''

ماں:

''تم مجھے اپنے گھر سے الگ رکھو گے جہاں میں اکیلی رہوں گی جہاں میرا کوئی غم خوار نہ ہوگا اور میں اکیلے گھٹ گھٹ کر زندگی گزار دوں گی۔''

بچے نے جواب دیا:

''نہیں ماں! میں آپ کو اکیلا نہیں رہنے دوں گا بلکہ جیسے دادا جان کا وہ کمرہ ہے نا اسی طرح آپ کے لیے بھی بناؤں گا اور آپ کے پاس کبھی کبھی پھیرا لگاتا رہوں گا' میری بیوی آپ کے پاس کھانا لے جایا کرے گی۔''

ہر چند بچے کی باتیں غیر شعوری طور پر اس کی زبان سے نکلی تھیں لیکن ماں کو اس کی بات سن کر بڑا جھٹکا لگا۔ عقل مند کے لیے اشارہ ہی کافی ہوتا ہے اس کے لیے اپنے چھوٹے بچے کی باتیں ایک بہت بڑا پیغام (Message) تھا' ایک درسِ عبرت تھا اس نے بچے کی بات پر غور کیا پھر سسر کے ساتھ اپنے رویے کا جائزہ لیا اور اپنے دل میں کہنے لگی:

Marfat.com

''اللہ کا شکر ہے کہ اس نے میرے ننھے منے بچے کی زبان سے ایسی بات سنوا دی جو میرے لیے درسِ عبرت ہے' ہمیں سدھرنے کا موقع مل گیا۔ نہ جانے ہمارے دل میں یہ بات آتی نہ آتی کہ ہماری اولاد بھی ہم سے وہی برتاؤ کرے گی جو ہم اپنے والدین کے ساتھ کریں گے۔''

اس نے فوراً سسر کو سرونٹ کوارٹر سے اپنے گھر میں منتقل کیا اور ایک عمدہ کمرہ اس کے لیے خاص کر دیا پھر سسر کے لیے ہر طرح کی سہولت کا خیال رکھا۔ سسر کمرے میں آیا تو مارے خوشی کے اس کا چہرہ تمتما اُٹھا' وہ اپنے پوتوں اور پوتیوں کو اپنے کمرے میں دیکھ کر نہال ہو گیا۔

شوہر شام کو آفس سے آیا تو اسے دیکھ کر بڑا تعجب ہوا کہ اس کے والد کا بیڈ روم اس کے گھر سے متصل کمرے میں سجایا گیا ہے اور صفائی و ستھرائی کا خاص خیال رکھا گیا ہے۔ اسے یوں لگا جیسے اس کی آنکھیں کوئی خواب دیکھ رہی ہیں پھر اس نے بیوی سے پوچھا:

''کیا ماجرا ہے؟ والد صاحب کا بیڈ روم گھر کے اندر؟ میں کچھ سمجھا نہیں میڈم! آخر یہ نقل مکانی کس طرح ہو گئی؟''

بیوی نے شوہر سے کہنا شروع کیا:

''بات یہ ہے کہ آپ کے والد کے لیے دوپہر کا کھانا لے کر گئی جب انہیں کھانا دے کر واپس آئی تو دیکھا کہ ہمارا ننھا لاڈلا سفید کاغذ پر ڈرائنگ کر رہا تھا اس نے شوخ لکیروں کے ذریعے ایک مکان بنایا' مکان سے دُور ایک چھوٹا سا کمرہ بھی ڈرائنگ کیا۔ میں نے پوچھا کہ یہ ''کیا ہے؟ کہنے لگا یہ میرا مکان ہے اور وہ دُور والا کمرہ آپ کا اور ابو کا ہے۔''

Marfat.com

میں نے کہا کہ:

"کیا تم ہمیں اپنے گھر سے دُور رکھو گے؟"

کہنے لگا:

"جی ہاں! جس طرح میرے دادا جان ہمارے گھر سے دُور ہیں اسی طرح آپ بھی دُور رہیں گے۔"

اپنے لاڈلے کی یہ بات سن کر میرے سینے پر آہنی گھونسا لگا پھر میری آنکھیں کھل گئیں اور میں نے فوراً یہ سارا اہتمام کیا جو آپ ملاحظہ فرما رہے ہیں۔ بیوی کی باتیں سننے کے بعد شوہر مارے خوشی کے جھومنے لگا' اسے اپنے والد کے ساتھ بیوی کے بدلے ہوئے خوش گوار سلوک سے بے حد خوشی ہوئی' وہ اپنے والد کو اپنے قریبی بیڈ روم میں دیکھ کر باغ باغ ہو گیا۔ (والدین مطبوعہ دار السلام بحوالہ: انٹرنیٹ www.gesah.net)

درسِ ہدایت

وہ لوگ خوش قسمت ہوتے ہیں جو اپنے بوڑھے والدین کی بہترین خدمت کرتے ہیں۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ اولاد والدین کو سمجھنے کی کوشش نہیں کرتی' والدین جب بوڑھے ہو جاتے ہیں تو اپنی اولاد سے پہلے سے زیادہ محبت کرنے لگتے ہیں۔ وہ اپنے نواسے نواسیوں اور پوتے پوتیوں کو دیکھنے کی خواہش رکھتے ہیں۔ ہمیں اپنے والدین کے ساتھ وہی سلوک کرنا چاہیے جو مذکورہ واقعہ میں عورت نے اپنے بیٹے کی گفتگو سے نصیحت پکڑتے ہوئے اپنایا تھا۔

ادھار نہیں...... دنیا کے اس بازار میں

صاحبِ کتاب "سعادۃ الدارین فی برالوالدین" نے ایک واقعہ نقل کیا ہے اس میں ہر آدمی کے لیے درسِ عبرت ہے۔ واقعہ کی تفصیل یہ ہے کہ ایک شخص تھا اس کی بیوی اس کے بوڑھے والدین سے بڑی نالاں تھی' اسے گھر کے اندر بوڑھے

Marfat.com

سسر کا وجود ایک آنکھ نہیں بھاتا تھا اس لیے وہ چاہتی تھی کہ کسی طرح اپنے شوہر کو ورغلا کر اس کے بوڑھے والد کو گھر سے باہر نکال دے۔ وہ موقع کی تلاش میں رہتی تھی کہ کوئی بہانہ ملے اور وہ شوہر کو بھڑکا کر اس کے بوڑھے باپ کو گھر سے بھگا دے۔ باپ کے خلاف بیوی کی باتیں سنتے سنتے شوہر کے کان پک چکے تھے۔ ایک روز شوہر گھر آیا تو اس کی بیوی نے انتہائی ڈھٹائی میں کہا:

''تمہارا باپ بہت خراب آدمی ہے' مجھے پریشان کرتا رہتا ہے۔ یہ اس قابل نہیں کہ ہم اس کی خدمت کریں اسے فوراً گھر سے باہر نکال دو اب ہم اس بڈھے کا بوجھ برداشت نہیں کر سکتے۔ شوہر اپنی بیوی کو سمجھانے کی بجائے اس کی بات پر عمل درآمد کرنے کے بارے میں سوچنے لگا اس نے اپنے والد کو گھر سے باہر نکالا اور پہاڑ کی غار میں لے گیا باپ نے پوچھا کہ:

''بیٹا! مجھے اس غار میں کیوں لائے ہو؟''

وہ کہنے لگا:

''آج کے بعد یہی غار آپ کا مسکن ہے۔''

آپ کے گھر رہنے کے سبب سے میری بیوی بڑی تکلیف میں ہے۔ اس لیے میں نے سوچا کہ آپ کو پہاڑ کے غار میں لا کر رکھ دوں تا کہ گھر کا ماحول خراب نہ ہونے پائے۔ بیٹا بھلا میں اس غار میں بغیر چادر اور کمبل کے کیسے رہوں گا۔ تم دیکھ ہی رہے ہو کہ کتنی سردی ہے اگر مجھے اس غار میں ہی رکھنا چاہتے ہو تو کم سے کم ایک چادر ہی مہیا کر دو۔ باپ نے لجاجت سے بیٹے سے کہا:

''اس نافرمان کا ایک چھوٹا سا بچہ بھی ساتھ تھا' بمشکل اس کی عمر کوئی آٹھ دس سال کی ہوگی۔''

Marfat.com

نافرمان نے اپنے بچے سے کہا:

"بیٹا! گھر جاؤ اور جلدی سے اپنے دادا کی چادر لے آؤ" وہ بچہ بڑا ذہین تھا' دوڑتا ہوا گھر گیا اور اپنے دادا کی چادر کو کاٹ کر اس کا آدھا حصہ لے آیا اس کے باپ نے یہ آدھی چادر دیکھ کر کہا:

"یہ تم نے کیا کیا؟"

اس نے کہا کہ:

"اس کا دوسرا حصہ کہاں ہے؟"

بچے نے کہا کہ:

"میں آدھا حصہ گھر کے اندر ہی چھوڑ آیا ہے' وہ آپ کے لیے ہے جب آپ بوڑھے ہو جائیں گے تو میں آپ کو اسی غار میں لے آؤں گا اور وہ آدھی چادر آپ کو دے دوں گا۔"

یہی سوچ کر میں نے چادر کا آدھا حصہ آپ کے لیے چھپا دیا ہے۔

(والدین' ص ۲۷۲' مطبوعہ: دارالسلام لاہور' بحوالہ: سعادۃ الدارین فی برالوالدین' ص ۸۵)

باپ روٹھتا ہے تو روٹھے..... مگر شیشے کی پلیٹ نہ ٹوٹے

یہ اس آدمی کا قصہ ہے جس کے پاس مال و دولت اور اولاد کی کوئی کمی نہ تھی' وہ ہر طرح سے خوش حال تھا اس کی زندگی میں ہی اس کی ساری اولاد کی شادیاں ہو گئی تھیں۔ بیٹیاں شادی کے بعد سسرال جا کر بس گئیں اور بیٹے شادی کے بعد بیویوں کو لے کر الگ الگ مکانوں میں رہنے لگے اب گھر میں صرف بوڑھے ماں باپ رہ گئے تھے۔ ان کی خدمت کے لیے ایک ڈرائیور اور ایک نوکرانی گھر میں موجود تھی۔

بچوں کا معمول تھا کہ چھٹی کا دن زیادہ تر وقت اپنے والدین کے ساتھ ہی گزارتے اس طرح بوڑھے والدین کو کوئی خاص تنہائی محسوس نہ ہوتی تھی۔ انہیں

Marfat.com

نواسے، نواسیوں کو گاہے بگاہے دیکھنے ان کے ساتھ خوش کلامی کا موقع مل جاتا تھا۔
لیکن چند برس بعد ماں کا انتقال ہو گیا اور گھر میں باپ اکیلا رہ گیا۔ چنانچہ اس نے اپنے بڑے بیٹے کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ میں تنہا گھر میں نہیں رہنا چاہتا اس لیے اب میں تمہارے ساتھ رہوں گا۔

بیٹے نے باپ کی خواہش بخوشی قبول کر لی اور بوڑھے والد کو لے کر گھر کو روانہ ہو گیا، گھر میں اس نے ایک کمرے کی اچھی طرح صفائی کروائی اور اسے اپنے والد کے لیے وقف کر دیا۔ باپ کی خدمت میں اس نے کوئی کسر نہ اٹھا رکھی تھی جب بھی ڈیوٹی سے آتا تو باپ کی خدمت میں ضرور حاضر ہوتا تھا اور خیریت دریافت کرتا مگر یہ سلسلہ زیادہ دن تک نہ چل سکا اس کی بیوی سسر کے ساتھ اچھا برتاؤ نہیں کرتی تھی اس کا شوہر شام کو آفس سے تھکا ہارا گھر آتا تو وہ اس بوڑھے باپ کے خلاف شکایات کا ڈھیر لے کر بیٹھ جاتی۔ ایک دن اس نے شوہر کے سامنے بلا جھجک کہہ دیا:

''اب اس گھر میں، میں رہوں گی یا تمہارا باپ''

یہ سنتے ہی شوہر کے کان کھڑے ہو گئے، اسے اپنی بیوی سے بہت محبت تھی اس نے بیوی کو کافی سمجھایا بجھایا، بہت بحث کے بعد آخر کار دونوں میاں بیوی میں اس بات پر اتفاق ہو گیا کہ بوڑھے باپ کو گراؤنڈ فلور سے نکال کر چھت سے ملحق کمرے میں منتقل کر دیا جائے تاکہ کسی کو شکایت کا موقع نہ مل سکے۔

چنانچہ بیٹے نے باپ سے کہا:

''میں نے کافی سوچ و بچار کے بعد یہ فیصلہ کیا ہے کہ آپ کو چھت سے ملحق کمرے میں منتقل کر دیا جائے، چھت پر صاف ستھری ہوا بھی آئے گی، سورج کی روشنی سے بلاواسطہ فائدہ بھی اٹھایا جا سکتا ہے اور چھت کی فضا سے آپ لطف اندوز بھی ہوں گے۔''

Marfat.com

"ہاں، ہاں بیٹا! بھلا تمہاری باتوں سے اختلاف کیوں ہو سکتا ہے۔ تم نے میرے بارے میں جو فیصلہ کیا ہے، وہ میرے حق میں صحیح ہے اس طرح میری صحت بھی اچھی رہے گی۔"

باپ نے بیٹے کے جواب میں کہا۔

وہ گھر کے نچلے حصے میں رہتا تھا تو گاہے بگاہے اس کے ننھے منے پوتے اور پوتیاں من بہلا دیا کرتے تھے، وہ ان کے ساتھ گھل مل کر کچھ باتیں کر لیا کرتے تھے مگر چھت پر آنے کے بعد اسے وہی تنہائی ڈسنے لگی جو بیوی کے انتقال کے بعد اسے اپنے گھر میں ڈسنے لگی تھی۔ بے چارہ باپ اس تنہائی اور بہو بیٹے کی جانب سے بے پروائی کو صبر و تحمل سے جھیلتا رہا۔ غم کی شدت اسے کھائے جا رہی تھی مگر وہ اس کا اظہار نہیں کرتا تھا، وہ اچھی طرح سمجھ گیا تھا کہ اس کے ساتھ بیٹا اور بہو کوئی اچھا برتاؤ نہیں کر رہے۔

اسے یہ دیکھ کر اندر ہی اندر بڑا دکھ ہوتا تھا کہ گھر میں اچھی اچھی اور قیمتی پلیٹیں موجود ہیں اس کے باوجود اس کا کھانا پلاسٹک کی پلیٹ میں آتا تھا، وہ بھی صاف ستھری نہیں ہوتی تھی۔ بہو نوکرانی سے کہا کرتی تھی:

"کھانا اسی پلاسٹک کی پلیٹ میں دیا کرو، شیشے کی پلیٹ میں کھانا دو گی تو وہ توڑ دیں گے یا گندا کر دیں گے۔"

بوڑھا باپ اب عمر کے آخری حصے میں قدم رکھ چکا تھا اس کی زندگی اور قبر کے مابین تھوڑا سا فاصلہ رہ گیا تھا ادھر گھر میں کوئی بھی اس کا دھیان رکھنے والا نہیں تھا اس کا کمرہ گندا اس پر مستزاد تنہائی کا زہر اب وہ جی نہیں رہا تھا جینے کی نقل کر رہا تھا، آخر کار وہ وقت آ ہی گیا جس سے کسی کو مفر نہیں، بوڑھا باپ فوت ہو گیا۔

بوڑھے باپ کو اس دنیا سے گزرے کوئی چار پانچ ہفتے گزرے تھے کہ نافرمان

Marfat.com

بیٹا اپنے بچوں اور نوکروں کے ساتھ باپ کے کمرے میں داخل ہوا اور کمرے کی صاف ستھرائی میں لگ گیا۔ وہ کمرہ گھر کے ڈرائیور کے لیے تیار کر رہا تھا' کمرے کی صفائی کے دوران اس نافرمان بیٹے کے ایک بچے کی نظر پلاسٹک کی اس پلیٹ پر پڑ گئی جو اس کے بوڑھے دادا کے لیے خاص کر دی گئی تھی۔ بچے نے لپک کر پلیٹ اپنے ہاتھ میں اُٹھا لی۔ باپ نے فوراً کہا:

''اس پرانی اور گندی پلیٹ کا کیا کرو گے؟ اسے پھینک دو' یہ رکھنے کے قابل نہیں ہے۔''

لیکن چھوٹے بچے نے باپ کی بات پر کوئی دھیان نہ دیا اور کہنے لگا:

''نہیں! نہیں! مجھے اس کی ضرورت ہے۔ میں اس کی حفاظت کروں گا۔ میں اسے پھینک نہیں سکتا۔ باپ نے اپنے بچے کی باتیں سن کر کہا:

''بھلا اس گندی پلیٹ کا کیا کرو گے؟''

بچے نے جواباً کہا:

''میں اس پلاسٹک کی پلیٹ کی حفاظت کرنا چاہتا ہوں تاکہ کل جب آپ بوڑھے ہو جائیں تو میں آپ کو اسی میں کھانا دے سکوں۔''

ننھے منے بچے کی بات سن کر نافرمان بیٹے کے کان کھڑے ہو گئے اب اسے احساس ہو چکا تھا کہ بوڑھے باپ کے ساتھ اس کا سلوک اچھا نہیں تھا' وہ اپنے محسن باپ کا نافرمان تھا۔ بچے کی بات سے وہ بڑا شرمندہ ہوا پھر اس کی آنکھیں چھلک اُٹھیں' کمرے کی صفائی کا کام چھوڑ کر وہ اپنے باپ کے بستر پر لیٹ گیا اور آنسو بہاتے بہاتے باپ کے کمرے کا فرش چومنے لگا لیکن:

''اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت''

(حوالہ: انٹرنیٹ سے www.gesah.net)

Marfat.com

یہ تو وہی جگہ ہے...... آیا تھا میں جہاں پہ

یہ بات حقیقت ہے کہ جو جیسا کرتا ہے ویسا ہی پھل اسے نصیب ہوتا ہے۔ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے آدمی کو فرماں بردار اور اطاعت گزار بیٹا نصیب ہوتا ہے۔ نافرمان اور بے وفا بیٹے کی اولاد بھی اسی کی طرح ہوا کرتی ہے۔ علمائے کرام نے لکھا ہے کہ والدین کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آنے والا بیٹا اپنے کرتوت کا کڑوا پھل اسی دنیا میں کھانے پر مجبور ہوتا ہے ایسا کیوں نہ ہو جبکہ اللہ کے رسول ﷺ کے ارشاد کے مطابق اللہ تعالیٰ کی خوشنودی ماں باپ کی رضا و خوشنودی میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضی ماں باپ کی ناراضی میں ہے۔ آیئے پڑھیے ایک قابلِ عبرت قصہ:

''ایک نوجوان کا بوڑھا والد تھا' نوجوان اپنے بوڑھے والد کی فرمائشوں سے تنگ آ چکا تھا' اسے والدین کی خدمت کرنے میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔ ایک دن صحرا میں ایک ٹیلے پر پہنچ کر اس نے چاروں طرف نگاہ دوڑائی۔ بوڑھا بیٹے کی یہ حرکت غور سے دیکھ رہا تھا اس نے دریافت کیا کہ:

''بیٹا! آخر تمہارا ارادہ کیا ہے؟''

بیٹے نے جواب دیا:

''میں تمہیں ذبح کرنے کے لیے یہاں لایا ہوں۔''

باپ کہنے لگا:

''اگر تم مجھے ذبح ہی کرنا چاہتے ہو تو اس چٹان کے پاس بلکہ سامنے والی چٹان کے پاس ذبح کرو کیونکہ تم سے پہلے میں بھی اپنے والد کا نافرمان تھا اور میں نے اپنے والد کو اسی سامنے والی چٹان کے پاس ذبح کیا تھا'

Marfat.com

آنے والے دنوں میں تمہارا بیٹا بھی تم سے یہی سلوک کرے گا۔“

(والدین، ص ۳۸۰، مطبوعہ: دارالسلام)

لمحۂ فکریہ

اے انسان! والدین نے تیری پرورش کی، تیرا سایہ بن کر زندگی گزارتے رہے جب یہی والدین بوڑھے ہو جاتے ہیں تو تجھ سے بات کرنے کے لیے ترستے ہیں اور تو کہتا ہے کہ میرے پاس وقت نہیں۔ افسوس! کہ تیرا باپ جس نے بچپن میں تجھے انگلی پکڑ کر چلنا سکھایا۔ تیری خوشی پر اپنی خوشی قربان کر دی۔ آج ان کی خوشی کے لیے تیرے پاس وقت تک نہیں۔ انہوں نے اپنی جوانی تیری پرورش (Nourishment) میں گزار دی اور آج تیری جوانی کا نشہ بوڑھے ماں باپ کو دیکھنا پسند نہیں کرتا۔ یہ لمحۂ فکریہ ہے۔ ذرا سوچیے......!

Marfat.com

(ب) پتھر دل انسان

انسان اشرف الخلوقات ہے اس کی بزرگی وعظمت مسلمہ ہے مگر یہ تب ہے جب انسان' انسان بن کر رہے' یہ حیوانوں سے بدتر اور پتھروں سے سخت تر نہ ہو جائے۔ یہ حقیقت ہے کہ انسان جب سنورتا ہے تو فرشتوں کے لیے بھی قابلِ فخر بن جاتا ہے مگر جب بگڑتا ہے تو بے سمجھی' فساداتِ قلبی اور سنگ دِلی میں پتھروں کو بھی مات کر دیتا ہے۔

پتھر بھی خوفِ خدا سے لرز جاتے ہیں لیکن یہ انسان خوفِ خدا' آخرت کی سزا اور ناراضگی مصطفیٰ سے بے پرواہ ہو کر اپنی دنیا و آخرت برباد کرنے سے بھی گریز نہیں کرتا جو انسان اپنے والدین کو رُلائے...... تڑپائے...... مارے...... گالیاں دئے...... اور قتل کر دے...... والدین کے آنسو پونچھنے کے لیے بھی اس کے پاس ٹائم نہ ہو...... والدین کو کھانا پانی دینا وہ بوجھ سمجھے۔ کیا وہ انسان کہلانے کا حق دار ہے؟

آئیے پڑھیے چند ایسے واقعات جنہیں پڑھ کر دل خون کے آنسو بہانے کے لیے تیار ہو جاتا ہے۔

☆☆☆☆

گاڑی کی چابیاں...... اور...... باپ کا جنازہ

بچپن ہی میں اس کی والدہ کا انتقال ہو چکا تھا اس کی پرورش و پرداخت کی ذمہ

Marfat.com

داری اس کے والد پر آن پڑی تھی۔ وہ اپنے والد کے ساتھ اکیلا گھر میں رہا کرتا تھا اس کا والد شہر کا ایک نامی گرامی بزنس مین تھا۔ کاروبار میں اس نے بے تحاشہ کامیابی حاصل کی۔ کاروباری مصروفیات کے باوجود وہ اپنے بیٹے کی ضروریات کا بہت خیال رکھتا تھا' اسے اپنے بیٹے سے بہت محبت تھی۔ بیوی کے انتقال کے بعد اس کے خوابوں کی تعبیر یہی اکلوتا بیٹا تھا۔ بے شک باپ اس سے ٹوٹ کر محبت کرتا تھا مگر روپے پیسے کے معاملے میں وہ بڑا محتاط تھا حتیٰ کہ اپنے اکلوتے بیٹے پر بھی اس کی مٹھی ایک حد تک ہی کھل پاتی تھی۔ ضرورت کے بغیر وہ بیٹے کو ایک پیسہ بھی نہیں دیتا تھا۔

اب اس کا یہ اکلوتا بیٹا جوان ہو چکا تھا اور گاڑی بھی چلانے لگا تھا اس نے باپ سے فرمائش کی کہ مجھے فلاں گاڑی چاہیے۔ یہ گاڑی بہت قیمتی تھی اس پر مال دار باپ کے بیٹے ہی سواری کر سکتے تھے۔ باپ نے بیٹے کی فرمائش سن کر کہا:

''بیٹا! یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے' تم محنت سے پڑھو اور امتحان میں اچھے نمبر حاصل کرو اگر تم نے امتحان میں امتیازی نمبر حاصل کیے تو میں تمہیں ایک ایسا قیمتی تحفہ دوں گا کہ وہ تمہاری پسندیدہ گاڑی سے بھی کہیں زیادہ قیمتی ہوگا۔''

آج بیٹا امتیازی نمبروں سے امتحان میں کامیابی حاصل کر چکا تھا' وہ بڑا خوش تھا' اسے یقین تھا کہ جب وہ اپنے باپ کو اپنی ترقی کی خوش خبری سنائے گا تو اس کا باپ اپنا وعدہ ضرور پورا کرے گا۔ چنانچہ وہ خوشی خوشی گھر پہنچا اور سب سے پہلا کام یہ کیا کہ والد کو اپنی اعلیٰ کامیابی کا مژدہ سنایا۔ باپ نے بیٹے کا سرٹیفکیٹ دیکھا تو بہت خوش ہوا۔ وہ خوشی سے پھولے نہیں سما رہا تھا۔ وہ اپنے آفس میں داخل ہوا تجوری میں سے ایک ڈبہ نکالا اس نے بیٹے کو یہ ڈبا دیا اور کہا:

Marfat.com

"بیٹا! یہ تمہارا تحفہ"

بیٹے نے تحفہ لے لیا اس کے چہرے پر خوشیاں رقص کرنے لگیں جب اس نے ڈبہ کھولا تو اس کے اندر قرآنِ کریم کا نسخہ دیکھ کر اسے غصہ آ گیا اس نے ڈبہ اُٹھا کر باپ کے سامنے میز پر پھینک دیا اور کہنے لگا:

"ابو جان! کیا آپ نے مجھے گاڑی دینے کا وعدہ نہیں کیا تھا؟ میں نے کتنی محنت سے امتحان میں اچھے نمبر حاصل کیے لیکن آج وعدہ پورا کرنے کی بجائے آپ مجھے یہ قرآن دے کر بہلا رہے ہیں۔"

یہ کہتے ہوئے وہ گھر سے نکل گیا اس نے باپ کا جواب سننے کی زحمت بھی نہیں کی۔

باپ چُپ چاپ کھڑا تھا اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ وہ اپنے بیٹے کو کیا جواب دے اب جب کہ بیٹا گھر سے نکل چکا تھا تو اسے اتنا بھی ہوش نہیں تھا کہ بیٹے کو آواز دے کر بلا لے۔ وہ بستر پر لیٹ گیا' کچھ سوچنے لگا ادھر اس کا یہ نوجوان بیٹا گھر سے نکل کر کسی دوسرے شہر چلا گیا اور وہیں رہنے لگا نہ کبھی گھر کی فکر ہوئی' نہ کبھی باپ سے ملنے کی تمنا۔ وہ اسی غلط فہمی میں رہا کہ میرے باپ نے وعدہ خلافی کی ہے اور وہ مجھے بالکل نہیں چاہتا۔

قصہ مختصر بیٹا بیس سال تک گھر سے باہر ہی رہا اس نے اپنے والد کے پاس جانا مناسب نہیں سمجھا اس کے خیال میں اس کے والد نے فرمائش پوری کرنے کا وعدہ پورا نہ کر کے اس کے ساتھ ایک ایسا جرم کیا تھا جس کی تلافی محال تھی۔ وہ غصے کے عالم میں بیس سال تک گھر سے اور باپ سے دُور رہا بیس سال بعد جب اسے گھر جانے کی خواہش ہوئی تو اپنے شہر روانہ ہوا۔ شہر پہنچا تو سارا منظر بدل چکا تھا' اپنے گھر پہنچا تو والد کا انتقال ہو چکا تھا اب اس گھر اور اپنے والد کی ساری جائے داد

Marfat.com

کا وہ اکیلا وارث تھا۔

گھر کے اندر مختلف اوراق بکھرے پڑے تھے' گھر کی صفائی کے دوران اس کی نگاہ اچانک اس ڈبے پر پڑی جس میں قرآنِ کریم رکھا ہوا تھا اس نے ڈبے کو اُٹھایا اور حسرت بھری نگاہوں سے اسے دیکھا پھر اس نے ڈبہ کھولا' ڈبے میں قرآنِ کریم کے علاوہ ایک چابی بھی تھی' یہ اس گاڑی کی چابی تھی جس کی اس نے اپنے باپ سے فرمائش کی تھی اب کیا تھا اس کی چیخیں نکل گئیں اور وہ زار و قطار رونے لگا۔ اسے ایسا صدمہ لاحق ہو گیا کہ اس کی زبان ہی گنگ ہو گئی پھر وہ ایک کلمہ بھی زبان سے نہیں نکال سکا لیکن اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت!!

(والدین' ص ۲۶۳' مطبوعہ: دار السلام)

قارئینِ کرام!

دیکھا آپ نے باپ کی بیٹے سے محبت اور بیٹے کی باپ کے بارے میں غلط فہمی؟ دراصل آج بھی بہت سارے بیٹے اپنے باپ کے دل کی باتیں نہیں سمجھ پائے۔ اُلٹا باپ پر لعن طعن کرنے لگتے ہیں حالانکہ باپ کی محبت کا کیا پوچھنا۔ وہ ہر صورت اپنے بیٹے کی بھلائی ہی چاہتا ہے۔ میرے بھائیو! اس بات کو ذہن میں ہمیشہ تازہ رکھو کہ تمہاری ترقی سے اگر اس روئے زمین پر کسی کو حقیقی خوشی ہوتی ہے تو وہ صرف تمہارے والدین اور اساتذہ کرام ہیں۔ ان کی خوشیوں پر ہمیشہ اپنی خوشیوں اور خواہشات کو قربان کر دو۔ اللہ کریم دنیا و آخرت کی راحتیں نصیب فرمائے گا۔

آؤ سب سے بڑا گناہ ڈھونڈیں

اس واقعہ کے راوی سیّدنا کعب احبار رضی اللہ عنہ ہیں جو کہ اسلام لانے سے پہلے بھی انتہائی معتبر سمجھے جاتے تھے اور معاشرے (Society) میں ان کے بارے میں

Marfat.com

اچھے تاثرات پائے جاتے تھے۔ یہودیوں کا ہر فرد ان کا احترام کرتا تھا۔ علمی حلقوں میں ان کا نام عزت واحترام سے لیا جاتا تھا۔ کعب احبار رضی اللہ عنہ کا بیان کردہ واقعہ ملاحظہ فرمائیں۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ:

''بنی اسرائیل کے تین شخصوں کا اجتماع ہوا' انہوں نے آپس میں کہا:

''آیئے! ہم میں سے ہر شخص اپنے سب سے بڑے گناہ کا (جس کا اس نے ارتکاب کیا) ذکر کرے' ان میں سے ایک نے کہا:

''مجھے اپنا تو اور کوئی بڑا گناہ یاد نہیں جس کا مجھ سے ارتکاب ہوا مگر ایک گناہ جو میری نظر میں بڑا ہے۔ وہ یہ ہے کہ ایک دفعہ میں اپنے ساتھی کے ساتھ سفر کر رہا تھا' ہمارے درمیان ایک درختوں کا جزیرہ آ گیا' میں نے درخت کی اوٹ سے نکل کر اس کو دوڑایا' وہ سخت گھبرایا اور خوف زدہ ہو کر اس نے کہا:

''اللہ تعالیٰ میرے اور تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا۔''

دوسرے شخص نے بیان کیا:

''ہمارے بنی اسرائیل معاشرہ میں اگر کسی شخص کے جسم پر پیشاب لگ جاتا تو حکم تھا کہ پیشاب لگنے والی جگہ کو کاٹ دیا جائے۔ ایک دفعہ میرے جسم پر پیشاب لگ گیا اور میں نے پیشاب والی جگہ کو کاٹ ڈالا مگر اس کاٹنے میں میں نے زیادہ مبالغہ نہ کیا۔ یہی میرا سب سے بڑا گناہ ہے جو مجھے یاد ہے۔''

تیسرے اسرائیلی نے بیان کیا کہ:

''ایک دفعہ میری والدہ نے مجھے بلا لیا اس وقت چونکہ سخت آندھی چل رہی تھی' میں نے اس کی بات کا جواب دیا مگر تیز ہوا چلنے کی وجہ سے وہ

Marfat.com

میرا جواب سن نہیں سکیں۔ غضب ناک ہو کر میری طرف آئیں اور مجھے پتھر مارنے شروع کر دیئے۔ میں نے ایک ڈنڈا لیا اور ان کی طرف بڑھا۔ میرا ارادہ یہ تھا کہ میں والدہ کے سامنے بیٹھ جاؤں گا اور ڈنڈا ان کے ہاتھ میں دے کر کہوں گا' لو مجھے مار پیٹ کر غصہ ٹھنڈا کر لو اور راضی ہو جاؤ' مگر وہ میرے ہاتھ میں ڈنڈا دیکھ کر گھبرا کر دوڑیں اور ایک درخت میں لگ کر ان کے سر پر سخت چوٹ آئی' یہ سب سے بڑا گناہ ہے جو میں نے کیا تھا۔

(علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ' ص ۹۰' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

دعوتِ فکر

ویسے تو بڑے بڑے گناہ کافی زیادہ ہیں جن کے کرنے سے ضمیر ملامت کرتا ہے اور عذابِ الٰہی کا خوف ہوتا ہے مگر سوچیئے! ایسا کونسا گناہ ہے جس کے کرنے سے ضمیر ملامت کرتا ہے' دنیا میں بھی ذلت و رسوائی مقدر بنتی ہے اور بندے کی آخرت بھی تباہ ہو جاتی ہے۔ وہ گناہ والدین کو اذیت پہنچانا ہے اگر والدین کو تنگ کیا جائے' ان کو اذیت پہنچائی جائے' ان کی دل آزاری کی جائے تو اس سے بڑا کوئی گناہ نہیں جس کی وجہ سے انسان کی دنیا و آخرت دونوں تباہ ہو جاتے ہیں۔

......اور ماں بچھڑ گئی

"کوئی بات نہیں ہمارے بیٹے نے ابھی جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا ہے' کچھ اور وقت گزرے گا تو سدھر جائے گا' شادی ہو جائے گی تو خود بخود اچھے اخلاق کا مالک اور ماں باپ کا مطیع و فرماں بردار بن جائے گا۔"

یہ وہ جملہ ہے جو میں اپنے بوڑھے والدین سے اکثر سنا کرتا تھا جب بھی میری طرف سے انہیں کوئی اذیت پہنچتی اور وہ مجھ پر ناراض ہوتے تو ان کی زبان پر صرف

Marfat.com

یہی جملہ ہوتا تھا کہ وقت گزرے گا تو یہ خود بخود ٹھیک ہو جائے گا۔

میں اب جوان ہو چکا تھا' سوجھ بوجھ والا جوان! مگر میں نے اپنے والدین کے کہنے پر کبھی عمل نہیں کیا' ان کی نصیحت آمیز کلمات مجھے گراں گزرتے تھے۔ میں ان کی باتوں پر کبھی کان نہیں دھرتا تھا۔ دل میں جو آتا' کر گزرتا تھا لیکن میرے والدین نے میری نافرمانی پر مجھے کبھی روکا نہ ٹوکا' انہیں میرے بارے میں یہی حسنِ ظن تھا کہ جب میری شادی ہو جائے گی تو میں سدھر جاؤں گا اور ان کی اطاعت کروں گا۔

ایک دن آیا کہ میری شادی ہوگئی اور میرے حالات بھی بدل گئے۔ میں پہلے کی نسبت اب بہت بدل چکا تھا مگر اطاعت و فرماں برداری کے حوالے سے نہیں بلکہ بالکل برعکس! میں ہر طرح سے اپنے والدین کے لیے نافرمان اور نالائق بن چکا تھا۔

والدین سے میری نفرت اور ان کے ساتھ ناروا سلوک کرنے میں میری شریکِ حیات کا بڑا عمل دخل تھا۔ بجائے اس کے کہ وہ مجھے حقوق والدین کا درس دیتی' مجھے والدین کی خدمت کرنے کی نصیحت کرتی' اُلٹا وہ مجھے ماں باپ سے نفرت دِلایا کرتی تھی' وہ میرے والدین کو حقارت سے دیکھا کرتی تھی' میری بیوی خوب صورت تو تھی مگر خوب سیرت نہیں تھی۔ غرور اور تکبر اس کی رگ رگ میں رچا بسا تھا۔ وہ بسا اوقات ہماری عربی زبان کا بھی مذاق اُڑایا کرتی تھی دراصل اس نے انگریزی ماحول میں تربیت پائی تھی' وہ انگلش میں بات کرنے اور لوگوں کے سامنے انگلش بگھارنے میں لذت محسوس کرتی تھی۔ انگریزی سٹائل اسے جنون کی حد تک پسند تھا۔

میں اپنے ماں باپ کے بارے میں اس کے حقارت آمیز جملے بارہا سنتا تھا اور

Marfat.com

نظر انداز کر دیتا تھا اب جب کہ وہ میری زندگی سے دُور جا چکی ہے۔ مجھے احساس ہوتا ہے کہ اس نے میرے والدین کو کس کس انداز میں تکلیف دی تھی اور ان کے جذبات کو کیسے کیسے نازیبا الفاظ سے ٹھیس پہنچائی تھی جب کبھی اس کی سہیلیاں اس سے ملنے کے لیے گھر آتیں تو وہ ان کے پاس بیٹھ کر اشاروں کنایوں میں میرے والدین کا مذاق اُڑاتی اور ان کی طرف حقارت آمیز نگاہوں سے اشارے کرتی تھی لیکن میرے والدین کی اعلیٰ ظرفی اور بڑا پن دیکھیں کہ وہ بہو کے اشارے سمجھنے کے باوجود کبھی اس کا جواب نہیں دیتے تھے۔

میں اعتراف کرتا ہوں کہ میں نے خود ہی اپنی بیوی کو سر پر چڑھا رکھا تھا۔ میں نہیں چاہتا تھا کہ میری وجہ سے میری بیوی کے دل کو کسی قسم کا کوئی دُکھ پہنچے۔

ایک رات ہم دونوں میاں بیوی اپنے ننھے بچے کے ساتھ ٹہلنے نکلے اس روز میری والدہ کی طبیعت ناساز تھی جب ہم میاں بیوی گھر سے نکلنے لگے تو میرے والد نے والدہ کے بارے میں کوئی بات بتانا مناسب نہیں سمجھا' انہیں معلوم تھا کہ میں ان کی باتیں سننے کو تیار نہیں ہوں گا۔

رات گئے ہم میاں بیوی واپس گھر پہنچے۔ میں نے دیکھا کہ والد صاحب گھر میں تنہا ہیں۔ ان کے ساتھ امی جان نہیں ہیں' میرے والد کا چہرہ اداس تھا' دُور ہی سے دیکھ کر لگتا تھا کہ وہ بہت غمگین ہیں۔ میں نے بادل نخواستہ ان سے پوچھا:

''کیا بات ہے کہ آج آپ گھر میں اکیلے ہیں؟''

والد صاحب کہنے لگے:

''بات یہ ہے کہ جب تم میاں بیوی گھر سے باہر جا رہے تھے اس وقت تمہاری ماں کی طبیعت خراب تھی اس کے پیٹ میں درد ہو رہا تھا۔ درد کی شدت سے وہ بہت بے چین تھی اس کی پریشانی اور درد جب حد سے

Marfat.com

زیادہ بڑھ گیا تو میں نے پڑوسی کے دروازے پر دستک دی تاکہ کسی طرح تمہاری ماں کو ہسپتال پہنچایا جا سکے۔ پڑوسی کے تعاون سے میں نے اسے ہسپتال میں داخل کرا دیا ہے۔ ڈاکٹروں نے مجھے بتایا کہ مریضہ کی حالت ابھی خطرے میں ہے اس لیے اسے خاص نگہداشت کے کمرے میں رکھا گیا ہے۔"

میں اپنے والد کی یہ باتیں سن ہی رہا تھا کہ میری بیوی نے پیچھے سے میرا دامن پکڑ کر کھینچا اور میں اپنے والد کی بقیہ باتیں سنے بغیر اس کے ساتھ اپنے کمرے میں داخل ہو گیا۔ بیوی نے فوراً دروازہ بند کر دیا جب کہ میرے والد گھر کے باہر برآمدے میں کھڑے تھے۔ میری بیوی کہنے لگی:

"چلو! ابھی آرام کرتے ہیں، صبح ہو گی تو ہسپتال چلے جائیں گے۔"

صبح ہوئی تو ماں کے انتقال کی اطلاع ملی۔ مجھے اس قدر صدمہ ہوا کہ اس سے پہلے کبھی نہیں ہوا تھا، میرا ضمیر مجھے ملامت کر رہا تھا۔

اب میرا احساس جاگ چکا تھا، میں نے بہت غور و فکر کیا کہ آخر کیا وجہ ہے کہ میں نے اپنے والدین کی خدمت میں کوتاہی کی ہے اور آج بھی کوتاہی کر رہا ہوں؟ کیا وجہ ہے کہ میری ماں ناراضی کے عالم میں ہی مجھ سے ہمیشہ کے لیے بچھڑ گئی اب میں کیونکر اپنی والدہ کی خدمت کر سکتا ہوں جب کہ وہ اس دنیا میں موجود ہی نہیں؟ والد یا والدہ سے میری دُوری کا سبب کیا ہے؟ غور و فکر کے بعد مجھے معلوم ہو گیا کہ دراصل والدین کی خدمت میں میری کوتاہی اور نافرمانی کا سبب صرف میری بیوی ہے۔

میں نے سوچا ایسی بیوی کا کیا فائدہ جو مجھے میرے والدین سے دُور کر دے اور مجھے اللہ کی لعنت کا مستحق بنا دے؟ چنانچہ میں فوراً طلاق نامہ تیار کرایا اور بیوی کو

Marfat.com

طلاق دے دی۔

الحمدللہ! آج میں اپنے اکلوتے بیٹے کے ساتھ اپنے والد کے سائے میں رہ رہا ہوں' میں اپنے والد کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ میں نے ماضی میں اپنے والدین کی خدمت میں جو کوتاہی کی تھی' اس کی تلافی کرنے کی کوشش بھی کر رہا ہوں۔ میں ہر وقت اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ:

''اے اللہ! میری والدہ پر رحمتوں کی بارش برسا اور مجھ سے اپنی والدہ کے سلسلے میں جو کوتاہی ہو چکی ہے' اسے معاف فرما۔''

(والدین ص ۱۷۲' بحوالہ: انٹرنیٹ سے www.gesah.net)

جب ماں کی آنکھیں بھیگ گئیں

وقت کے ساتھ ساتھ اس کی عمر بھی بڑھ رہی تھی' وہ اپنی ماں کا اکلوتا بیٹا تھا اس کی آنکھوں کا تارا' اللہ کے بعد اس کی امیدوں کا مرکز صرف وہی بیٹا تھا اس کی پرورش کے لیے نجانے اس نے کون کون سے مشکل ترین کام اپنے ذمہ لے رکھے تھے۔ وہ محنت مشقت کر کے روزی کماتی تھی' وہ بیٹے کی خاطر لڑکیوں کے ایک تعلیمی ادارے میں بطورِ چپڑاسی کام کرنے لگی۔

اب اس کا بیٹا ہائی سکول میں پہنچ چکا تھا' امتحان سر پر تھا۔ ماں' بیٹے سے کہیں زیادہ اس کی کامیابی کی دعائیں مانگ رہی تھی اور پھر ماں کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا جب اس نے سنا کہ بیٹا کالج میں داخل ہو چکا ہے۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ بیٹا تعلیمی میدان میں آگے بڑھتا رہا۔ کالج میں تعلیم مکمل کرنے کے بعد اس نے یونیورسٹی کی ڈگری حاصل کی پھر ڈگری کے کاغذات لا کر ماں کے ہاتھ میں رکھ دیے۔ ماں کی مسرت کا کیا کہنا' وہ تو برسوں سے محنت مزدوری کر کے بیٹے کو پڑھا لکھا رہی تھی۔ آج وہ بیٹا یونیورسٹی کی اعلیٰ ڈگری

Marfat.com

حاصل کر چکا تھا۔ واقعی ماں کے لیے یہ ایک عظیم خوش خبری تھی۔ ایک دن اس نے خوشی سے بھیگے ہوئے لہجے میں کہا:

''بیٹا! میں نے تمہارے تعلیمی زمانے ہی میں تمہاری ماموں زاد سے شادی کا وعدہ کرلیا تھا اس بات سے تم بھی بخوبی واقف ہو۔ وہ لڑکی بھی کئی برسوں سے تمہارا انتظار کر رہی ہے۔ وہ تمہاری اعلیٰ تعلیم اور کامیابی کے لیے برابر دعائیں مانگتی تھی اب ایک طویل انتظار کے بعد وقت آ گیا ہے کہ میں تمہاری شادی تمہاری ماموں زاد سے کردوں۔''

''اررر...... ے! یہ تم کیا کہہ رہی ہو ماں؟''

بیٹے نے ماں کو گھورتے ہوئے کہا۔ اس کا انداز ہی بدلا ہوا تھا۔ وہ بڑے سخت لہجے میں کہہ رہا تھا۔

''میں ایسی لڑکی سے شادی ہرگز نہیں کرسکتا جو اَن پڑھ جاہل اور گنوار ہو۔ میں ماموں زاد سے قطعاً شادی نہیں کرسکتا۔''

اس بات کی خبر جب اس لڑکی کو ملی جو برسوں سے شادی کے انتظار میں بیٹھی تھی تو شدتِ غم سے اس کی حالت ناگفتہ بہ ہوگئی' اپنے ہونے والے شوہر کی ترقی اور اعلیٰ تعلیم سے اس کے چہرے پر خوشی کے چار چاند لگے تھے' وہ یک لخت بجھ گئے۔ شادی کا خواب چکنا چور ہوگیا پھر اس کی زندگی آنسوؤں کی برسات ہو کر رہ گئی۔

ماں کے پاس ''ہاں'' کے علاوہ اور کیا جواب ہوسکتا تھا۔

بیٹا اپنی ماں کے ساتھ شہر پہنچ چکا تھا وہاں اس نے ایک خوب صورت سا گھر خریدا۔ دستاویز لکھی جارہی تھی' ماں بھی پاس بیٹھی تھی دستاویز لکھنے والے مختار نے پوچھا:

''گھر کس کے نام سے رجسٹری ہونا ہے؟ میرے نام سے اور کس کے

Marfat.com

نام سے؟''

بیٹے نے جھٹ جواب دیا اس نے ماں کی طرف دیکھنے اور اس کی رائے معلوم کرنے کی بھی زحمت گوارا نہ کی۔

شہر کے جس گھر میں وہ رہائش پذیر تھا' قریب ہی ایک پڑوسی کے گھر میں ایک حسین و جمیل لڑکی رہتی تھی' گھر سے باہر جاتے آتے بسا اوقات اس سے آمنا سامنا ہو جاتا تھا۔

ایک روز دستر خوان پر بیٹھے بیٹھے اس نے ماں کے سامنے اپنی شادی کی بات رکھی اور کہنے لگا:

''امی جان! میں نے معلوم کیا ہے کہ سامنے جو پڑوسی کا گھر ہے اس میں ایک لڑکی رہتی ہے اس کے والدین خاندانی معلوم ہوتے ہیں' وہ لڑکی پڑھی لکھی اور سلیقہ دار ہے' نئی تہذیب اور پرانی ثقافت کا سنگم ہے۔ آپ کا خیال کیا ہے اگر میں اس سے شادی کر لوں؟''

ماں آخر ماں ہوتی ہے' وہ آخری دم تک اپنی اولاد کی خیر خواہی چاہتی ہے اس نے بیٹے کی خواہش کی تائید کی اور اس رشتے کو اس کے لیے ایک مبارک اور خوب صورت رشتہ قرار دیا۔

بیٹا:

''امی جان! پھر آپ رشتے کے لیے پڑوسی کے ہاں جائیں نا۔''

ماں:

''ہاں بیٹا! میں تمہارے لیے پڑوسی کے گھر لڑکی کا رشتہ مانگنے جا رہی ہوں امید ہے کہ یہ رشتہ انہیں ضرور پسند آئے گا۔''

رشتے کی بات پکی ہو چکی تھی' لڑکی والوں کو لڑکا پسند آ گیا کیونکہ وہ اعلیٰ تعلیم

Marfat.com

حاصل کر کے بہت اچھی ملازمت کر رہا تھا جب کہ لڑکے کو لڑکی پہلے ہی پسند تھی۔ چنانچہ فوراً شادی ہو گئی۔ ماں اپنے بیٹے کی شادی کا برسوں سے انتظار کر رہی تھی اگرچہ بیٹے نے اس کا طے کیا ہوا رشتہ ٹھکرا دیا تھا تاہم وہ اب بھی متمنی تھی کہ اپنے آنگن میں بچوں کے چہکنے کی صدائیں سنے اور وہ دن بھی آ گیا جب بیٹا ایک بچے کا باپ بن گیا۔

ماں کا معمول تھا کہ وہ دن بھر اپنے ننھے پوتے کو سینے سے لگائے رکھتی' اسے پیار کرتی' جھولا جھلاتی اور سوتے وقت اسے اس کے ماں باپ کے حوالے کر دیتی۔ دادا دادی کا پیار بھی کتنا نرالہ ہوتا ہے؟ شاید اسی لیے تو بچے دادا دادی کی زندگی میں انہیں ہی اپنا سب کچھ سمجھتے ہیں۔ یہ سلسلہ کئی ماہ تک چلا مگر اس گھر میں پیار و محبت کی روشنی زیادہ دیر تک نہیں رہی۔

بہو تھی تو خوب صورت مگر سیرت کے اعتبار سے اچھی نہیں تھی۔

ایک دن اس نے شوہر کے سامنے صاف صاف اعلان کر دیا:

"تمہاری ماں کی وجہ سے میری زندگی جہنم بن گئی ہے۔"

یہ بڑا سخت جملہ تھا۔ بیٹا دم بخود رہ گیا' وہ چپ نہ رہ سکا۔ فوراً پوچھا:

"اس جملے سے تمہارا مقصد"

بیوی نے بلا جھجک کہہ دیا:

"یا میں اس گھر میں رہوں گی یا تمہاری ماں!"

وہ بولا:

"یہ تم کیا کہہ رہی ہو؟ یہ تو میری ماں ہے۔"

"ہاں میں جانتی ہوں کہ وہ بڑھیا تمہاری ماں ہے اور میری ساس! مگر کیا تمہارے نزدیک وہ مجھ سے بھی زیادہ اہم ہے؟ کیا میں تمہاری شریکِ حیات نہیں

Marfat.com

ہوں؟ بتاؤ! تمہارے حق میں ہم میں سے زیادہ فائدہ والی کون ہے؟''

شوہر نے اسے پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا:

''تمہاری ناراضی مجھے قطعی پسند نہیں، تھوڑا صبر سے کام لو یہاں تک کہ مجھے کوئی راستہ سجھائی دے۔''

ماں کا معمول بن گیا تھا کہ وہ اپنے پوتے کی بہت خدمت کرتی، اسے نہلاتی دُھلاتی، کھلاتی پلاتی اور اسے خوش رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرتی۔ صرف بچے ہی کی نہیں بلکہ بہو کی بھی خدمت کرنے میں پیش پیش رہتی البتہ پوتے کے ساتھ اس کی محبت اور پیار کا عالم یہ تھا کہ ماں بھی اس معاملے میں دادی سے پیچھے رہ گئی۔

شوہر کو اس نے ماں کے خلاف اتنا بھڑکایا اور ورغلایا کہ وہ بھی ماں سے نالاں ہو گیا اس نے ماں سے حقیقتِ حال معلوم کرنے کی بھی زحمت نہیں کی اس نے ماں سے اتنا سخت رویہ اپنایا کہ وہ بے حد آزردہ رہنے لگی۔ چنانچہ وہ ایک دن اپنے قریبی رشتہ دار کے ہاں چلی گئی۔

دن گزرتے رہے، ماں کی اندرونی کیفیت یہ تھی کہ اسے پوتے کی یاد ستاتی تھی۔ ایک دن اسے گمان ہوا کہ مجھے گھر سے آئے ہوئے کئی ہفتے ہو چکے ہیں، ممکن ہے اب بیٹا اور بہو بھی مجھے دیکھنے کی خواہش کر رہے ہوں۔ چنانچہ وہ رشتے دار کے گھر سے اجازت لے کر اپنے گھر روانہ ہو گئی۔ یہ سخت گرمی کا دن تھا، ماں پیدل چل کر اپنے گھر کے دروازے تک پہنچی، دستک دی اندر سے کسی کی آواز نہ آئی اس نے بار بار دروازہ کھٹکھٹایا۔ اچانک دروازہ کھلا، سامنے بہو کھڑی تھی، وہ چیخ کر بولی:

''اچھا! تو یہ تم ہو جو بار بار دستک دے کر ہمارے آرام اور سکون کو برباد کر رہی ہو۔ کیوں آئی ہو؟...... کیا چاہتی ہو؟ ہم اچھے بھلے زندگی گزار رہے تھے، تم پھر ہماری زندگی میں رخنہ اندازی کے لیے آ گئی ہو۔''

Marfat.com

''بیٹی! تمہاری زبان سے یہ میں کیا سن رہی ہوں؟ میں تو تمہیں دیکھنے کے لیے آئی ہوں۔''

بہو کہنے لگی:

''مگر ہم تمہیں یہاں دیکھنا نہیں چاہتے۔''

اتنے میں بیٹا گھر سے نکلا اور کوفت محسوس کرتے ہوئے ماں کو گھر میں لے گیا۔ بیوی کی باتیں اس نے بھی سنی تھیں۔

''ماں! کس لیے چلی آئی ہو؟''

بیٹے کے منہ سے یہ الفاظ سنتے ہی ماں کے پیروں تلے زمین نکل گئی۔ وہ ہکا بکا رہ گئی اس کی زبان گنگ ہو گئی اس نے ایک لفظ بھی نہیں کہا۔

''امی جان! آپ شاید کچھ کہہ رہی ہیں؟''

''نہیں! نہیں! میں کچھ نہیں کہہ رہی بیٹا! میں کیوں تمہیں کچھ کہنے لگی البتہ سوچ رہی تھی......''

''کیا سوچ رہی تھیں؟''

بیٹے نے جلدی سے پوچھا۔

''میں سوچ رہی تھی کہ اب مجھے کہاں جانا چاہیے؟''

ماں نے کہا۔

بیٹا فوراً بیوی کے پاس گیا اور چند منٹ بعد ماں سے آ کر کہنے لگا:

''امی جان! ایسا کرتے ہیں کہ ہمارے ایک جاننے والے ہیں' ہم ان سے ملاقات کے لیے چلتے ہیں' بہت دن ہو گئے ان سے ملاقات نہیں ہو سکی۔''

''جب تم لوگ چلنا چاہتے ہو تو مجھے بھی کوئی اعتراض نہیں۔''

Marfat.com

ماں نے جواب دیا۔ اب وہ گاڑی میں بیٹھ کر جا رہے تھے' گاڑی سڑک پر دوڑتی ہوئی اس جانب رواں دواں تھی' بیٹے نے ماں کا ہاتھ پکڑا اور اولڈ ہاؤس میں لے جا کر چھوڑ دیا۔ ماں کو احساس تک نہ ہوا کہ وہ کہاں آ گئی' اسے اس وقت معلوم ہوا جب بوڑھے لوگوں کے گھر میں اس کا نام رجسٹر میں درج ہو گیا۔

ماں کے دل پر کیا گزری؟ اس سے قطع نظر ہم اس واقعہ کے نتیجے کی طرف چلتے ہیں۔ بیٹا ماں کو اولڈ ہاؤس میں چھوڑ کر بیوی بچے کے ساتھ گھر لوٹ آیا۔ بچہ دادی کی یاد میں رونے لگا:

''میری دادی کہاں ہے؟ میں اس کے پاس جانا چاہتا ہوں' تم مجھے میری دادی کے پاس پہنچا دو۔ دادی! دادی! دادی!!''

مگر معصوم بچے کی فریاد سے بھی بیٹے اور بہو کا دل نہیں پسیجا اور بے چاری ماں اولڈ ہاؤس کی چار دیواری میں اندر ہی اندر غم کی بھٹی میں سلگ سلگ کر مرنے لگی۔

آج میاں بیوی بڑے خوش تھے۔ بیوی نے شوہر کو اپنی ایک سہیلی سے ملاقات کے لیے تیار کیا' دونوں اپنے ننھے بچے کے ساتھ گاڑی میں سوار ہو کر سہیلی کے گھر چل دیئے۔ بیٹا سٹیرنگ پہ ہاتھ رکھے آگے کی طرف دیکھ رہا تھا' گاڑی پوری رفتار سے دوڑ رہی تھی اس کی آنکھوں کے سامنے اپنی ماں کے افسردہ چہرے کے عکس رہ رہ کر اُبھر اور ڈوب رہے تھے وہ گہری سوچ میں ڈوبا ہوا تھا اچانک اس کے کانوں میں ساتھ بیٹھی ہوئی بیوی کی بھیانک چیخ سنائی دی:

''رُکو! رُکو! بریک لگاؤ!''

ابھی اس کے منہ سے یہ الفاظ پوری طرح ادا بھی نہ ہو پائے تھے کہ اس کی گاڑی آناً فاناً آگے جاتے ہوئے ٹرک کے نیچے آ کر دب گئی۔

بیوی نے جائے حادثہ ہی پر دَم توڑ دیا۔ شوہر کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے' وہ

Marfat.com

اپاہج ہو گیا البتہ ننھا بچہ بالکل صحیح سالم رہا۔ بیٹا بسترِ مرض پر زیرِ علاج تھا اور چلا چلا کر کہہ رہا تھا:

"ماں..... کہاں ہے میری ماں..... میری ماں کو بوڑھوں کے گھر "اولڈ ہاؤس" سے نکال لاؤ۔"

ماں کو اس حادثے کی اطلاع دی گئی' اسے اتنا شدید قلق ہوا کہ اس کی آنکھیں بھیگ گئیں اس نے بے قرار ہو کر دونوں ہاتھ پھیلا دیئے اور کہنے لگی:

"بیٹے! اللہ تجھے شفا بخشے....."

(والدین' ص: ۱۴۶' مطبوعہ: دارالسلام)

سودا نقد ہے..... دنیا کے اس بازار میں

اس کے انتہائی مال دار والد کا انتقال ہو چکا تھا اس نے اپنے پیچھے خاصی دولت چھوڑی تھی۔ والد کے انتقال کے بعد اس کا یہ اکلوتا بیٹا اپنی ماں کا خدمت گزار تھا۔ باپ کے ترکہ میں سے وہ حتی المقدور اپنی ماں کی خدمت کرتا اور اس کی دیکھ بھال پر خاصی رقم خرچ کرتا تھا۔

ایک دن ایسا بھی آیا جب وہ شادی کے بندھن میں بندھ گیا اب وہ شادی شدہ نوجوان تھا اس کے گھر میں ماں کے ساتھ اب ایک بیوی بھی جلوہ افروز ہو چکی تھی اس کی بیوی خوب صورت تو ضرور تھی مگر دوسروں کے حق میں اس کا رویہ بہت بُرا تھا' وہ خود غرضی اور مفاد پرستی کی تمام حدیں پار کر چکی تھی اپنے مفاد اور مطلب کے مقابلے میں اسے ہر چیز ہیچ اور ناقابلِ توجہ نظر آتی تھی اسی وجہ سے اس نے اپنی ساس سے بڑا ناروا سلوک کیا اور اس کا جینا دوبھر کر دیا تھا' وہ اپنی ساس کے ساتھ زبان درازی سے بھی باز نہیں آتی تھی۔

اللہ کا کرنا یہ ہوا کہ اس کی ساس کو مرگی کی بیماری لاحق ہو گئی۔ بس اب کیا تھا' وہ

Marfat.com

بے چاری بیٹے کے ہوتے ہوئے بھی اپنی بہو کی بدتمیزی بے رُخی اور بے حسی کا شکار ہو گئی۔ بوڑھی ساس کا وجود بہو کے لیے عذاب بن چکا تھا۔ یہ سلسلہ چلتا رہا۔ کشمکش بڑھتی گئی اور ماحول کی تلخی میں اضافہ ہوتا رہا۔ ایک وقت آیا کہ بہو کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا۔ ساس کے ساتھ رہنا اب اس کی برداشت سے باہر تھا' ایک دن اس نے اپنے شوہر سے صاف صاف کہہ دیا:

"تمہیں اب دو باتوں میں سے ایک کا اختیار ہے' اپنی ماں کے ساتھ رہو یا میرے ساتھ اب میں تمہاری ماں کے ساتھ نہیں رہ سکتی۔"

بیٹے نے ازحد کوشش کی کہ اپنی بیوی کو کسی طرح صبر و رضا پر قائل کر سکے مگر لاکھ سمجھانے بجھانے کے باوجود اس کی رفیقِ حیات اس کی بات ماننے کو تیار نہ تھی اب اس کے سامنے دو میں سے ایک ہی راستہ تھا ماں کی جدائی یا بیوی سے علیحدگی۔

یہ ایسا پُر آشوب اور مشکل وقت تھا کہ اس کے لیے کوئی فیصلہ کرنا دشوار ہو گیا اس نے کافی دیر غور کیا۔ آخر کار اس نتیجے پر پہنچا کہ اسے ماں کے ساتھ نہیں بلکہ بیوی کے ساتھ ہی رہنا چاہیے۔

اب کیا تھا اس پر بیوی کی محبت کا بھوت سوار ہو گیا تھا۔ خبیث شیطان نے اس کے فیصلہ کو اس کی نگاہ میں خوش نما بنا دیا اور وہ اپنی اس ماں کو جدا کرنے پر راضی ہو گیا جس نے نجانے کیسی کیسی تکلیفیں اُٹھا کر اس کی پرورش کی تھی۔

وہ شدید سردی کی رات تھی اس نے اپنے شیطانی فیصلے کی تکمیل کے لیے ماں کو چھت پر چڑھایا اور پھر چھت سے نیچے دھکا دے دیا۔ جی ہاں! چھت سے نیچے...... جی ہاں! اپنی ہی ماں کو اوپر سے نیچے پھینک دیا۔ بے چاری بوڑھی ماں اپنی زندگی کے آخری سانسوں کے ساتھ زمین پر پڑی کراہ رہی تھی' اپنے پروردگار سے اپنے ہی لختِ جگر کی شقی القلبی کی شکایت کر رہی تھی جس نے اسے انتہائی بے دردی

Marfat.com

نے چھت سے اُٹھا کر نیچے پھینک دیا تھا۔

مجرمین اور منافقین کی یہ عادت ہوا کرتی ہے کہ اپنے کالے کرتوتوں کو نیکی کا نقاب ڈال کر پیش کرتے ہیں اس بدبخت بیٹے نے بھی ایسا ہی کیا۔ ماں کی تجہیز و تدفین کے بعد اس نے مجلسِ تعزیت منعقد کی تاکہ لوگ اس سے ہمدردی کے لیے آئیں اس سے تعزیت کریں اور اس کو دعائیں دیں مگر وہ ظالم اس بات سے بے خبر تھا کہ وہ قادرِ مطلق اللہ رب العالمین اس کے گھناؤنے کرتوت سے بخوبی واقف ہے جسے اونگھ آتی ہے نہ نیند جو دِلوں میں چھپے ہوئے بھید بھی جانتا ہے۔

دن گزرتے گئے' راتیں ڈھلتی رہیں' ظالم بیٹا زندگی کی رعنائیوں میں ڈوبتا چلا گیا۔ وہ اللہ کی مار سے بے خبر تھا' وہ اس بات سے بے خوف ہو چکا تھا کہ اسے اس' کی سفاکی کی سزا ملنے والی ہے۔ بھلا اللہ تعالیٰ کی مار دنیا کے مجرمین سے کیسے ٹل سکتی ہے؟ اس کے دربار میں انصاف ضرور ملتا ہے' چاہے فیصلے کے نفاذ میں کتنا ہی وقت لگ جائے کیونکہ اللہ کا فیصلہ اور انصاف اپنے وقت پر ہی ہوتا ہے۔

آخر کار اللہ کی مار کا وقت آن پہنچا اس ظالم بیٹے کو بھی اچانک وہی بیماری لاحق ہوگئی جس بیماری سے اس کی ماں دوچار تھی اس کے جنون اور مرگی کے دوروں سے اس کی بیوی پریشان ہوگئی اب بیماری لاحق ہونے کے بعد بیوی کا اپنے شوہر کے ساتھ وہی رویہ تھا جو اس کا ان کے ساتھ تھا اب وہ ظالم بیٹا اپنی پیاری اور چہیتی بیوی کی بے رُخی کا شکار ہو چکا تھا جس کی خاطر اس نے اپنی ماں کو چھت سے دھکا دے کر ہلاک کر دیا تھا۔

وہ ایک سرد رات تھی جب وہ عالمِ جنون میں گھر کی چھت پر چڑھ گیا مگر اس بار وہ کسی کے سہارے چھت پر نہیں چڑھا تھا بلکہ خود ہی ہمت کر کے اوپر گیا تھا اب وہ چھت کے اسی حصے پر پہنچا جہاں سے اس نے اپنی ماں کو دھکا دے کر نیچے پھینکا تھا

Marfat.com

اس نے یک دم چھت سے نیچے چھلانگ لگا دی اور چند ہی لمحوں بعد اسے اپنے کالے کرتوت کا پورا پورا بدلہ مل چکا تھا۔

(والدین، ص: ۳۰، مطبوعہ: دار السلام، بحوالہ: قصص و مآس من عقوق الوالدین، ص: ۷۶۔۷۷)

نہیں تھا دل میں جس کے پیار...... ہو گیا وہ حادثے کا شکار

وہ اپنی ماں کے ساتھ رہا کرتا تھا اس کے سوا گھر میں کوئی اور نہیں تھا وہاں ایک نوکرانی تھی جو گھر کے کام کاج کے علاوہ اس کی بوڑھی ماں کی دیکھ بھال کرتی تھی، وہ بُری طبیعت کا مالک تھا اس کے معاملات اور رہن سہن سے اس کی سخت دِلی کا پتہ چلتا تھا۔ وہ اپنے دل میں دوسروں کے لیے تو کجا، اپنی ماں کے حق میں بھی نرم گوشہ نہیں رکھتا تھا جب کہ اس کی ماں فالج کے شدید حملہ کے علاوہ بینائی سے بھی محروم ہو چکی تھی اور اپنے نوجوان بیٹے کی محبت اور دیکھ بھال کی محتاج تھی۔ ماں کی خدمت کا کیا ذکر اس نے تو اپنی بوڑھی ماں کی طرف کبھی پیار بھری نظر سے دیکھنا بھی گوارا نہیں کیا

وہ اپنی ماں کی خدمت نہیں کرتا تھا، ماں کے سارے معاملات کی نگرانی اور دیکھ بھال نوکرانی ہی پر چھوڑ دی تھی اس کی بدقسمتی کی انتہا تھی کہ وہ اپنی عمر رسیدہ ماں کی خدمت اور اطاعت کی بجائے اس کے ساتھ تلخ کلامی سے پیش آتا تھا، اپنی کڑوی کسیلی باتوں سے اس کو تکلیف دیتا اور اس کے جذبات کو بڑی ٹھیس پہنچاتا تھا۔

اس نالائق اور نافرمان بیٹے کی جرأت دیکھیے کہ وہ اپنی ماں کی پنشن (Pension) کی رقم وصول کرنے کے لیے اسے وہیل چیئر (Wheel Chair) پر بینک میں لے جاتا اس دوران اپنی اسی ماں کے ساتھ بدتمیزی جس کی پنشن کی رقم سے وہ اپنی جیب گرم کیا کرتا تھا۔ ماں عمر رسیدہ ہونے کے ساتھ ساتھ

Marfat.com

آنکھوں سے محروم اور فالج کے حملے سے اپاہج ہو چکی تھی' وہ عمر کے آخری حصے میں اپنے نافرمان بیٹے کی اذیت ناک باتیں سنتی مگر کر بھی کیا سکتی تھی' بہت مجبور تھی۔ وہ نالائق بیٹا ماں سے یہاں تک کہہ دیتا:

"تو اندھی' فالج زدہ اور لقوہ کی ماری ہوئی ہے' تیری وجہ سے میں ابتلاء و آزمائش میں پڑ گیا ہوں۔"

جب عمر کے آخری دنوں میں بوڑھی ماں اپنی ہی اولاد سے ایسی کڑوی کسیلی باتیں سنے گی تو اس کے دل پر کیا گزرے گی؟

قارئینِ کرام! اس کا اندازہ کر سکتے ہیں' وہ بیٹے کی باتیں سن کر بڑے صبر و تحمل اور ضبط سے کام لیتی مگر کبھی ایسا بھی ہوتا کہ اس کے دل سے آہ نکل جاتی اور وہ زار و قطار رونے لگتی۔

ماں کے آنسو دیکھ کر بجائے اس کے کہ بیٹے کا دل پسیج جائے' اُلٹا اس کی زبان سے نازیبا الفاظ نکلنے لگتے۔ ایک دفعہ تو اس نے ماں کے آنسو دیکھ کر یہاں تک کہہ دیا:

"اللہ کی قسم! اگر تیری پنشن میری روزی سے مربوط نہ ہوتی تو میں تجھے بوڑھوں کے گھر چھوڑ آتا۔"

نالائق بیٹا یہ جملہ کہتے ہوئے ناک منہ کو چڑھاتا' چیں بہ جبیں ہوتا مگر اس کی بوڑھی ماں کی جو کیفیت ہوتی وہ ناقابلِ بیان ہے۔ بیٹے کے جارحانہ کلمات سے اس کا کلیجہ منہ کو آتا شدتِ تکلیف اور غم سے اس کا دل پھٹ رہا ہوتا۔

بینک سے گھر واپس آتے ہی نالائق بیٹا اپنی ماں کی پنشن کا پیسہ جیب میں ڈالتا اور ماں کو نوکرانی کے حوالے کر کے باہر نکل جاتا۔ دوستوں کے ساتھ شب بسری کرتا' ان کے ساتھ لہو و لعب میں وقت برباد کرتا اور کبھی کہیں سفر پر نکل جاتا اس

Marfat.com

دوران وہ اپنی ماں کی فکر کرتا نہ اس کے حالات کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتا بلکہ اس کی سنگ دِلی دیکھیے کہ وہ اپنے دوست احباب کو بھی ماں کی خیریت دریافت کرنے سے منع کر دیتا۔ ماں کے قریبی عزیزوں اور رشتہ داروں کو ماں سے ملاقات کرنے سے سختی سے روک دیتا۔

بے چاری ماں' اپنے اس نالائق بیٹے کی انتہائی تکلیف دہ باتیں برداشت کرتی لیکن پھر بھی زبان پر حرفِ شکایت نہ لاتی' وہ بے چاری کر بھی کیا سکتی تھی۔

کہتے ہیں کہ اللہ کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ ماں کا یہ نافرمان بیٹا اپنے دوستوں کے ساتھ ایک پڑوسی ملک کے سفر پر روانہ ہوا اس کا یہ سفر جہاز سے نہیں بلکہ کار کے ذریعے تھا' پڑوسی ملک پہنچ کر اس نے دوستوں کے ساتھ خوب گل چھڑے اُڑائے' لہو ولعب میں وقت گزارا اس دوران ماں کی خیریت دریافت کرنے کی کوشش کی نہ اس کے دل میں اس سلسلے میں کوئی خیال پیدا ہوا۔

پڑوسی ملک میں سیر سپاٹے کے بعد وہ دوستوں کی ٹولی کے ساتھ اپنے وطن واپس آرہا تھا' اس کی گاڑی ہوا سے باتیں کرتے ہوئے سفر کی منزلیں طے کر رہی تھی' وہ دوستوں کے ساتھ گاڑی کے اندر گپ شپ میں مشغول تھا کہ اچانک اس کی گاڑی اُلٹ گئی اور سب کے سب گاڑی کے نیچے دب گئے مگر اتنے بڑے حادثہ کے باوجود سارے نوجوان محفوظ رہے' انہیں تھوڑی بہت خراش آئی تھی البتہ ان میں سے اگر کسی کو شدید چوٹیں آئی تھیں تو وہ آنکھ سے محروم اور فالج کے حملے کی شکار ماں کا وہ نافرمان بیٹا تھا جس نے ماں کی طرف کبھی محبت کی نگاہ بھی نہیں ڈالی تھی جس کی پنشن کی رقم بینک سے نکلوا کر وہ پڑوسی ملک میں رنگ رلیاں منانے گیا تھا۔

اس شدید حادثے کے بعد نافرمان بیٹے کو ہسپتال میں داخل کرا دیا گیا' وہ تقریباً ایک ماہ تک پابند بستر رہا۔ ڈاکٹروں نے حتی المقدور اس کے پاؤں بچانے

Marfat.com

کی کوشش کی مگر آپریشن کامیاب نہیں ہوا۔ ایک ماہ بعد اسے ڈاکٹروں نے ہسپتال سے جانیکی اجازت دے دی مگر اب وہ پہلے کی طرح ہٹا کٹا نوجوان نہیں تھا نہ اپنے پاؤں پر چل کر ہسپتال سے نکلا تھا بلکہ وہ اسی طرح کی کرسی پر نکلا جس طرح کی کرسی پر وہ اپنی ماں کو بٹھا کر پنشن کی رقم لینے بینک جایا کرتا تھا۔

پھر ایک دن وہ بھی آیا جب اپنی والدہ کا یہ نافرمان بیٹا بینک کے پھیرے لگا رہا تھا مگر وہ اپنی ماں کی پنشن ہتھیانے نہیں بلکہ حکومت کی طرف سے امدادی وظیفہ حاصل کرنے کے لیے کوشاں تھا۔

(والدین، ص:۵۶، مطبوعہ: دارالسلام بحوالہ: قصص ومآس من عقوق الوالدین، ص:۸۷۔۸۸)

ماں زاروقطار رونے لگی

وہ بڑا ہی بدبخت تھا، والدین کا اکلوتا بیٹا ہونے کے باعث بے حد لاڈلا بھی تھا، شروع دن سے وہ بڑا خودسر تھا اس نے کبھی اپنے والدین کو اہمیت نہیں دی ان کے خلاف بدزبانی کرتا، ان کے بارے میں اس کی زبان قینچی کی طرح چلتی، بسا اوقات والدین کو گالی بھی دے دیتا تھا، اسے اس بات کا کوئی خیال نہیں تھا کہ شریعتِ اسلامیہ نے والدین کی خدمت پر کتنا بڑا اجروثواب رکھا ہے۔ وہ کبھی سوچتا بھی نہیں تھا کہ والدین کی اطاعت وفرماں برداری اور ان کی عزت واحترام سے دنیا و آخرت میں کس قدر بلند درجات ملتے ہیں۔ والدین کی اطاعت وفرماں برداری کے حوالے سے دینِ اسلام نے جو عظیم تعلیم دی ہے کہ ماں باپ کو تکلیف دینا تو درکنار انہیں ''اُف'' کہنا بھی جرم ہے اس حکم کے وہ بالکل برعکس تھا۔

وقت کے ساتھ ساتھ وہ پروان چڑھتا گیا مگر اس کے دل ودماغ میں والدین کی محبت کا جذبہ بیدار نہ ہوسکا۔ وہ کہاوت ''کریلا اور نیم چڑھا'' کا مصداق بنتا گیا کہ ایک تو والدین کی خدمت نہ کرتا، دوسرے والدین پر زبان درازی کرنے میں

Marfat.com

کوئی جھجک محسوس نہیں کرتا تھا۔ وہ انہیں اپنے جارحانہ الفاظ سے تکلیف دیتا' باپ نے اپنی زندگی میں بیٹے کی زبان سے اپنے بارے میں کبھی کلمۂ خیر نہیں سنا یہاں تک کہ اس کی موت آ گئی اور وہ اپنے رب سے جا ملا۔

اب گھر میں اکلوتے بیٹے کے ساتھ صرف ماں رہتی تھی' باپ کی وفات کے بعد بھی بیٹے میں کوئی تبدیلی نہیں آئی۔ وہ اپنی ماں سے حسنِ سلوک کی بجائے انتہائی بدتمیزی سے پیش آتا بلکہ باپ کا سایہ اُٹھنے کے بعد تو ماں کے ساتھ اس کا رویہ بد سے بدتر ہوتا گیا مگر بہر حال ماں ماں ہوتی ہے اس کے اندر اولاد کے لیے بے تحاشہ محبت ہوتی ہے۔ اولاد لاکھ سرکشی کرے مگر وہ صبر و ضبط سے کام لیتی ہے اور ہمیشہ اولاد کے حق میں بھلائی چاہتی ہے۔

شوہر کے انتقال کے بعد اسے اپنے نوجوان بیٹے سے بہت تکالیف پہنچیں مگر اس کے باوجود وہ اپنے بیٹے سے شدید محبت کرتی۔ ہمیشہ اسے نصیحت کرتی' بُرے ساتھیوں کے ساتھ میل جول رکھنے' گھومنے پھرنے اور ان کی صحبت اختیار کرنے سے منع کرتی ماں کو اچھی طرح معلوم تھا کہ بُرے ساتھیوں کی صحبت کے سبب اس کا بیٹا سرکش اور نافرمان ہو چکا ہے۔ اس کی دینِ اسلام سے بے زاری' اخلاقِ حمیدہ سے دُوری اور پڑھائی لکھائی سے نفرت دراصل بُری صحبت ہی کا نتیجہ تھی۔

ماں کے لاکھ سمجھانے بجھانے اور نصیحت کرنے کے باوجود اس کے اندر کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوئی اس کے برعکس وہ اپنی ماں کی نصیحت کو اپنے حق میں بُرا سمجھتا بلکہ ماں کو گالیاں بکتا تھا ماں نے جب دیکھا کہ اب پانی سر سے اونچا ہو چکا ہے تو اس کے صبر کا جام چھلک گیا اس نے بیٹے کو دھمکی آمیز الفاظ میں کہا:

''تیری بدتمیزی اور زبان درازی کی حد ہو گئی اب بھی وقت ہے۔ سدھر جا اور سیدھے راستے پر چل اگر تو نے اپنے آپ کو نہ بدلا تو میں اپنے

Marfat.com

بھائی سے کہہ کر تجھے ادب سکھلاؤں گی۔''

اس دھمکی کا بیٹے پر کیا اثر ہوتا' اُلٹا وہ ماموں ہی پر برس پڑا اور اول فول بکنے لگا اس نے ماموں کو دھمکی دی کہ اگر اس نے میرے خلاف کوئی حرکت کی تو میں اس کے ساتھ بہت بُری طرح پیش آوں گا۔

اب اس کی عمر کوئی چوبیس سال ہو چکی تھی' وہ ایک ہٹا کٹا جوان لگتا تھا۔ اپنے دفاع کی طاقت رکھتا تھا' کوئی اس کے ذاتی معاملات میں مداخلت کرتا تو وہ اس پر برس پڑتا تھا۔ ایک دفعہ اس کی ماں اسے نصیحت آمیز کلمات کہہ رہی تھی' اسے گھناؤنی حرکتوں سے باز رہنے کی تلقین کر رہی تھی اس پر بیٹے کا پارہ چڑھ گیا اس نے پاؤں سے جوتا نکالا اور اپنی ماں کو دے مارا۔ ماں نے جوتے سے بچنے کی کوشش کی مگر اس کی کمر پر جا لگا۔

ماں بیٹھ گئی اور زار و قطار رونے لگی۔ وہ اپنی قسمت کو رو رہی تھی کہ ایسے بد بخت بیٹے نے اس کی کوکھ سے کیوں جنم لیا۔ شدتِ رنج و غم سے اس کا کلیجہ جھلس رہا تھا' وہ سوچ بھی نہیں سکتی تھی کہ ایک دن اسی کی کوکھ سے جنم لینے والا جوان ہو کر اسے جوتا مارے گا اس کی زبان سے اپنے نافرمان بیٹے کے لیے بد دعا نکل گئی۔

بد دعا اور وہ بھی ماں کی...... یہ نافرمان بیٹا ماں کو جوتا مارنے کے بعد گھر سے باہر نکل گیا' اسے اپنے کرتوت پر کوئی افسوس نہیں تھا۔ وہ حسبِ معمول بُرے ساتھیوں کی مجلس میں پہنچ گیا اب وہ تھکا ہارا گھر واپس آیا اس نے اب بھی یہ جاننے کی کوشش نہیں کی کہ اس کے ظالمانہ رویے سے ماں کو کتنی تکلیف پہنچی ہے؟ وہ بستر پر لیٹ گیا اور خراٹے لینے لگا ادھر ماں کا حال یہ تھا کہ اسے مارے رنج و غم کے نیند نہیں آرہی تھی۔

صبح ہوئی' نافرمان بیٹا پوری نیند کے بعد بے دار ہوا اور یہ دیکھ کر اس کی حیرت

Marfat.com

کی انتہا نہ رہی کہ اس کا وہ ہاتھ مفلوج ہو چکا تھا جس سے اس نے ماں کو جوتا مارا تھا اس کا داہنا ہاتھ بے حس و حرکت ہو گیا اس نے فوراً دروازہ بند کر لیا اور چیخ چیخ کر رونے لگا ادھر ماں بھی صبح سویرے بے دار ہو کر گھر کے ضروری کام نمٹا رہی تھی کہ اسے نافرمان بیٹے کے چیخنے کی آواز سنائی دی' وہ اس آواز کی طرف لپکی' بیٹے کی حالت دیکھ کر اس کی آنکھیں بھر آئیں۔

آخری تھی تو ماں! ماں کی محبت کا اندازہ بھلا کون کر سکتا ہے۔ بیٹے کو ماں کی نافرمانی کا بدلہ مل چکا تھا اب کے سامنے بیٹے کی شفایابی کے لیے دعا اور آہ و زاری کے علاوہ کوئی چارہ نہیں تھا اس نے فوراً ہاتھ آسمان کی طرف اُٹھا دیئے۔ وہ اللہ تعالیٰ کے دربار میں گڑگڑا رہی تھی' بیٹے کے حق میں دعائے خیر کر رہی تھی' پروردگار سے بیٹے کا ہاتھ ٹھیک ہو جانے کے لیے رو رو کر فریاد کر رہی تھی مگر آسمان کا فیصلہ صادر ہو چکا تھا۔

(والدین' ص:۶۶' مطبوعہ: دارالسلام' بحوالہ کتاب: کما تدین تدان' تالیف: سید عبداللہ بن سید عبدالرحمٰن الرفاعی)

ماں کو مانگنے پر مجبور کر دیا

اس کا اس دنیا میں کوئی نہ تھا۔ سسرال میں نہ میکے میں' وہ اکیلی تھی۔ گود کا ایک بچہ ہی اس کی کل کائنات تھا اس کے شوہر کا انتقال ہو چکا تھا اس نے اپنے پیچھے ایک چھوٹے سے مکان کے علاوہ کوئی چیز نہیں چھوڑی' مکان بھی قیمتی نہ تھا۔

شوہر کے انتقال سے صرف ایک مہینہ پہلے اس کی گود ایک خوب صورت بچے سے بھری تھی۔ چنانچہ شوہر کی وفات کے بعد اس کی ساری توجہ اپنے ننھے بچے کی طرف مرکوز تھی۔ ماں کی تمام تر کوششیں صرف اس مقصد کے لیے وقف تھیں کہ کسی طرح اپنے بچے کو پڑھا لکھا کر بڑا آدمی بنائے۔

وقت کے ساتھ ساتھ اس کا بچہ کچھ بڑا ہوا اور سکول میں داخلہ لینے کے قابل

Marfat.com

ہو گیا' وہ دن اس کے لیے انتہائی خوشی کا دن تھا جب وہ اپنے بچے کو پہلی دفعہ سکول لے کر گئی' دن گزرتے رہے اور ماں نہایت مستعدی کے ساتھ اپنے ننھے بچے کو سکول پہنچاتی رہی بالآخر وہ دن بھی آ گیا جب بیٹے نے پرائمری تعلیم مکمل کر کے سرٹیفکیٹ ماں کے ہاتھ پر لا کر رکھ دیا' ماں کو اس دن جو خوشی ہوئی اس کا اظہار زبان و بیان کے کسی بھی اسلوب میں ممکن نہیں۔

ایک وقت آیا کہ اس کا اکلوتا بیٹا کالج کی تعلیم سے بھی فارغ ہو چکا تھا' کالج کی ڈگری اس نے اپنے ملک کے دارالحکومت کے ایک مشہور کالج سے حاصل کی تھی۔ اتفاق سے وہ اسی شہر میں رہتا تھا۔ ایک غریب ماں کے لیے واقعی یہ بڑی خوشی کی بات تھی کہ اس کا بیٹا گریجوایٹ ہو گیا۔ بیٹے کی خواہش تھی کہ وہ آگے بھی اپنا تعلیمی سلسلہ جاری رکھے اس کے نمبر بھی ماشاء اللہ اتنے اچھے تھے کہ سرکاری طور پر اسے بیرونِ ملک تعلیم حاصل کرنے کی پیش کش کی جا چکی تھی۔

اس کی ماں بھی اپنے لختِ جگر کو بیرونِ ملک اعلیٰ تعلیم کے لیے بھیجنے پر راضی ہو گئی۔ ہر ماں کی خواہش ہوتی ہے کہ اس کا بیٹا پڑھ لکھ کر بڑے سے بڑے عہدے پر فائز ہو ایسی صورت میں اعلیٰ تعلیم ہی انسانی زندگی کی معراج ٹھہرتی ہے۔ آخر وہ دن آ گیا جب بیٹے کی فلائٹ روانہ ہونی تھی۔ ٹیکسی دروازے پر کھڑی تھی۔ ڈرائیور ہارن بجا رہا تھا۔ ماں اپنے لختِ جگر کو تیار کر کے دروازے سے باہر نکلی۔

ٹیکسی کا دروازہ بند ہوا اور پھر چند لمحے ہی گزرے تھے کہ ٹیکسی ماں کی آنکھوں سے اوجھل ہو کر ہوائی اڈے چلی گئی۔ ماں کو بیٹے کی جدائی سے بے حد صدمہ پہنچا۔ وہ گھر کے اندر گئی' بستر پر لیٹ گئی اور سسکیاں لے کر رونے لگی۔

بیٹا بیرونِ ملک پہنچ چکا تھا اس زمانے میں ٹیلی فون اور انٹرنیٹ کی سہولتیں نہیں تھیں' دور پردیس میں بسنے والے لوگوں کے لیے اپنے وطن یا گھر سے رابطے کی فقط

Marfat.com

ایک ہی سہولت تھی۔ یعنی ڈاک' ماں کو پڑھنا لکھنا نہیں آتا تھا۔ وہ پڑوسیوں کی منت سماجت کر کے بیٹے کے نام خط لکھواتی' بیٹے کا جواب آتا تو پڑوسیوں ہی سے پڑھواتی۔

وقت بھی اُڑان بھر کر کتنی تیزی سے گزر جاتا ہے' دن سے ہفتہ' ہفتے سے مہینہ' مہینے سے سال' زندگی کے لیل و نہار لمبے لمبے ڈگ بھر کر اسی طرح گزرتے چلے گئے۔ ایک دن بیٹے کا خط پڑوسی کے گھر آیا اس میں بیٹے نے اپنی پی ایچ ڈی کی ڈگری کا تذکرہ کیا تھا۔ ماں نے جب یہ خبر سنی کہ بیٹا پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کر چکا ہے تو اس کی خوشی کا کیا پوچھنا!

دروازے پر دستک ہوئی' ایک بار دوبار تین بار...... ماں گہری نیند سو رہی تھی۔ برسوں بعد آج اسے اچھی طرح نیند آئی تھی۔ دستک کی ہلکی ہلکی آواز اس کے کانوں تک نہیں پہنچ پائی اس نے پہلے کی نسبت زور سے دستک دی جسے سن کر اچانک ماں کی آنکھ کھلی اور وہ بے تابی سے دوڑتی ہوئی دروازے پر پہنچی۔ دروازہ کھلا تو سامنے ایک نہایت خوبرو نوجوان انگریزی لباس میں ملبوس کھڑا تھا۔ ماں نے یک دم بیٹے کو سینے سے لگا لیا پھر کیا تھا؟ بیٹا بھی آنسو بہا رہا تھا اور ماں کے آنسو بھی رُکنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔

کچھ ہی دیر بعد ماں بیٹا گھر میں بیٹھے چھ برس کی لمبی جدائی اور اس دوران رونما ہونے والا حالات و واقعات پر بے صبری سے باتیں کر رہے تھے' ماں اپنے بیٹے سے طرح طرح کے سوالات کر رہی تھی۔

بیٹا بھی بوڑھی ماں کو جدائی کے ماہ و سال کی سرگزشت سناتا رہا۔

اب حالات نے پلٹا کھایا۔ بیٹے کو مناسب نوکری مل گئی اور اس کی ماہانہ آمدنی بھی کافی تھی۔ پڑھنے لکھنے کے بعد بیٹے کا مزاج اپنی بوڑھی ماں سے یکسر مختلف ہو

Marfat.com

چکا تھا چند مہینے اسی ٹوٹی پھوٹی موروثی رہائش گاہ میں گزارنے کے بعد بیٹے نے ماں کی اجازت سے مکان فروخت کر دیا اور شہر کے ایک اچھے علاقے میں ایک خوب صورت بنگلہ خرید لیا۔

اس کے بعد ماں بیٹا اس بنگلے میں منتقل ہو گئے۔ ماں کو اب بیٹے کی شادی کی فکر تھی' دورانِ گفتگو اس نے ایک لڑکی کا نام لیا جو انتہائی خوش اخلاق' باکردار' خوش رنگ' خوش شکل' فرماں بردار' اطاعت گزار اور خدمت گزار تھی۔ کئی ماہ سے ماں نے اس لڑکی کو اپنی نگاہ میں رکھا ہوا تھا اور دل ہی دل میں اسے اپنے بیٹے کے لیے منتخب کر لیا تھا وہ لڑکی ماڈرن زمانے کی لڑکیوں کی طرح زرق برق لباس کی شوقین اور بازاروں میں گھومنے پھرنے والی نہیں تھی بلکہ وہ شرم وحیا کی پتلی تھی۔ چنانچہ ماں نے بیٹے کے سامنے اپنی تمنا کا اظہار کر ہی دیا۔

بیٹا ماں کا انتخاب جان کر بے پرواہی سے بولا:

''چھوڑو بھی اماں! آخر شادی کی اتنی بھی کیا جلدی ہے؟ ابھی وقت ہے کہیں نہ کہیں شادی ہو ہی جائے گی۔''

وقت گزرتا گیا' ماں بیٹا ایک چھت کے نیچے زندگی بسر کر رہے تھے۔ ایک دن بیٹے نے ماں سے اپنی شادی کی خواہش کا اظہار کیا اس نے ماں کو ہونے والی بیوی کے بارے میں بتلایا جس کا اس نے خود انتخاب کیا تھا۔ یہ لڑکی ایک بڑے باپ اور نامور خاندان کی بیٹی تھی۔ چنانچہ شادی دھوم دھام سے ہوئی اور بنگلے میں حسن کی ملکہ جلوہ افروز ہو گئی۔

بیٹا جب بھی بوڑھی ماں سے اپنی بیوی کے بارے میں پوچھتا کہ بیوی کا اس کے ساتھ کیسا رویہ ہے؟ وہ میری عدم موجودگی میں تمہاری خدمت کرتی ہے یا نہیں؟ تو ماں کا صرف ایک ہی جواب ہوتا ''اچھی بہو ہے بیٹا! میرے ساتھ عزت واحترام

Marfat.com

سے پیش آتی ہے۔" ماں بیٹے سے بہو کے بارے میں یہ سب کچھ اس لیے کہتی تاکہ بیٹے کے جذبات کو ٹھیس نہ لگنے پائے اور گھر کا ماحول خراب نہ ہو۔

یہ سلسلہ چلتا رہا' بیٹا بھی اب ماں سے زیادہ دلچسپی نہیں لے رہا تھا۔ آفس سے آتا' بیوی سے بات چیت کرتا' کھا پی کر سو جاتا اور صبح ڈیوٹی پر روانہ ہو جاتا۔ یہی اس کا روزانہ کا معمول تھا۔ آہستہ آہستہ اس کے دل سے ماں کی محبت زائل ہوتی گئی۔ نوبت یہاں تک پہنچی کہ اسے رات دن میں کبھی ماں کا خیال بھی نہیں آتا تھا۔
ایک دن وہ آفس سے دوپہر ہی کو واپس آ گیا اس دن بیوی کی سہیلیاں اس کے گھر ضیافت پر آنے والی تھیں اس کی نگاہ ماں پر پڑی جو باتھ روم میں اپنے کپڑے خود اپنے ناتواں ہاتھوں سے دھو رہی تھی۔ وہ باتھ روم کے دروازے پر کھڑا ہو گیا' ماں کپڑے صاف کرنے میں مشغول تھی اس کی بیوی بھی اس کے پیچھے اپنی زلفیں لہرا رہی تھی اس نے ماں سے مخاطب ہو کر کہا:

"میں تم سے یہ کہنے کے لیے آفس سے آیا ہوں کہ میری بیوی کی سہیلیاں گھر آنے والی ہیں' ہمارے گھر ان کی دعوت ہے اس لیے تم میری بیوی کی شان و شوکت کا خیال رکھتے ہوئے آج کوئی اچھا لباس پہن کر ان کا استقبال کرنا اور ہاں! ہال میں ان کے ساتھ بیٹھنے کی کوشش نہ کرنا' یہ میری اور میری بیوی کی عزت کا سوال ہے۔"

ماں کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو چکا ہے' اسے اپنے کانوں پر یقین نہیں آ رہا تھا کہ آج اسے اپنے اسی بیٹے سے کیا کچھ سننے کو مل رہا ہے جس کی تعلیم و تربیت میں نجانے اس نے کتنا خون پسینہ بہایا تھا اس نے اپنے چند کپڑے پلاسٹک کی ایک تھیلی میں رکھے اور گھر سے باہر نکل گئی۔ بنگلے پر الوداعی نظر ڈالی اس کے آنسو ٹپک پڑے پھر اس کے دل سے آہ اور زبان سے یہ جملہ نکلا:

Marfat.com

''اللہ تجھے معاف کرے بیٹا! اللہ کی قسم! میں نے تیرے اور تیری بیوی کے لیے ہمیشہ بھلائی کا کام کیا ہے۔ اللہ کی قسم! مجھے یاد نہیں کہ میں نے تیری بیوی کو کبھی کسی قسم کی کوئی تکلیف دی ہو۔ اللہ تم سب کو معاف فرمائے بیٹا۔''

اور پھر وہ کسی نامعلوم منزل کی طرف چل پڑی۔

کئی مہینے بیت گئے' بوڑھی ماں کبھی اس کے در پر کبھی اس کے در پر کبھی ایک کے گھر کبھی دوسرے کے گھر اپنی زندگی کے دن گزارتی رہی' وہ گاہے بگاہے لوگوں سے اپنے بیٹے کی خیریت بھی دریافت کرتی رہتی تھی۔

دن گزرتے گئے۔ بہو بیٹا ماں کی یاد سے غافل ہوتے چلے گئے اب انہیں بھول کر بھی ماں کی یاد نہیں آتی تھی اس واقعہ کو کئی سال گزر چکے تھے۔ اچانک بیٹے کو کوئی بیماری لاحق ہوئی۔ دیکھنے میں تو یہ عام سی بیماری لگ رہی تھی' ایک کلینک کا ڈاکٹر علاج میں کامیاب نہ ہو سکا تو اس نے اسے ہسپتال میں داخل ہونے کا مشورہ دیا۔ بیوی نے اسے ہسپتال میں داخل کروا دیا ادھر ماں کو کسی نے بیٹے کی نازک حالت کے بارے میں بتلایا تو وہ تڑپ اُٹھی اس نے فوراً ٹیکسی کرائے پر لی اور ہسپتال پہنچ گئی۔ ماں آخر ماں ہوتی ہے۔ ماں کی ممتا اور اس کی محبت کی مثال اس دنیا میں کہاں مل سکتی ہے؟ بیٹے کی بیماری کے بارے میں جب سے اس نے سنا تھا' بے چین ہو گئی تھی اور بیٹے سے ملاقات کے لیے تڑپ رہی تھی مگر بہو کے کہنے پر اسے ہسپتال کے سٹاف نے بیٹے سے ملنے نہ دیا۔

ایک مدت تک ہسپتال میں علاج چلتا رہا پھر ڈاکٹروں نے کہا کہ مریض کو گھر لے جائیں اور وہیں علاج کریں' گھر میں علاج چلتا رہا مگر علاج میں کوئی خاص کامیابی نہیں ہوئی جب اس کا بینک بیلنس ختم ہو گیا تو گھر کی اشیاء فروخت کرنے کی

Marfat.com

نوبت آ گئی ادھر بیوی بھی خدمت کرتے کرتے پریشان ہو گئی۔ وہ بات بات پر شوہر پر ٹوٹ پڑتی اور جلی کٹی باتیں سناتی تھی۔ لاچار شوہر بستر پر پڑا بیوی کی باتیں برداشت کرتا رہتا تھا۔

ایک دن بیوی نے غصہ میں آ کر کہا:

''بس! بہت ہو گیا جب سے میں نے تمہارے گھر میں قدم رکھا ہے' مشکلات اور پریشانیوں کی چکی میں پس رہی ہوں' کچھ دنوں تک تمہاری ماں کو جھیلتی رہی اب تمہاری بیماری جھیل رہی ہوں اب میرا اور تمہارا ساتھ نہیں نبھ سکتا' مجھے طلاق چاہیے۔ تم نے سنا نہیں کہ میں کیا کہہ رہی ہوں۔ مجھے طلاق چاہیے آج اور ابھی طلاق چاہیے۔''

''بیوی کی باتیں سن کر یوں لگا جیسے اس نے میرے چہرے پر آہنی تھپڑ رسید کر دیا ہے۔''

اس نے بیوی کے مطالبے پر فوراً طلاق نامہ تیار کرایا اور طلاق ہو گئی' طلاق کے بعد اس کی صحت دن بدن گرنے لگی اب اسے اپنی ماں کی یاد ستانے لگی۔ گرتی ہوئی صحت اور مفلسی کی حالت میں اسے اپنی ماں کی ضرورت بہت شدت سے محسوس ہوئی' زمین پر صرف ایک ہی ہستی تھی جو اسے زندگی کی طرف لا سکتی تھی اور وہ اس کی ماں تھی۔

لیکن ماں...... اللہ جانے وہ کہاں گم ہو چکی تھی۔ عرصہ دراز سے لوگوں کو اس کے بارے میں کچھ خبر نہ تھی۔ وہ ماں کی تلاش میں سرگرداں شہر کے گلی کوچوں کی خاک چھانتا رہا' در در جاتا اور ''ماں ماں'' کی رٹ لگاتا۔ ایک دن وہ ایک محلّہ کی مسجد کے پاس سے گزر رہا تھا۔ مغرب کا وقت آن پہنچا۔ وہ اسی مسجد میں نماز پڑھنے کے لیے رُک گیا۔ مسجد میں داخل ہوا تو دروازے پر اس کی نگاہ ایک بوڑھی خاتون پر

Marfat.com

پڑی جو ہاتھ میں کاسۂ گدائی لیے کھڑی تھی اور نمازیوں سے بھیک مانگ رہی تھی۔

یہ اس کی وہی ماں تھی جس نے اسے پال پوس کر بڑا کیا تھا اور اعلیٰ تعلیم دِلانے کے لیے نہ جانے کتنی مصیبتیں جھیلی تھیں۔ وہ ماں جس نے بیٹے کو پڑھا لکھا کہ افسر بنایا تھا اور یہ تصور کیے بیٹھی تھی کہ اس کا بیٹا بڑا آدمی بن جائے گا تو اس کے درد کا درماں ثابت ہوگا لیکن آج وہ حالات کے دوراہے پر کاسۂ گدائی لیے کھڑی تھی اور مسجد کے سامنے بھیک مانگ رہی تھی۔

بیٹے کو بڑا جھٹکا لگا وہ فوراً ماں کے قدموں میں گر گیا اور رو رو کر معافی مانگنے لگا پھر اس نے ماں کا ہاتھ پکڑا اور گھر روانہ ہوگیا۔ وہ راہ چلتا جاتا تھا اور بآوازِ بلند کہتا جاتا تھا:

> ''اللہ کی لعنت اور فرشتوں کی پھٹکار ہو ایسی بے وفا بیوی پر جس نے مجھے ماں جیسی عظیم ہستی سے جدا کر دیا۔ لعنت ہو میری پی ایچ ڈی کی ڈگری پر جس نے میرے دل سے ماں کی محبت نکال دی۔ لعنت ہو اس بنگلے پر جس نے مجھے ماں سے بے گانہ کر دیا۔ لعنت ہو میری بھاری تنخواہ پر جس نے میرے دل کو اندھا کر کے ماں کی عظمت شناسی چھین لی۔''

گھر پہنچ کر وہ ہچکیاں لے کر رونے لگا اس نے ماں کے پاؤں پکڑے اور معافی مانگی۔ ماں آخر ماں ہوتی ہے اس کے جذبۂ محبت کی مثال کہاں مل سکتی ہے اس نے بیٹے کے سر پر محبت سے ہاتھ پھیرا اور کہنے لگی:

''نہیں بیٹا! کوئی بات نہیں، مجھے تم سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔''

(والدین، ص: ۱۰۵، مطبوعہ: دار السلام بحوالہ: قصص دعاس من عقوق الوالدین: ۶۸-۷۴)

Marfat.com

آنکھیں ترس گئیں......مگر وہ بے ترس نہ آیا

میں ٹیکسی ڈرائیور تھا۔ ایک دفعہ چند خواتین کو قبرستان پہنچانے کا اتفاق ہوا' وہ میری ٹیکسی پر سوار ہوئیں اور میں انہیں لے کر قبرستان کی طرف روانہ ہوا۔ خواتین کو قبرستان پہنچا کر واپس ہو رہا تھا کہ میری نظر ایک بڑھیا پر پڑی جو قبرستان کے ایک کونے میں ایک قبر کے پاس بیٹھی تھی۔ بڑھیا نابینا تھی۔ جس قبر کے پاس وہ بیٹھی تھی وہ اس کے بیٹے کی تھی۔ یہ کوئی مغرب کا وقت تھا' آفتاب غروب ہونے والا تھا۔

میں نے بڑھیا کو دیکھا تو ضرور مگر اس کی طرف کوئی خاص دھیان نہیں دیا۔ قبرستان سے میری ٹیکسی باہر آ گئی اور میں سواری کی تلاش میں سڑک پر گاڑی دوڑاتا ہوا کچھ دور نکل گیا' نہ جانے میرے تصور میں اس نابینا بڑھیا کا چہرہ بار بار کیوں آ رہا تھا کہ آخر وہ بڑھیا اس وقت جب کہ ساری دنیا کام کاج سے فارغ ہو کر گھروں کو واپس جا رہی ہے' قبرستان میں بیٹھی کیا کر رہی ہے؟ یکا یک میری ٹیکسی کا سٹیرنگ مڑ گیا میں اب قبرستان کی طرف جا رہا تھا۔

قبرستان پہنچا تو کیا دیکھتا ہوں کہ بڑھیا بدستور وہیں بیٹھی ہے جہاں میں نے اسے کچھ دیر پہلے دیکھا تھا۔ میں نے ٹیکسی ایک جانب کھڑی کر دی اور بڑھیا کے پاس گیا۔ میں نے پوچھا:

''اماں جان! آپ اکیلی یہاں قبرستان میں کیا کر رہی ہیں؟''

وہ کہنے لگی:

''بیٹا! اللہ تجھے اس کا بہتر بدلہ عنایت فرمائے' بات یہ ہے کہ میرا بیٹا ابھی آنے والا ہے' وہ مجھے اپنے ساتھ لے کر گھر جائے گا۔''

جب مجھے یقین ہو گیا کہ بڑھیا کا بیٹا اسے گھر لے جانے کے لیے آنے والا ہے تو میں واپس چلا آیا۔ کہنے میں گھر واپس آ تو گیا مگر اب بھی میرے خیالات کا

Marfat.com

رُخ اسی نابینا بڑھیا کی طرف تھا۔ مجھے اس کے بارے میں نہ جانے کیوں بار بار کچوکا سا لگ رہا تھا۔ میں خود کو ملامت کر رہا تھا کہ آخر میں نے اس اندھیری رات میں بے چاری بڑھیا کو قبرستان میں اکیلا کیوں چھوڑ دیا؟ اسے اس کے گھر کیوں نہیں پہنچا دیا؟ مجھے دل ہی دل میں ندامت ہو رہی تھی، میرا دل ڈر رہا تھا کہ بڑھیا کو کچھ ہو نہ جائے۔

اگلے روز وہی ہوا جس کا خدشہ تھا، صبح شہر میں چاروں طرف شور مچ گیا کہ قبرستان میں ایک لاش پڑی ہوئی ہے، رات کسی درندے نے ایک بوڑھی خاتون کو مار ڈالا ہے۔ میں ٹیکسی پر سوار ہوا اور قبرستان کی طرف گاڑی بھگا دی وہاں پہنچ کر کیا دیکھتا ہوں کہ وہی بڑھیا زمین پر پڑی ہے اس کے جسم کو ایک کالے کپڑے سے ڈھانپ دیا گیا ہے۔ دراصل رات کو جب بڑھیا کا بیٹا اسے گھر لے جانے کے لیے نہیں آیا تو وہ قبرستان ہی میں سو گئی۔ رات کو کوئی خونخوار جانور قبرستان آیا اور اس نے بڑھیا کو چیر پھاڑ کر مار ڈالا۔

بڑھیا کے بیٹے کے بارے میں معلوم ہوا کہ وہ اپنی بوڑھی اور نابینا ماں سے بے زار تھا اس ظالم نے دوسرے بیٹے کی قبر کی زیارت کے بہانے ماں کو قبرستان لے جا کر چھوڑ دیا اور واپس لانا بھول گیا۔ بھول کیا گیا جان بوجھ کر ماں کو لینے ہی نہیں گیا تا کہ اسے کوئی جانور مار ڈالے۔ چنانچہ رات کو ایک بھیڑیئے نے بڑھیا کو چیر پھاڑ کر مار ڈالا۔

میں کفِ افسوس ملتے ہوئے قبرستان سے واپس گھر آ گیا اور اپنے آپ کو ملامت کرنے لگا کاش! میں نے گزشتہ رات ہی بڑھیا کو اس کے گھر پہنچا دیا ہوتا تو شاید یہ حادثہ رونما نہ ہوتا پھر میں اس کے حق میں دعائیں کرنے لگا۔

افسوس صد افسوس!

Marfat.com

بعض اولاد اتنی بدبخت ہوتی ہے کہ اسے ماں جیسی نعمت کی کوئی قدر نہیں ہوتی ' وہ ماں کے ساتھ عمر کے آخری مرحلے میں اتنا بھیانک سلوک کرتی ہے کہ تاریخ اسے ناقابلِ معافی مجرموں کے کٹہرے میں لا کھڑا کرتی ہے پھر وہ تاقیامت اللہ اس کے فرشتوں اور اس کے نیک بندوں کی لعنت کا ہدف بن جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اپنے والدین کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرنا نصیب فرمائے۔ آمین!

(والدین ص ۱۲۱' بحوالہ: انٹرنیٹ www.geshah.net)

والدین کی قبریں......اور...... بیٹے کی اداس نظریں

ایک بزرگ فرماتے ہیں کہ ہم حج کرنے گئے تھے' وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ بیت اللہ میں ایک مولوی صاحب روزانہ قرآن پاک کی ان آیات کی تشریح کیا کرتے تھے جن کا ترجمہ یہ ہے کہ:

''ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرو اگر ان میں سے کوئی ایک یا دونوں تمہارے پاس بوڑھے ہو کر رہیں تو انہیں کسی موقع پر بھی اُف تک نہ کہو اور نہ انہیں جھڑک کر جواب دو بلکہ ان کے ساتھ احترام اور ادب کے ساتھ بات کرو۔ نرمی اور رحم کے ساتھ ان کے سامنے جھک رہو اور دعا کیا کرو کہ:

''اے پروردگار! ان پر رحم فرما جس طرح انہوں نے رحمت و شفقت کے ساتھ بچپن میں مجھے پالا تھا۔'' (پ:۱۵' بنی اسرائیل ۲۴)

اور بعض اوقات بیان کرتے کرتے ان کی آواز لرزنے' کانپنے لگتی اور الفاظ رُک رُک کر زبان سے نکلتے اور آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑیاں بہنے لگتیں۔ میں نے اپنے ساتھیوں کی طرف دیکھا تو وہ بھی میری طرح سب حیرت زدہ ہیں کہ آخر ان آیاتِ قرآنی کی تشریح میں مولوی

Marfat.com

صاحب پر اس قدر گریہ وزاری کیوں طاری ہو جاتی؟ اس کی ان سے ضروری وجہ دریافت کرنی چاہیے تاکہ ہمیں بھی کچھ نصیحت حاصل ہو۔ لہٰذا جب وعظ ختم ہو چکا تو ہم نے ان کو چائے پینے کے لیے کہا' ہمارے زیادہ اصرار کرنے پر مولوی صاحب مان گئے۔

ہم حرم شریف سے باہر نکل کر ایک ہوٹل میں چائے پینے بیٹھ گئے' حج کے دنوں میں حرم شریف کے آس پاس جتنے ہوٹل ہوتے ہیں' وہ اکثر دن رات ہی کھلے رہتے ہیں۔ غرض ہم بھی ایک ہوٹل میں جا کر چائے پینے لگے اور باتیں کرنے لگے۔ باتوں باتوں میں ہم نے مولوی صاحب سے پوچھا:

''مولانا صاحب! کیا آپ ہمیں اتنا فرمائیں گے اور اس پر وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالیں گے کہ ان آیاتِ الٰہی کی تشریح میں جناب اتنے غمگین اور افسردہ کیوں ہوتے ہیں؟''

مولانا صاحب نے اس طرح سے اپنا واقعہ بیان کرنا شروع کیا کہ:

''میں کلکتہ کے قریب ایک گاؤں کا رہنے والا ہوں۔ میرے والدین شہر میں رہتے تھے اور میرے والد ایک پرائیویٹ کارخانے میں ملازم تھے' پڑھے لکھے تو معمولی سے تھے لیکن نہایت نیک اور خدا ترس آدمی تھے۔ میری عمر ابھی چار سال ہی تھی کہ مجھے ایک اسلامی سکول میں داخل کرا دیا گیا۔ میرے والدین مجھے دینی علوم کی تعلیم دِلانا چاہتے تھے اس لیے میں نے اٹھارہ سال کی عمر میں عربی زبان سیکھ لی۔ میں دینی تعلیم کے دوران انگریزی بھی پڑھتا تھا اور والد صاحب کے ایک دوست کے مدرسے سے میں نے میٹرک یعنی دسویں جماعت کا امتحان

Marfat.com

پاس کرلیا۔ میری خواہش افسر بننے کی تھی۔ میں نے اپنے والد سے اس کا ذکر کیا۔ والد صاحب کو اس زمانے میں نوکری کے دو سو روپے ملتے تھے جس سے پورا گھر کا خرچ چلانا پڑتا تھا اور آئندہ کے لیے فکر ہوتی تھی۔

میرے والد صاحب کا خیال تھا کہ میں اب کوئی ملازمت کرلوں تاکہ گھر کا انتظام سنبھالنے میں آسانی ہو لیکن میرا پکا ارادہ کالج میں داخل ہونے کا ہو چکا تھا۔ میں نے والد صاحب کی بے حد خوشامد کی اور ان کو منایا۔ آخرکار والد صاحب راضی ہو گئے۔ میں نے ایک کالج میں داخلہ لے لیا۔

میری والدہ بڑی کفایت شعار اور عقل مند تھیں' اپنے خالی وقت میں وہ موم بتیاں بنا کر اچھے خاصے پیسے حاصل کرلیتیں اس طرح ان کو محنت تو بہت کرنی پڑتی لیکن وہ میری سب ضروریات پوری کرتیں۔ فیس تو والد صاحب دے دیتے تھے اور دوسری ضروریات کے لیے میری والدہ مجھے چپکے سے روپے بھیج دیتیں۔ مجھے معلوم تھا کہ والد صاحب بھی میرے اخراجات اور دوسرے بھائیوں کی تعلیم و تربیت کے لیے ڈیوٹی سے زیادہ وقت (اوور ٹائم) کام کرتے تھے اس طرح ان کو زیادہ پیسے حاصل ہو جاتے اور ہمارا خرچ چلتا رہا اور میں نے چھ سال میں ڈگری حاصل کرلی۔

میں نے ڈگری تو بے شک حاصل کرلی مگر اس کالج کی تعلیم کے دوران اور زمانے میں کالج کے ماحول کے رہن سہن نے میری اسلامی شعار اور طریقے کو بالکل ہی بدل دیا اور میں اسلامیات کو بالکل ہی بھول چکا

Marfat.com

تھا اس لیے یہ ماحول ہی نیا اور ایسا تھا کہ میں وہاں کا رنگ لیے بغیر نہ رہ سکا۔ میرا ذہن، میرے خیالات، جدید تعلیم و تربیت سے بے حد متاثر ہو چکے تھے اب کیسا دین اور کیسے دین کی باتوں پر چلنا اور کیسا نماز، روزہ کرنا میرے حالات اور خیالات سب ہی بدل چکے تھے۔ میں نے چھٹے سال پورے کالج میں اوّل نمبر کی کامیابی حاصل کی اس لیے درخواست دینے پر مجھے اسی کالج میں ملازمت مل گئی اور میں ساڑھے تین سو ماہوار تنخواہ پانے لگا۔ چند سالوں میں میری تنخواہ پانچ سو روپیہ ماہوار ہو گئی۔

اب والدین نے میری شادی کی فکر کی، وہ یہ چاہتے تھے کہ کسی نیک اور دین دار لڑکی سے میری شادی ہو جو گھر میں ایک اچھی بہو کی طرح رہے لیکن میری خواہش یہ تھی کہ وہ آج کی نئی تہذیب اور نئی تعلیم سے واقف ہو تاکہ موجودہ دور اور اعلیٰ سوسائٹی میں کھپ سکے ہر ایک کے ساتھ کھلے عام باتیں کر سکے، ننگے ڈانس دیکھ سکے اور ننگے ڈانس کر سکے، سینہ تان کر بازاروں میں چل سکے اور ہر بے حیائی کے کام میں ترقی کر کے آگے بڑھ سکے۔

لہٰذا میں نے اپنی پسند کا ذکر اپنی ماں کے ذریعے سے اپنے والد صاحب سے کر دیا لیکن انہوں نے پسند نہ کیا اور بُرا مانا لیکن مجھے نئی روشنی کے سوا کچھ دِکھائی ہی نہیں دیتا تھا ایسا بھوت سر پر سوار تھا کہ کہاں کا خدا کا خوف اور کہاں کا دین کا شوق نہ قرآن مجید سے محبت اور نہ نبی کریم ﷺ سے محبت۔ ہر طرف سے نفس اور شیطان نے پوری طرح سے رنگ چڑھا دیا اور اپنی ضد پر قائم رہا۔ ماں باپ کی بات کسی طرح

Marfat.com

بھی میرے عقل میں نہ آتی تھی اور نہ ہی میں ماننے کے لیے تیار تھا۔

بہر حال میں نے اپنے والدین کو بار بار اصرار کر کے راضی کر لیا، وہ میرے اصرار سے راضی ہو گئے شاید اس وجہ سے کہ انہیں اندیشہ تھا کہ اگر وہ انکار کر دیں گے تو شاید میں اپنی من مانی کروں گا اس خوف سے انہوں نے ہاں کر دی لہٰذا ایک فیشن ایبل، جاہل، دین سے بے بہرہ لڑکی سے میری شادی ہو گئی، شادی کو ابھی دو چار مہینے ہوئے تھے کہ والد صاحب کے کارخانے میں ایک تیل کی ٹینکی پھٹ جانے سے ان کی دونوں آنکھیں جاتی رہیں اس لیے اب وہ کارخانے جانے سے معذور اور بے کار ہو گئے اور کام کے قابل نہ رہے اور اب وہ گھر میں ہی رہنے لگے اور ان کو کارخانے کی طرف سے ایک معمولی رقم اور الاؤنس کے طور پر ملنے لگا۔

میری بیوی کو اسلامی تعلیم و تہذیب سے دُور کا بھی واسطہ نہ تھا، وہ تو صرف آزاد خیال اور تیز مزاج عورت تھی جسے نہ خوفِ خدا اور نہ عشقِ مصطفیٰ۔ وہ کیا جانے کہ اسلام کیا ہے؟ وہ تو پہلے ہی دن سے جاہل مطلق تھی، کچھ اس کی سہیلیوں نے اس کے کان بھر دیئے کہ اری ساس سسر کی خدمت کرنا تمہارا فرض نہیں بلکہ ساس سسر تو تمہاری خدمت کے لیے ہیں۔ تم ان سے جو چاہے خدمت لینا جو لڑکیاں جاہل گنوار اور بے عقل ہوتی ہیں، وہ اپنے ساس سسر کی خدمت کیا کرتی ہیں، تمہارا کوئی حق نہیں، ان کی خدمت کرنے کا، تم اپنے شوہر کی ہو کر رہنا بس۔

اس وقت میں کسی انگریز سے کم نہ تھا، میرے دن رات، صبح و شام عیش و مزے میں گزر رہے تھے اب سوائے خواہشاتِ نفسانی کے نشہ کے کچھ

Marfat.com

یاد ہی نہیں تھا لیکن جب میں نے دیکھا کہ میری محبوبہ بیوی میرے بوڑھے ماں باپ کی خدمت سے نفرت اور پرہیز کرتی ہے تو میں اس پر ناراض ہوا لیکن آہستہ آہستہ اس نے مجھ پر جادو کر دیا کہ اس کے بعد میں اس کی ہر حرکت پر اظہارِ پسندیدگی کرتا تھا۔ میں اس کی تلخ مزاجی اور ڈانٹ ڈپٹ کو برا نہیں جانتا تھا خواہ وہ میرے سامنے میرے والدین کو کچھ بھی برا بھلا کہتی رہتی لیکن میرے کان پر جوں نہ رینگتی اور مجھے ذرا بھر بھی احساس اور برا معلوم نہ ہوتا تھا۔

اب وہ میرے والدین پر آئے دن طرح طرح کے الزامات لگانے لگی لیکن کیا کرتا میں اب صرف نفس کا بندہ بن کر رہ گیا تھا اور روحانی موت مر چکا تھا' مجھے اس سے اتنی محبت ہو گئی تھی کہ میں اسے کچھ بھی نہ کہتا تھا حتیٰ کہ زبان تک نہ اس کے سامنے ہلاتا بس ہر وقت اسی کے محبت کے گن گاتا جو کچھ ہوتا پڑا دیکھتا رہتا۔ پیارے والدین نے بے بس اور مجبور ولاچار اور نہایت تنگ آ کر مجھ سے فریاد اور شکایت کی۔ آہ میری بدبختی تو میں نے یہ کہہ کر ٹال دیا کہ آپ کو غلط فہمی ہے' میری بیوی ایسی نہیں ہے' وہ بڑی عقل مند اور صاحبِ سلیقہ ہے۔ آپ کی عقل ٹھیک نہیں ہے۔

ایک روز کی بات ہے والد صاحب رات کو کسی ضرورت سے پانی لینے کے لیے اُٹھے تو نابینا تھے' ایک سٹول سے ٹکرا گئے اور اسی سٹول پر دودھ کا برتن رکھا تھا' وہ زمین پر گر گیا اور سارا دودھ زمین پر اُلٹ گیا۔ بس پھر کیا تھا بیگم صاحبہ اُٹھیں اور ان کو بہت بُری طرح للکارا۔ تمہیں شرم نہیں آتی چوری کرتے ہوئے' چھوٹے منے کا دودھ رکھا ہوا ہے تم

Marfat.com

چاہتے ہو چپکے سے خود پی لوں۔ خبردار! آئندہ ایسی حرکت کی' اچھی طرح دودھ پینے کا مزا چکھادوں گی۔

میری دُکھی والدہ بھی جاگ رہی تھی' انہوں نے بڑی نرم آواز سے کہا:

''نہیں بیٹی! ایسا نہ کہو یہ تو پانی پینے اُٹھے تھے' سامنے سٹول تھا' دودھ کا برتن گر گیا۔''

چُپ رہ بڑھیا! لگی باتیں بنانے اور تاویلیں کرنے۔ مجھے پڑھاتی ہے' تجھے کچھ تمیز بھی ہے بات کرنے کی؟ بڈھی تجھ سے نمٹوں گی دیکھنا تو سہی جب تیری بھی خبر لوں گی۔ دُور رہو میرے سے' خبردار! آئندہ جو میرے سامنے بڑبڑائی' تیری عقل کہاں گئی ہے کہتی ہے ایسا نہ کہو' سٹول سے ٹکرا گئے۔ میں جانتی ہوں انہیں چوری سے کھانے پینے کی عادت ہے۔

غرض میری بیوی نے انہیں بہت ہی بُری طرح سے جھڑکا اور ڈانٹ ڈپٹ کی اور میں پڑا پڑا یہ سب کچھ دیکھتا رہا لیکن میں نے بیوی کو نہ روکا بلکہ اسے ایک لفظ بھی نہیں کہا کہ یہ تو ان سے کیا کہتی اور کیوں کہتی ہے۔ اسے ٹوکا تک نہیں تھوڑے دنوں کے بعد ایک دن میرے ماموں آئے اور میرے والد اور والدہ کو اپنے ساتھ لے گئے۔ بیوی کہیں باہر گئی ہوئی تھی جب اسے آنے پر پتہ لگا تو اس نے اطمینان کا سانس لیا۔ شکر ہے کہ سر سے بوجھ اُترا اور کہا کہ:

''اچھا ہوا کہ روز روز کی کل کل سے نجات ملی۔''

اس واقعہ کو تین سال گزر گئے اور ایک بچہ کی پیدائش کے بعد میری بیوی کا انتقال ہو گیا۔ بس میرے لیے بہت ہی مصیبت کا سامنا تھا۔ بیوی کا مرنا کیا تھا' میری زندگی سنسان ہو گئی اور اکثر میں کھویا کھویا رہنے لگا۔

میرے ایک بہت ہی مخلص دوست تھے' انہوں نے جلد ہی ایک غریب

Marfat.com

گھرانے میں میری شادی کرادی اور یہ میری بیوی حافظ قرآن نہایت ہی نماز روزہ اور قرآن مجید کی تلاوت کی پابند، بڑی ہی دین دار اور میری ہر طرح سے فرماں بردار تھی۔ وہ اب بھی زندہ اور میرے گھر آباد ہے جب میں فکرِ آخرت سے بے فکر ہو کر بستر پر پڑا کھیلوں کے میچ دیکھ کر زندگی کے بہترین وقت ضائع کر رہا تھا جس کی مجھ سے بازپرس قیامت کے دن کی جائے گی تو وہ قرآن مجید کی تلاوت میں مشغول ہوتی ہے۔

ایک دن کی بات ہے کہ میں چارپائی پر بیٹھا تھا اور بیوی قرآن مجید کی تلاوت کر رہی تھی کہ اچانک وہ اس آیت پر پہنچی کہ جس کی تلاوت وتشریح روزانہ آپ مجھ سے سن رہے ہیں تو میری آنکھوں کے سامنے وہ تمام واقعات آگئے جو پیچھے گزر چکے تھے اور میرے ساتھ میرے ماں باپ نے جو سلوک کیا تھا اور انہوں نے جو زحمت و تکلیف میرے لیے گوارا کی تھی تو میری زبان سے یہ بے ساختہ نکل گیا کہ ہائے میرے ماں باپ! اور میں ہوش میں نہ رہا۔

غرض اب اتنے عرصے کے بعد مجھے اپنے ماں باپ کی یاد آئی کہ زمانہ دراز گزر گیا۔ ہائے افسوس! میری آنکھوں سے آنسو آگئے۔ میری بیوی دوڑی ہوئی آئی اور سمجھی کہ شاید مجھے کوئی تکلیف ہوگئی ہے لیکن اس کے بار بار دریافت کرنے پر میں نے اسے پورا واقعہ جلدی جلدی سنا دیا اب مجھے بڑی بے چینی ہوئی کہ میں اپنے والدین کو کیسے پاؤں؟ میں دوسرے دن ہی اپنے ماموں کے ہاں گیا لیکن وہاں پہنچ کر میری حیرت کی انتہا نہ رہی۔

جب مجھے معلوم ہوا کہ والدین کئی مہینوں پہلے گھر جانے کے بہانے یہاں سے روانہ ہو چکے ہیں۔ بس اتنا سنتے ہی پیروں تلے سے زمین نکل گئی کہ ہائے بڑھاپے اور نظر کے نہ ہونے کی حالت میں کہاں گئے ہوں گے۔ میں فوراً ہی اپنے

Marfat.com

والد کا فوٹو لے کر (جو کارخانہ میں کھینچا گیا تھا) قریب ہی تھانے میں گیا اور فوٹو دے کر رپورٹ لکھوائی اور کئی اخباروں میں بھی فوٹو کے ساتھ خبر چھپوائی اور اِدھر اُدھر کئی آدمیوں کو روانہ کیا اب مجھے رات بھر نیند نہیں آتی تھی اور ہر وقت اسی فکر میں رہتا کہ کسی طرح بھی میرے والدین مل جائیں۔

میں نے اللہ سے خوب گڑگڑا کر توبہ کی اور دعائیں کیں کہ:

''الٰہی! میرے ماں باپ کو واپس لوٹا دے۔''

تیسرے روز ایک پولیس والا آیا اور اس نے مجھے بتایا کہ جو شکل آپ نے لکھوائی تھی بالکل اس سے ملتی جلتی شکل کا ایک بوڑھا آدمی ایک قبر پر بیٹھا فاتحہ پڑھ رہا تھا۔ میں دوڑتا ہوا قبرستان پہنچا تو معلوم ہوا کہ وہ میرے چچا تھے۔ میں ان کے قدموں پر گر پڑا اور اپنے والدین کو دریافت کرنے لگا۔ چچا نے نظر اُٹھائی اور دو سامنے والی قبروں کو مخاطب کر کے کہا:

''بھائی اکرم! اور بھابھی زبیدہ! دیکھو تمہارا لاڈلا افسر آیا ہے۔''

اکرم میرے والد کا زبیدہ میری ماں کا نام تھا۔ چچا جان کے منہ سے یہ بات سن کر میں اوندھے منہ پر گرا اور پھوٹ پھوٹ کر زار و قطار رونے لگا پھر کیا بنتا ہے

اب پچھتائے کیا ہوت جب چڑیاں چگ گئیں کھیت

بس اتنا کہہ کر مولانا صاحب خاموش ہو گئے تو میں نے مولانا کی طرف دیکھا تو ان کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ بزرگوں نے سچ کہا ہے کہ:

''انسان سے بعض ایسی غلطیاں ہو جاتی ہیں جو ساری عمر کے لیے

Marfat.com

افسوس پیدا کر دیتی ہیں مگر نادم ہونے والوں کے لیے۔ اللہ تعالیٰ کے خوف سے عاری لوگ ٹس سے مس نہیں ہوتے بلکہ اور زیادہ ظالم ہو جاتے ہیں۔"

(والدین کے حقوق اور اولاد کی ذمہ داریاں' ص: ۹۱' مطبوعہ: بیت العلوم لاہور)

ماں! مجھے بہت جلدی ہے

سعودی عرب کے شہر ریاض کے مضافات میں ایک ہسپتال میں داخل مریض اپنا دردبھرا واقعہ خود بیان کرتا ہے۔ وہ کہتا ہے:

"آپ لوگ مجھے ہسپتال میں اس حالت میں دیکھ رہے ہیں کہ میں اُٹھ بیٹھ بھی نہیں سکتا۔ میں پابند بستر ہوں' دن رات بستر پر پیٹھ یا پیٹ کے بل لیٹا رہتا ہوں۔ میرا کئی سال پہلے ایکسیڈنٹ ہو گیا تھا۔ ایکسیڈنٹ کے دن سے آج تک میں اسی ہسپتال میں داخل ہوں۔ میری کہانی کچھ اس طرح ہے کہ ایک دن میری والدہ نے مجھ سے کہا کہ:

"میں اپنے قریبی رشتے دار کے گھر جانا چاہتی ہوں' تم مجھے گاڑی سے پہنچا دو۔"

میں نے کہا:

"مجھے کہیں اور جانا ہے۔ میرے پاس وقت نہیں کہ میں آپ کو چھوڑنے جاؤں۔ آپ کو بعد میں کبھی فرصت ملے گی تو ان سے جا کر ملاقات کر لینا ابھی میں مشغول ہوں اور مجھے کہیں جانا ہے۔"

والدہ نے فرمایا:

"بیٹا! میں جن لوگوں کے پاس جانا چاہتی ہوں ان کا مجھ پر ایک عظیم احسان ہے۔ میں ان کے احسان کا بدلہ نہیں چکا سکتی چاہتی ہوں کہ ان

Marfat.com

سے ملاقات کر کے انہیں سلام دعا کہہ آؤں اس لیے میرا ان کے ہاں جانا اشد ضروری ہے۔ تم مجھے وہاں لے چلو۔"

"لیکن ایک شرط ہے۔"

میں نے ماں سے مخاطب ہو کر کہا۔

"وہ شرط کیا ہے بیٹا؟"

میں نے کہا:

"وہ شرط یہ ہے کہ میں تمہیں لے کر چلتا ہوں' میں تمہیں تمہارے رشتے دار کے گھر چھوڑ کر چلا جاؤں گا اور ٹھیک آدھے گھنٹہ بعد واپس آؤں گا۔ واپسی پر دروازے کے پاس پہنچ کر صرف ایک مرتبہ گاڑی کا ہارن بجاؤں گا اگر ایک ہارن پر تم گھر سے نکلو گی تو ٹھیک ورنہ میں تمہیں وہیں چھوڑ کے آگے نکل جاؤں گا۔"

اور ہوا بھی ایسا ہی۔ ماں کو مطلوبہ مکان پر چھوڑ کر مجھے جہاں جانا تھا' چلا گیا اور ٹھیک آدھے گھنٹے بعد واپس آیا۔ دروازے کے پاس گاڑی روک کر صرف ایک مرتبہ ہارن بجایا جب ماں باہر نہیں آئی تو میں نے اسے وہیں چھوڑ دیا اور گاڑی تیزی کے ساتھ آگے بڑھا دی۔ مجھے وہاں سے نکلے ابھی چند لمحے ہی ہوئے تھے کہ اچانک میری گاڑی کا ایکسیڈنٹ ہو گیا اور میں بُری طرح زخمی ہو گیا اب میری حالت یہ ہے کہ میں رات دن روتا ہوں۔ نہ حرکت کر سکتا ہوں نہ کھڑا ہو سکتا ہوں۔ کروٹ بدلنے سے بھی معذور ہوں صرف منہ اور پیٹھ کے بل لیٹ سکتا ہوں۔ آہ! میں اس حالت کو ماں کی نافرمانی ہی کی پاداش میں پہنچا ہوں۔"

Marfat.com

فَاعْتَبِرُوْا یٰاُولِی الْاَبْصَارِ!

(والدین، ص: ۲۸۷، مطبوعہ: دارالسلام)

پتہ نہیں صندوق میں کیا ہے؟

مصر میں ایک آدمی کے تین بیٹے تھے اس کے پاس مال و دولت کی کوئی کمی نہیں تھی جب وہ بوڑھا ہو گیا اسے احساس ہونے لگا کہ اس کا کوئی بیٹا اس کی اچھی طرح دیکھ بھال نہیں کر رہا اس نے سوچا کہ کیوں نہ وہ اپنے مال کو اپنے بچوں میں تقسیم کر دے تاکہ یہ اس سے کمائیں، کھائیں اور اس احسان کے بدلے میں اس کی خدمت کریں اس نے اپنی بیوی سے مشورہ لیا تو اس نے بھی بوڑھے شوہر کے خیال کی تائید کی۔ چنانچہ ایک دن اس نے ایک مختصر سی میٹنگ رکھی اور اپنے تینوں بیٹوں کو بلوایا جب تینوں بیٹے اس کے پاس حاضر ہو گئے تو اس نے کہا:

"میرے بیٹو! تم سب جانتے ہو کہ میں نے اپنی جوانی کمانے میں خرچ کر دی ہے۔ میں نے اپنے پیسے سے تم تینوں کی اچھے گھرانوں میں شادی بھی کر دی ہے اب میں بوڑھا ہو چلا ہوں، میری طاقت جواب دے چکی ہے، میں تجارت کے لیے مارکیٹ میں نہیں نکل سکتا۔ میں نے سوچا کہ آخر یہ سب مال جو میرے پاس رکھا ہوا ہے کیوں نہ تمہارے درمیان تقسیم کر دوں تاکہ تم اس سے فائدہ اُٹھاؤ اور کماؤ کھاؤ۔ چنانچہ میں نے اپنا سارا مال تم تینوں بھائیوں میں تقسیم کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

میری اور تمہاری والدہ کی زندگی کا بڑا حصہ گزر چکا اب تھوڑی سی زندگی باقی ہے تم لوگ تھوڑی بہت ہم پر توجہ دو گے تو ہماری زندگی آرام سے گزر جائے گی۔ بس اب جاؤ میں نے اپنے پورے مال کو تم تینوں میں برابر تقسیم کر دیا ہے۔ آج کے بعد میرا سارا مال تم تینوں کا ہے۔ کماؤ،

Marfat.com

کھاؤ اور اللہ کی راہ میں خرچ کرو۔ بس اتنی گزارش ہے کہ ہم دونوں میاں بیوی تمہاری خدمت کے محتاج ہیں، تم لوگ ہمیں فراموش مت کرنا، ہمیں یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں ضائع نہیں کریں گے۔''

تینوں بیٹوں نے باپ کو یقین دلایا کہ وہ ماں باپ کی خدمت کریں گے۔

پھر تینوں بھائی اپنا حصہ لے کر تجارت اور دیگر کام کاج میں مشغول ہو گئے کچھ ہی دنوں بعد وہ اپنی مشغولیت میں ایسے ڈوبے کہ والدین کی خدمت کرنا بھول گئے۔ ہر بیٹا یہی سمجھتا تھا کہ چلو میں اپنے والدین کی خدمت نہیں کرسکتا یا میرے پاس اتنا وقت نہیں تو دو بھائی اور ہیں، وہ دونوں بوڑھے والدین کی خدمت کرتے ہی ہوں گے۔ یوں بوڑھے والدین تنہا ہو کر رہ گئے۔

شاذ و نادر ہی ایسا ہوتا تھا کہ ان میں سے کوئی بیٹا والدین کے پاس مہینے دو مہینے میں ایک دو بار ملاقات کے لیے آ جاتا۔

ایک دن بوڑھے باپ کا ایک دوست ملاقات کے لیے آیا۔ یہ اس کا پرانا جگری دوست تھا۔ خرید و فروخت کے معاملات میں جب بھی کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا، یہ بوڑھا اپنے اسی دوست سے مشورہ لیتا۔ باتوں باتوں میں اس نے اپنے جگری دوست کو بیٹوں کے ناروا سلوک سے آگاہ کیا اس نے یہ بھی بتلایا کہ اب وہ اپنی جائے داد میں سے کسی چیز کا مالک بھی نہیں ہے بلکہ ساری جائے داد بچوں میں تقسیم ہو چکی ہے اور وہی اس کے مالک ہیں۔

بوڑھے کا جگری دوست بڑا ذہین و فطین تھا اسی لیے بوڑھے نے مشورہ

Marfat.com

لینے کے لیے اس کا انتخاب کیا تھا۔ بوڑھے کے دوست نے کہا کہ میں تمہیں تمہاری نافرمان اولاد کی بے حسی اور عدم توجہی سے چھٹکارا دِلانے کے لیے کافی ہوں لیکن میں چاہوں گا کہ ہمارے درمیان جو باتیں ہوئی ہیں' تم اپنے بیٹوں کو ان کی ہوا بھی نہ لگنے دینا۔

بوڑھے باپ نے دوست سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے بیٹوں کو اس بارے میں کوئی بات نہیں بتائے گا۔ یہ باتیں صیغۂ راز ہی میں رہیں گی اس نے اپنے دوست سے کہا:

''میں تمہیں اختیار دیتا ہوں کہ ہمارا مسئلہ حل کرنے کے لیے تم جو مناسب طریقہ اختیار کرنا چاہو' کر سکتے ہو۔''

اس بات چیت کے بعد بوڑھے باپ کا جگری دوست یکے بعد دیگرے اس کے تینوں بیٹوں کے پاس گیا اور ان تینوں سے یہ باتیں کہیں:

''تم تو اچھی طرح سے جانتے ہو کہ میں تمہارے والد کا بہت پرانا ساتھی ہوں' تمہارا والد آخر وقت تک مجھ سے مشورہ لیے بغیر کوئی قدم نہیں اُٹھاتا تھا۔ لین دین ہو یا خرید و فروخت یا روزمرہ کا کوئی بھی اُلجھا ہوا معاملہ میں ہی اس کا مشیرِ خاص ہوا کرتا تھا۔ تمہارے باپ نے بہت عرصہ پہلے میرے پاس اپنے مال کا ایک بھاری حصہ بطورِ امانت رکھوایا ہوا ہے اس مال کا اگر تخمینہ لگایا جائے تو اس کی جمع پونجی کے ایک تہائی سے کم نہیں ہوگا۔ خود میرے پاس اتنا زیادہ مال ہے کہ میں اس کی حفاظت سے عاجز ہوں اس لیے میں چاہتا ہوں کہ تمہارے باپ کو اس کی رکھی ہوئی امانت واپس کر دوں۔

آخر کب تک میں درد اپنے سر لیے رہوں گا؟ اور ہاں! میں یہ امانت تنِ

Marfat.com

تنہا واپس کرنا نہیں چاہتا۔ میں چاہوں گا کہ کل صبح ہی صبح تم اپنے دونوں بھائیوں کے ساتھ اپنے والد کے پاس آ جاؤ تا کہ میں تم سب بھائیوں کی موجودگی میں تمہارے والد کو اس کی امانت واپس کر دوں یہاں ایک خاص بات تم سے کہنا چاہوں گا کہ چونکہ اب تمہارے والد بوڑھے ہو گئے ہیں اور انہیں اس مال و جائیداد میں کوئی دلچسپی نہیں ہے اس لیے وہ شاید یہ امانت تم بھائیوں میں سے کسی ایک کے نام کرنے والے ہیں، تم میں سے جو ان کی زیادہ سے زیادہ خدمت کرے گا وہی اس مال کا حق دار ہو گا۔

اس لیے میں نے تمہیں یہ راز بتلا دیا ہے کہ تم اپنے والد کی خدمت میں لگ جاؤ۔ میں نے تمہارے والد سے تمہارے لیے تعریفی کلمات سنے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ تمہارے والد یہ سارا مال تمہیں ہی دے جائیں گے اور تم مالا مال ہو جاؤ گے اور ہاں! میں نے جو باتیں تم سے بیان کی ہیں اُس کے بارے میں اپنے دوسرے دونوں بھائیوں کو بالکل بھنک نہ پڑنے دینا مبادا وہی اس مال کے حق دار بن بیٹھیں۔"

بوڑھے باپ کے اس جگری دوست نے یہ باتیں اس کے تینوں بیٹوں میں سے ہر ایک کے پاس الگ الگ جا کر کیں اور تینوں کو خوب سبز باغ دکھلائے۔

صبح ہوئی، تینوں بیٹے وقت سے پہلے ہی اپنے والد کے پاس پہنچ چکے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کی خواہش تھی کہ وہ اپنے والد کو خوش کرنے کی غرض سے سب سے پہلے اس کے پاس پہنچے۔ باپ کا جگری دوست بھی وقت پر پہنچ گیا۔ وہ یہ دیکھ کر حیرت میں پڑ گیا کہ وہی بیٹے جو کئی کئی

Marfat.com

مہینے تک اپنے بوڑھے باپ کی مزاج پرسی کے لیے نہیں آتے تھے' آج مال کے لالچ میں وقت سے پہلے ہی باپ کے دروازے پہنچ گئے ہیں اس کے ساتھ دو جوان آدمی بھی تھے جنہوں نے ایک بڑا صندوق اُٹھا رکھا تھا۔ صندوق ایک بڑا اور مضبوط تالا لگا کر بند کیا ہوا تھا۔

بوڑھے کے جگری ساتھی صندوق کو تینوں بیٹوں کے سامنے ان کے باپ کو واپس کرتے ہوئے کہا:

''چونکہ آپ نے یہ دولت میرے پاس بطورِ امانت رکھوائی تھی اب میں آپ کی رکھی ہوئی امانت کی مزید حفاظت کرنے سے قاصر ہوں اس لیے آپ اپنے بیٹوں کے سامنے اپنی یہ امانت واپس لے لیں۔''

بوڑھے نے اپنے جگری ساتھی کو تنہائی میں لے جا کر پوچھا:

''بھئی! اس صندوق کے اندر تم نے کیا چھپا رکھا ہے؟''

اس نے بتلایا کہ یہ محض میری تدبیر ہے جسے میں نے اپنایا ہے اور ہاں! تم اپنے بیٹوں کے سامنے اس بارے میں کچھ مت کہنا۔''

پھر دونوں واپس آئے اب بوڑھے کا ساتھی اس کے بیٹوں سے اس طرح مخاطب ہوا:

''آج میں تمہارے والد کی رکھی ہوئی امانت تمہارے سامنے واپس کر رہا ہوں اب اس امانت کا بوجھ میرے سر سے ختم ہوا۔ تم لوگ اس بات پر گواہ رہو۔ آج کے بعد مجھ پر اس سلسلے میں کوئی ذمہ داری عائد نہیں ہوگی۔''

یہ کہہ کر اس نے بیٹوں کے سامنے بوڑھے باپ کو صندوق کی چابی دے دی۔

Marfat.com

بوڑھے نے اپنے جگری ساتھی سے کہا:

''دوست! واقعی تم نے اپنی دوستی کا حق ادا کر دیا۔ امانت کو اس کے حق دار تک پہنچا دیا' اللہ تمہارا بھلا کرے۔''

دوست بولا:

''آپ نے پوری زندگی میں خیر و بھلائی ہی کا کام کیا ہے اور مجھے معلوم ہے کہ آپ یہ مال بھی اپنی جائے داد کی طرح اپنے ان بچوں ہی میں تقسیم کر دیں گے۔ آپ ان میں سے چاہیں وصیت کر دیں یا سب کو عنایت کر دیں یا بعد میں جسے چاہیں' اسے اس کا مختارِ کل بنا ڈالیں۔''

یہ کہہ کر اس نے سلام کیا اور مجلس سے رخصت ہو گیا اس کے بعد بوڑھے کے تینوں بیٹوں کا یہ حال تھا کہ وہ سب کے سب وفا کے پیکر بنے باپ کے سامنے کھڑے تھے۔ ان میں سے ہر ایک کی تمنا تھی کہ وہی اس صندوق کا حق دار بنے۔ باپ نے بیٹوں سے کہا کہ:

''میں ابھی یہ فیصلہ نہیں کر سکتا کہ یہ صندوق تم میں سے کسے دوں البتہ کچھ دنوں بعد اسی صندوق کے اندر میں ایک وصیت اپنے اس بیٹے کے نام لکھ کر رکھ دوں گا جسے دینا چاہوں گا۔ میرے انتقال کے بعد تم لوگ اسے کھولنا اور اندر سے جس کے نام وصیت نامہ نکلے گا' یہ مال اسی کا ہوگا۔''

بیٹے اپنے باپ کی بات سن کر حیرت زدہ رہ گئے۔ وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ ان کا بوڑھا باپ یہ مال بھی ان کے مابین اسی طرح تقسیم کرے گا جس طرح پہلے تقسیم کیا تھا مگر اس دفعہ ایسا نہیں ہوا اب ان تینوں میں سے ہر بیٹا اس کوشش میں لگ گیا کہ کسی نہ کسی طرح اپنے باپ کے اس مال

Marfat.com

کا مستحق وہی ٹھہرے۔

بس اب کیا تھا' تینوں بیٹے اپنے باپ کی خدمت کے لیے یوں مصروف ہو گئے جیسے بھوکا آدمی کھانے پر ٹوٹ پڑتا ہے۔ کوئی باپ کی خدمت کے لیے صبح آنکھ کھلتے ہی پہنچ جاتا' کوئی اپنی بیوی بچوں کے ساتھ باپ کے پاس پہنچ کر اس کے پاؤں دباتا' کوئی رات کے وقت بھی اپنے والد کی خیریت دریافت کرنے آجاتا۔ بوڑھا باپ اپنے بیٹوں کے دل کی حقیقت اچھی طرح سمجھتا تھا۔ یہ اور بات ہے کہ بستی کے لوگ اس بوڑھے پر رشک کرتے تھے کہ اس کے بیٹے کتنے وفادار اور اطاعت گزار ہیں' انہیں کیا معلوم تھا کہ یہ سب کچھ مال کے لالچ میں ہو رہا ہے ورنہ یہی باپ دو دو مہینے تک اپنے بیٹوں کی شکل دیکھنے کو ترس جاتا تھا۔ صندوق سامنے رکھا ہوا تھا' چابی باپ نے نامعلوم جگہ پر چھپا رکھی تھی' بیٹے آتے رہے اور باپ کی خدمت کرتے رہے۔ یہ سلسلہ کوئی دو سال تک چلتا رہا بسا اوقات بیٹے اپنے دل میں سوچتے:

''ہمارا بوڑھا باپ کب تک زندہ رہے گا؟''

ادھر باپ بچوں کی خدمت سے بڑی خوشی محسوس کر رہا تھا۔ دو سال گزرنے کے بعد آخر کار وہ وقت آہی گیا جس کا بیٹوں کو شدت سے انتظار تھا۔ باپ کا انتقال ہو گیا' کفن دفن کی کارروائی مکمل کرنے کے بعد بیٹوں کی یہی تمنا تھی کہ جلد سے جلد صندوق کو کھولا جائے اور دیکھا جائے کہ یہ مال کس کے نصیب میں آیا ہے۔ بیٹوں نے سوچا کہ اگر بستی کے لوگوں کو بلا کر اس صندوق کے بارے میں کوئی بات چیت کی جائے گی تو جگ ہنسائی ہوگی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے والد کے پرانے جگری

Marfat.com

دوست کو بلوایا اور اس کے سامنے صندوق کھولنے کی تجویز رکھی۔ انہوں نے صندوق کی چابی اپنے والد کے جگری دوست کے حوالے کر دی اور کہا کہ اب آپ ہی قفل کھولیے۔

تینوں کے سانس اٹکے ہوئے تھے' ہر بیٹے کو یقین تھا کہ وصیت نامہ اسی کے نام نکلے گا کیونکہ اسی نے اپنے والد کی سب سے زیادہ خدمت کی تھی اب صندوق کھل چکا تھا' تینوں بیٹے پھٹی پھٹی آنکھوں سے صندوق کو دیکھ رہے تھے۔ انہیں آنکھوں پر یقین نہیں آ رہا تھا' وہ اپنی آنکھیں زور زور سے مل رہے تھے' انہیں اپنے آپ پر شک گزر رہا تھا کہ کہیں ان کی آنکھیں دھوکہ تو نہیں دے رہیں مگر جو حقیقت سامنے تھی اس میں اب شک کی کوئی گنجائش نہیں تھی۔ وہ یہ دیکھ کر ہکا بکا رہ گئے کہ اس صندوق میں درہم و دینار اور سونے چاندی کی بجائے پتھر اور مٹی کے ڈھیلے بھرے پڑے ہیں۔ انہیں سخت حیرت ہو رہی تھی صندوق میں ایک کاغذ رکھا ہوا تھا۔ باپ کے جگری دوست نے اسے کھول کر پڑھنا شروع کیا اس میں لکھا ہوا تھا:

''بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ o یہ صندوق اور اس کے اندر جو کچھ ہے ان نافرمان اور لالچی بیٹوں کے لیے ہے جنہوں نے والد کے حقوق ادا کرنے کے لیے اپنا فرض نہیں نبھایا بلکہ مال کے لالچ میں اپنے والد کی خدمت کی۔''

تینوں بھائیوں کے سر شرم سے جھک گئے' ان کے چہروں پر ذلت اور رسوائی کی دھول اُڑ رہی تھی۔ وہ ایک دوسرے کی طرف دیکھ رہے تھے اور خود اپنے وجود سے ندامت محسوس کر رہے تھے۔ انہیں اندازہ ہو گیا

Marfat.com

کہ یہ ان کے والد کا کام نہیں بلکہ ان کے جگری دوست کی چال تھی۔

باپ کے جگری دوست نے کہنا شروع کیا:

''ہاں! اس کا نام تدبیر ہے' یہ میرا ہی کام ہے...... میں نے ہی یہ چال چلی تھی۔ تمہارے بوڑھے والد نے مجھ سے تمہارے بارے میں شکوہ کیا تھا کہ تم لوگوں نے اس کی جائے داد سے حصہ وصول کرنے کے بعد اسے بھلا دیا اور اس کے حقوق یکسر فراموش کر بیٹھے۔ چنانچہ میں نے یہ تدبیر اختیار کی تاکہ میرے دوست کی خدمت ہو سکے اور تم مال کے لالچ ہی میں سہی' اپنے والد کی خدمت کرو۔''

اپنے والد کے دوست کی باتیں سن کر تینوں بھائیوں کو بے حد پشیمانی ہوئی۔ انہیں یقین ہو گیا کہ انہوں نے اپنے والد کی خدمت میں بڑی کوتاہی کی ہے اس کے بعد انہیں زندگی بھر یہ احساس کھاتا رہا کہ انہوں نے اپنے والد کی خدمت کا فرض کیوں فراموش کر دیا تھا۔''

(والدین ص ۱۶۳' بحوالہ: انٹرنیٹ www.gesah.net)

بدنیتی کو پھل نہیں لگتا

انگلستان کے ایک طبی جریدے نے ایک عبرت ناک واقعہ بیان کیا ہے:

''ایک لڑکی میری جوان ہوئی تو ماں نے اس کی اچھی جگہ شادی کر دی۔ خاوند برسر روزگار اور سماجی اہمیت رکھتا تھا پھر اس کے یہاں ایک بچی ہوئی۔ ماں کی اور کوئی اولاد نہ تھی اس لیے وہ بیٹی کے ساتھ مقیم تھی لیکن وہ اس کی مہمان داری کے علاوہ نواسی کی پرورش میں بھی ہاتھ بٹاتی تھی۔

نواسی جب ذرا بڑی ہو گئی اور اپنا لباس خود تبدیل کرنے کے قابل ہو گئی

Marfat.com

تو میری نے سوچا کہ ماں کا وجود گھر کی خوب صورتی پر اثر انداز ہے اس لیے بڑھیا سے جان چھڑانی چاہیے۔ اماں کو بڑھاپے کی پنشن بھی ملتی تھی اس لیے اسے بوڑھوں کے خصوصی گھر (Old House) میں داخل کروا دیا گیا۔

ماں نے بہت حیلے بہانے بنائے' گھر میں اپنی ضرورت کا احساس دلایا' نواسی کی پرورش کا عذر بھی ناکام ہوا۔ میری کا اصرار تھا کہ ہمارا چار کمروں کا فلیٹ اب تنگ پڑ گیا ہے اس میں وسعت کی ایک ہی صورت ہے کہ اماں چلی جائے۔ میری کی بیٹی ایلزبتھ کو نانی سے انس ہو گیا تھا اس کا احتجاج بھی بے کار گیا البتہ اماں سے یہ وعدہ کیا گیا کہ ہم ملنے آیا کریں گے۔ ہفتہ' اتوار تمہیں گھر لائیں گے بھلا اولڈ ہاؤس جانے سے بھی رشتے ٹوٹتے ہیں۔

اماں کو اولڈ ہاؤس پہنچانے کے بعد ملاقاتوں میں وقفہ بڑھتا ہی گیا۔ ہفتہ اتوار کو چھٹی کے باعث گھر میں مہمان آتے رہتے تھے' ان کی موجودگی میں ایک نیم لاچار بڑھیا کا گھر میں ہونا کسی اچھے تاثر کا باعث نہ تھا۔ اس لیے اماں جان کے لیے اولڈ ہاؤس میں قیام ایک مستقل حقیقت بن گیا۔

اپنی طرح کی چند معذور اور مفلوک الحال بوڑھیوں میں رہ کر وہ بے چاری ہمیشہ ان کی یاد کرتی' لمبے لمبے محبت بھرے خط لکھتی' نواسی ایلزبتھ کو پیار لکھتی لیکن وہ منتظر ہی رہتی۔

بیٹی نے ماں کو خط میں یقین دلایا کہ وہ کرسمس پر اپنی پیاری اماں کو ضرور گھر لائے گی تاکہ تمام خاندان کرسمس کی خوشیاں منائے۔

Marfat.com

اماں بے چاری نے اپنے جیب خرچ میں سے پیسہ پیسہ بچا کر اون خریدی اور دن رات ایک کر کے اپنی نہایت پیاری نواسی کے لیے ٹوپی مفلر اور سویٹر بنایا۔ کرسمس والے دن تک کچھ کسر رہ گئی تھی اس لیے وہ ۲۴ دسمبر کی برفباری میں بلڈنگ کی بالکونی میں کرسی ڈال کر اپنے تحفہ محبت کی تکمیل کرتی رہی۔ شدید سردی میں بالکونی میں بیٹھنے کی ایک ضرورت یہ بھی تھی۔ وہ چاہتی تھی کہ جب اسے لینے والوں کی کار آئے تو وہ ان کو انتظار کی کوفت میں مبتلا کیے بغیر نیچے چلی جائے۔

اولڈ ہاؤس کی ایک خادمہ نینسی بڑی خدمت گزار عورت تھی اس نے بڑھیا کو ہیٹر والے کمرے میں لانے کی بڑی کوشش کی مگر وہ اپنے خاندان سے ملنے کے اشتیاق میں کسی مصلحت پر آمادہ نہ ہوئی۔ نینسی نے ایک کمبل لا کر اس پر ڈال دیا۔ بار بار واپسی کی تلقین کے ساتھ وہ گرم چائے بھی دیتی رہی۔ صبح ہو گئی مگر لینے والے نہ آئے۔

کمزوری، شب بے داری اور سرد ہواؤں میں پوری رات گزارنے سے اسے شدید نمونیہ ہو گیا۔ بیٹی کو خود آنے کی فرصت تو نہ مل سکی لیکن اس نے ماں کے بہترین علاج کے لیے ایک فون پر اپنی خواہشات کا اظہار کیا، ماں مر گئی۔

میری کو چونکہ اپنی ماں سے بہت پیار تھا اس لیے کفن دفن کے لیے بہترین بندوبست کیا گیا۔

کچھ دن بعد میری ماں کا سامان لینے اولڈ ہاؤس گئی تو اس نے وہاں کی خادمہ نینسی کا بہت شکریہ ادا کیا کیونکہ وہ آخری وقت تک اماں کی

Marfat.com

خدمت کرتی رہی تھی پھر اسے یاد آیا کہ نینسی بڑی خدمت گزار قسم کی لڑکی ہے اسے کیوں نہ اپنے ہی گھر میں ملازم رکھ لیا جائے۔

اس نے بہتر تنخواہ کے لالچ کے ساتھ نینسی کو اپنے گھر چلنے کی دعوت دی۔ نینسی نے ہنس کر کہا:

''میں آپ کے گھر ضرور جاؤں گی لیکن خدا کا انصاف دیکھنے کے بعد'' جس دن آپ کی بیٹی ایلزبتھ آپ کو اس گھر میں چھوڑ کر جائے گی میں اس خاتون کے ہمراہ اس کی خدمت کے لیے چلی جاؤں گی۔''

یہ ایک واقعہ نہیں حقیقت ہے اب ماڈرن گھرانوں میں ماں باپ ایک فالتو اور بدنما چیز بن گئے ہیں' ان کی خدمت تو درکنار نئی نسل ان کی صورت سے بے زار ہوتی ہے۔

(سنتِ نبوی ﷺ اور جدید سائنس ۱/۲۴۷' مطبوعہ: دارالکتاب لاہور)

ایک دُکھی دل باپ کے دُکھی اشعار

حضرت جابر بن عمارہ بیان کرتے ہیں کہ اُمیہ بن ابی الصلت نے اپنے بیٹے پر عتاب کرتے ہوئے کچھ اشعار کہے جن کا ترجمہ حسبِ ذیل ہے:

غَذَوْتُكَ مَوْلُوْدًا وَمُلْتُكَ يَافِعًا
تُعِلُّ بِمَا اَجْنِىْ عَلَيْكَ وَتَنْهَلُ

''میں نے تجھے غذا مہیا کی جب تو نومولود تھا اور پھر جب تو جوان ہو گیا تو تب بھی تیری ضروریات کا میں کفیل رہا غرضیکہ تجھ پر میری برابر شفقت رہی اور تجھے بار بار میں کھلاتا پلاتا رہا۔''

اِذَا لَيْلَةٌ ضَاقَتْكَ بِالسَّقَمِ لَمْ اَبِتْ
لِسَقَمِكَ اِلَّا سَاهِرًا اَتَمَلْمَلُ

Marfat.com

''جب کوئی رات تجھ پر بیماری کے ساتھ آتی تو تیری بیماری کی وجہ سے
میں سو نہ سکتا بلکہ جاگ کر بے چینی کے ساتھ رات گزار دیتا تھا۔''

كَاَنِّیْ اَنَا الْمَطْرُوْقُ دُوْنَكَ بِالَّذِیْ
طُرِقْتَ بِهٖ دُوْنِیْ وَعَیْنِیْ تَهْمِلُ

''گویا تو نہیں' میں اس بیماری میں مبتلا ہوتا تھا جو دراصل تجھے لاحق
ہوتی تھی نہ کہ مجھے اور تجھے درد پہنچتا تو میری آنکھیں چھم چھم آنسو بہانا
شروع کر دیتی تھیں۔''

تَخَافُ الرَّدٰی نَفْسِیْ عَلَیْكَ وَاِنَّهَا
لَتَعْلَمُ اَنَّ الْمَوْتَ ضَیْفٌ سَیَنْزِلُ

''میری جان تیری ہلاکت سے خوف زدہ ہو جاتی حالانکہ مجھے یقین ہوتا
تھا کہ موت نے مہمان کی طرح اپنے مقررہ وقت پر ہی آنا ہے (اور اس
کا آنا حتمی ہے)''

فَلَمَّا بَلَغْتَ السِّنَّ وَالْغَایَةَ الَّتِیْ
اِلَیْهَا مَدٰی مَا كُنْتُ فِیْكَ اُؤَمِّلُ

''پس جب تو بالغ ہوا اور عمر کی اس حد تک پہنچ گیا جہاں تک پہنچنے کی
میں تیرے بارے میں امید کرتا تھا۔''

جَعَلْتَ جَزَآئِیْ غِلْظَةً وَفَظَاظَةً
كَاَنَّكَ اَنْتَ الْمُنْعِمُ الْمُتَفَضِّلُ

''تو اب تو مجھے اپنی طرف سے یہ صلہ دے رہا ہے کہ نہایت ترش روئی
اور سختی اور بدسلوکی سے پیش آتا ہے گویا کہ تو ہی مجھ پر احسان اور مہربانی
کر رہا ہے۔''

Marfat.com

فَلَيْتَكَ اِذْ لَمْ تَرْعَ حَقَّ اُبُوَّتِیْ
فَعَلْتَ كَمَا الْجَارُ الْمُجَاوِرُ يَفْعَلُ

''کاش! کہ اگر تو حقوقِ پدری کو ادا نہیں کر سکتا تھا تو کم از اتنا ہی کرتا کہ جس طرح ایک ہمسایہ اپنے ہمسائے کے ساتھ سلوک کیا کرتا ہے' وہی سلوک روا رکھتا۔''

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ' ص: ۱۱۳' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

(ج) بددعاؤں کے اثرات...... بربادی کے خطرات

انسان کا دل جب پتھر کی طرح سخت ہو جاتا ہے تو پھر اس پر کسی بات کا اثر نہیں ہوتا۔ والدین کے دل میں اولاد کی جو محبت ہوتی ہے اس کی مثال دنیا میں کہیں نہیں مل سکتی۔ والدین کو اولاد جب تنگ کرتی ہے...... ان کو تکالیف پہنچاتی ہے...... ان کی دل آزاری کرتی ہے...... ان کے محبت بھرے جذبات کو ٹھیس پہنچاتی ہے تو پھر والدین کے دل سے نکلنے والی آہیں بددعاؤں کی صورت اختیار کر لیتی ہیں۔ والدین کی بددعاؤں اور ان کے بُرے اثرات کے چند واقعات ملاحظہ فرمائیے۔

☆☆☆☆

لاش کو چیونٹیاں کاٹنے لگیں

ایک شخص کی والدہ قریب المرگ تھی تو اس نے اس کے ساتھ بدتمیزی کی اور بے چاری اکیلی پڑی رہی اسی حالت میں مر گئی۔

زندگی کے ایام گزرتے گئے قریباً اس واقعہ کو تیس سال بعد یہ شخص جو اپنی والدہ کے ساتھ بدسلوکی سے پیش آتا تھا' بیمار ہو گیا اور دستوں کی وجہ سے بہت کمزور ہو گیا۔

جب ڈاکٹر اس کے علاج کے لیے گیا اور اسے غذا بتائی تو وہ رونے لگ گیا اور بتایا کہ اس کے تین لڑکے ہیں مگر اس کی پرواہ نہیں کرتے' کئی دنوں سے بیمار پڑا

Marfat.com

ہوں مگر ایک دفعہ بھی ملنے نہیں آئے۔

چنانچہ اسی حالت میں اس کی موت واقع ہوگئی وہ شخص رات کو تنہائی میں انتقال کر گیا۔ صبح کے وقت جب محلّہ والوں نے دیکھا تو چیونٹیاں اس کو کاٹ رہی تھیں اور وہ خدا کو پیارا ہو چکا تھا۔ واقعی والدہ کے ساتھ زیادتی کرنے والے کو اس دنیا میں سزا مل کر رہتی ہے۔

(سنتِ نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور جدید سائنس ۱/۲۳۳' مطبوعہ: دار الکتاب لاہور)

......اور زمین نے بدلہ لے لیا

ایک بستی میں ایک کسان کے گھر اس کی ماں اور اس کی بیوی کے درمیان ہمیشہ جھگڑا رہتا تھا' کئی دفعہ اس کی بیوی ناراض ہو کر چلی گئی' بہت منت سماجت سے اس کو واپس لے آتا تھا اس کی بیوی نے آخری بار یہ شرط رکھی کہ تو اپنی ماں کو ختم کر دے تو پھر میں تمہارے گھر آؤں گی اس کسان نے روزانہ کے اس جھگڑے سے تنگ آکر آخر کار اپنی ماں کو ختم کرنے کا پروگرام بنایا۔

وہ کسان روزانہ کماد (گنا) کھیت سے کاٹ کر بازار میں بیچا کرتا تھا۔ ایک دن اپنی ماں کو کھیت میں اس بہانے سے لے گیا کہ وہ کماد کا گٹھا اس کے سر پر رکھوا دے۔ چنانچہ والدہ کو ساتھ کھڑا کیا اور کماد کاٹنا شروع کر دیا اور ایک دم اپنی کلہاڑی سے ماں کو ختم کرنے کے ارادے سے حملہ کیا تو زمین نے اس کے پاؤں پکڑ لیے۔ کلہاڑی دُور جا پڑی اور اس کی ماں چلاتی ہوئی اپنی جان بچانے کے لیے گاؤں کی طرف بھاگ گئی۔

اسی دوران زمین نے آہستہ آہستہ کسان کو نگلنا شروع کر دیا تو کسان نے چلانا شروع کیا۔ اونچی آواز سے اپنی ماں کو پکارتا اور معافی مانگتا رہا مگر کھیت دُور ہونے کی وجہ سے لوگوں تک اس کی آواز دیر کے بعد پہنچی۔

Marfat.com

جب لوگ وہاں پہنچے تو چھاتی تک زمین اس کو نگل چکی تھی اور اس کا سانس بھی بند ہو رہا تھا اسی حالت میں آہستہ آہستہ زمین میں دفن ہوتا گیا۔ لوگوں نے اس کو نکالنے کی بہت کوشش کی مگر زمین نے اس کو نہ چھوڑا اور وہیں مر گیا۔ یہ چند سال پہلے کا واقع ہے اور تحقیق شدہ ہے۔

(سنتِ نبوی ﷺ اور جدید سائنس ۲۳۶/۱، مطبوعہ: دار الکتاب لاہور)

اسے زہر کا ٹیکہ لگا دو

ایک ہسپتال میں ایک نوجوان گردے فیل ہونے کی وجہ سے مر گیا' تین دن تک حالتِ نزع میں رہا' اتنی بُری موت مرا کہ اس کا منہ نیلا ہو جاتا تھا' آنکھیں باہر نکل آتی تھیں اور منہ سے دردناک آوازیں نکلتی تھیں جیسے کوئی اس کا گلا دبا رہا ہے۔

مرنے سے ایک دن قبل یہ کیفیت زیادہ ہو گئی۔ آواز اور زیادہ تیز ہو گئی اور وارڈ سے دوسرے مریض بھاگنے شروع ہو گئے۔ چنانچہ اس کو وارڈ سے دُور ایک کمرے میں منتقل کر دیا گیا تا کہ آواز کم جائے مگر پھر بھی یہ حالت جاری رہی اور اس کا والد ڈاکٹر کے پاس گیا کہ اسے زہر کا ٹیکہ لگا دیں تا کہ مر جائے' ہم سے ایسی حالت دیکھی نہیں جاتی۔

ڈاکٹر نے اس کے والد صاحب سے پوچھا کہ:

''اس نے کیا خاص غلطی کی ہے؟''

اس کا والد فوراً بول اُٹھا کہ:

''یہ شخص اپنی بیوی کو خوش کرنے کے لیے ماں کو مارا کرتا تھا' یہ بُری موت اس کا نتیجہ ہے۔''

(سنتِ نبوی ﷺ اور جدید سائنس ۲۳۶/۱، مطبوعہ: دار الکتاب لاہور)

Marfat.com

ایک عبادت گزار...... مشکلات کا شکار

بنی اسرائیل میں ایک بزرگ گزرے ہیں' ان کا نام جریج تھا۔ وہ انتہائی صالح اور عبادت گزار انسان تھے' ان کی نیکی اور عبادت کا دُور دُور تک چرچا تھا۔ وہ نہایت متقی اور پرہیز گار تھے جب بھی کوئی مشکل مسئلہ درپیش ہوتا تو لوگ ان کی خدمت میں حاضر ہوتے اور ان سے مشورہ لے لیا کرتے تھے۔ مصائب و مشکلات کے ایام میں ان سے دعائیں بھی کرائی جاتی تھیں۔

جب بنی اسرائیل کے بزرگوں کا تذکرہ آتا ہے تو ان میں جریج کا نام نمایاں ہوتا ہے۔ سرکارِ دوعالم' نورِ مجسم ﷺ نے بھی اپنے ارشادات میں بطورِ مثال گزشتہ تاریخ کی جن بزرگ شخصیات کا تذکرہ کیا ہے' ان میں سرفہرست جریج کا قصہ ہے مگر جریج جیسی بزرگ شخصیت سے بھی جب ماں کے حضور ایک معمولی سی نافرمانی ہوگئی تو انہیں اس دنیا میں اس کا نتیجہ بھگتنا پڑا انہیں ماں کی بددعا لگ گئی اور وہ آزمائش میں پڑ گئے۔

حضرت سیّدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

''حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور راہب جریج کے علاوہ کسی نے گود میں کلام نہیں کیا۔''

آپ ﷺ نے فرمایا:

''جریج ایک عبادت گزار تھا اس نے عبادت کرنے کے لیے ایک گرجا (عبادت خانہ) بنا رکھا تھا جس میں وہ عبادت کیا کرتا تھا اس کے گرجے میں ایک چرواہا پناہ گزین تھا۔ ایک دن جریج کی والدہ آئی اور اس نے جریج کو آواز دی۔ جریج اس وقت نماز ادا کر رہا تھا اس نے دل میں سوچا ادھر والدہ کا بلاوا ہے اور ادھر میں نماز میں مصروف ہوں۔

Marfat.com

والدہ کے بلانے پر جاؤں یا نماز جاری رکھوں؟ اس نے نماز کو جاری رکھا' ماں واپس چلی گئی۔ دوسرے دن اس کی ماں پھر آئی۔ ماں نے آواز دی:

"اے جریج!"

اس نے سوچا اے اللہ! میری ماں مجھے نماز کے دوران بلاتی ہے' کیا کروں؟ اس نے نماز جاری رکھی۔ ماں پھر واپس چلی گئی۔ اگلے روز اس کی ماں پھر آئی اس نے آواز دی:

"اے جریج!"

اس نے سوچا کہ نماز پڑھوں یا اسے جواب دوں؟ اور نماز جاری رکھی۔

ماں کے منہ سے واپس جاتے ہوئے یہ الفاظ نکلے:

اَللّٰهُمَّ لَا تُمِتْهُ حَتّٰى يَنْظُرَ اِلٰى وُجُوْهِ الْمُوْمِسَاتِ ۔

"اے اللہ! اسے اس وقت تک موت نہ دینا جب تک یہ بدکار عورتوں کا منہ نہ دیکھ لے۔"

حضرت جریج کی عبادت و ریاضت اور زہد و ورع کا بنی اسرائیل میں بڑا چرچا تھا اور ادھر ایک فاحشہ عورت جو حسن میں یکتا اور ضرب المثل تھی اس نے چند اوباش قسم کے لوگوں سے کہا کہ:

"اگر تم چاہو تو میں جریج کو فتنہ میں مبتلا کر دوں؟"

اس نے جریج کو اپنے حسن کے جال میں پھنسانا چاہا مگر آپ نے اس کی طرف توجہ ہی نہ کی۔ وہ ایک چرواہے کے پاس گئی (جو آپ کی عبادت گاہ میں پناہ گزین تھا) اس نے زنا کا ارتکاب کیا اور حاملہ ہوگئی جب بچہ پیدا ہوا تو لوگوں نے اس عورت سے پوچھا کہ:

Marfat.com

''یہ بچہ کس کا ہے؟''

اس نے کہا:

''یہ جریج کا بچہ ہے۔''

لوگ مشتعل ہو کر آئے' حضرت جریج کو باہر نکالا' عبادت خانہ گرا دیا اور انہیں مارنا پیٹنا شروع کر دیا۔ حضرت جریج نے پوچھا:

''تمہیں کیا ہو گیا ہے؟ مجھے کیوں مار رہے ہو؟''

لوگوں نے کہا کہ:

''تو نے اس عورت کے ساتھ بدی کی ہے اور اب تو اس سے بچہ بھی پیدا ہو گیا ہے۔ (ہم تو تمہیں بڑا عابد و زاہد سمجھتے تھے مگر تو نے کیسی قبیح حرکت کی؟)''

لوگ انہیں پکڑ کر بادشاہ کے پاس لے گئے' وہ مسکراتے ہوئے فاحشہ کے پاس سے گزر گئے۔

بادشاہ نے کہا کہ:

''یہ عورت کہتی ہے کہ بچہ تیرا ہے؟''

آپ نے کہا:

''بچہ کہاں ہے؟''

بچے کو لایا گیا۔ آپ نے نماز ادا کی پھر اس بچے کے قریب جا کر اسے ہاتھ لگا کر پوچھا:

''اے بیٹے! تیرا والد کون ہے؟''

اس نے کہا کہ:

''میرا والد فلاں چرواہا ہے۔''

Marfat.com

اتنا سننے کی دیر تھی کہ لوگ شرم سار ہوئے' معافی مانگی اور حضرت جریج کے ہاتھ چومنے شروع کردیئے۔ بادشاہ نے کہا کہ:

''اگر آپ چاہیں تو ہم آپ کا عبادت خانہ سونے چاندی کا بنا دیتے ہیں؟''

فرمایا:

''نہیں! بلکہ جیسے پہلے مٹی کا بنا ہوا تھا ویسا ہی بنا دو۔''

(تعلیمات نبویہ ۴/۴۶ تا ۴۸' احکام القرآن ۵/۳۷۲)

مذکورہ بالا واقعہ سے حاصل ہونے والے نکات

۱) ماں' ماں ہوا کرتی ہے اگرچہ وہ کسی عظیم المرتبت انسان کی ماں ہی کیوں نہ ہو اس کا ادب و احترام اولاد پر لازم ہوا کرتا ہے اور اس کی دل جوئی اس کی خواہشات کا احترام اسلامی نقطہ نظر سے ضروری ہوا کرتا ہے۔

۲) حضرت جریج کی اس حدیث سے معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا بہت اہم حکم ہے' ماں ماں ہوا کرتی ہے اور ماں کا حق بہت مؤکد ہے اور اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ (شرح صحیح مسلم ۷/۴۹)

۳) ماں نے جب بددعائیہ کلمات بولے تو ماں کی زبان سے نکلے ہوئے کلمات تقدیر الٰہی کا روپ دھار گئے اور وہ آزمائش میں گرفتار ہوا۔

اس حدیثِ پاک میں یہ درس بڑا واضح ہے ماں کی دعا رد نہیں جاتی اس لیے ایسا کوئی عمل نہیں کرنا چاہیے جس سے ماں کا دل رنجیدہ ہو اور اس کی زبان سے کوئی ایسا کلمہ نہ نکل جائے جو بعد میں پریشانی کا باعث بنے جب ایک ولی اللہ ماں کی دعا کے قہر کے اثر سے محفوظ نہ رہ سکا تو اور کون ہوگا جو ماں کی دعا کے قہر و جلال کے اثرات سے محفوظ رہ سکے۔

Marfat.com

۴) حضرت جریج رحمہ اللہ اللہ کے صادق ولی تھے اور اس کے سچے عبادت گزار تھے۔ اخلاص وللّٰہیت سے اللہ کی بندگی کرنے والے آزمائش کی اس گھڑی میں سرخرو ہو کر نکلے۔ یہ بھی اللہ کریم کی کرم نوازی ہے کہ وہ اپنے مقربین کو امتحان کے لمحات میں بھی بڑے عزت ووقار سے نکالتا ہے بلکہ عوام الناس کو ان کے مرتبہ و مقام کا اس وقت پتہ چلتا ہے جب وہ امتحان گاہ میں ہوتے ہیں اور اللہ اپنے مقربین کو بے یار ومددگار نہیں چھوڑتا۔

قرآن مجید میں ہے:

وَمَنْ يَّتَّقِ اللّٰهَ يَجْعَلْ لَّهٗ مَخْرَجًا ○ وَّيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ ؕ وَمَنْ يَّتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ فَهُوَ حَسْبُهٗ ؕ

''جو اللہ سے ڈرے' اللہ اس کے لیے نجات کی راہ پیدا کر دے گا اور اس کو وہاں سے روزی دے گا جہاں سے اس کا گمان (بھی) نہ ہو اور جو اللہ پر بھروسہ کرے تو اللہ اسے کافی ہے۔'' (پ:۲۸' الطلاق:۲-۳)

۵) اس حدیثِ پاک میں صلاۃ کی اہمیت اُجاگر ہوتی ہے۔ حضرت جریج جب اپنے اوپر الزام سنتے ہیں تو صلاۃ کی ادائیگی کا وقت مانگتے ہیں کیونکہ صلاۃ کی ادائیگی قربِ الٰہی کا ذریعہ ہوتی ہے۔ ماں کی دعاءِ قہر کے اثرات کے بعد اللہ تعالیٰ کا قرب درکار ہے اور اس ذاتِ وحدہ لاشریک کا قرب صلاۃ ادا کرنے سے بطریقِ اولیٰ نصیب ہوتا ہے تو اہلِ ایمان کو جب بھی کوئی مشکل وقت آئے تو انہیں سب سے پہلے اللہ کی بارگاہ میں سجدہ ریز ہونا چاہیے۔ اپنے عجز کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ کی کبریائی کا اعلان واظہار کرنا چاہیے تاکہ اس کی عزت وکرامت اپنے عاجز بندے کو اپنی آغوش میں لے لے اور جسے اللہ کی رحمتیں اپنے دامن میں لے لیں' وہ ہمیشہ بامراد ہوا کرتا ہے۔

Marfat.com

۶) حضرت جریج رحمۃ اللہ علیہ نے دودھ پیتے بچے کے جسم کو مَس کیا۔ آپ کے چُھونے کی برکت تھی کہ اس کا سینہ علم کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر بن گیا پھر اسے ان علوم سے مالا مال کر دیا جو علوم انسانی دسترس سے باہر ہوا کرتے ہیں۔ دودھ پیتا بچہ تو بول نہیں سکتا لیکن ایک عبادت گزار کے ہاتھ کی برکت سے اس میں قوتِ گویائی پیدا ہوئی اور فصیح و بلیغ زبان میں باتیں کرنے لگا۔

۷) غیر نبی مقرب بارگاہِ الٰہی سے خرقِ عادت کا ظہور کرامت کہلاتا ہے۔

آپ غور کیجیے...... دودھ پیتے بچے کو کیا خبر کہ اس کا باپ کون ہے؟ یہ ایک اللہ کے ولی کے ہاتھ کی کرامت تھی کہ بچہ فوراً بول کر اپنے باپ کا اعلان کر دیتا ہے۔

ایک ولی اللہ کے ہاتھ کا یہ کمال ہے کہ اس کے ہاتھ کے لمس سے دودھ پیتے بچے حقائق سے پردے اُٹھا دیتے ہیں تو اس ولی اللہ کے خود کمالات کا اندازہ کون لگا سکتا ہے اور یہ ولی اللہ اس خیر الامم کے ولی اللہ نہ تھے بلکہ پہلی اُمتوں میں کسی اُمت کے ولی اللہ تھے تو اس اُمتِ محمدیہ علیٰ صاحبہا الف التحیۃ والصلوٰۃ کے ولی اللہ کے علم اور ان کے کمالات کس کی رسائی میں آسکتے ہیں؟ اب اندازہ لگایئے جو ولی ہی نہیں بلکہ نبی ہے صرف نبی ہی نہیں سب سے افضل و اعلیٰ نبی' نبیوں کے امام اور خاتم النبیین ﷺ کے علم کو کوئی جبہ و دستار میں ملبوس اپنے پیمانے سے تولنا چاہے تو بھلا تول سکتا ہے؟ یاد رہے ایسی حرکت بلکہ ایسی سوچ ایمان سے محروم کرنے کے لیے کافی ہے۔

(تعلیمات نبویہ ﷺ ۴/۵۰۔۵۱)

۸) مصائب اور مشکلات میں دعا کرنا مستحب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے' نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

Marfat.com

اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَاِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ ۔

''جب تم سوال کرو تو اللہ تعالیٰ سے کرو اور جب تم مدد چاہو تو اللہ سے مدد چاہو۔''

(شرح صحیح مسلم ۷/۵۵ بحوالہ جامع ترمذی ص ۳۶۱ مطبوعہ نور محمد کارخانہ تجارت کتب کراچی)

❁❁❁❁❁

اِیَّاکَ نَعْبُدُ وَاِیَّاکَ نَسْتَعِیْنُ ○

Marfat.com

حقوقِ والدین (زندگی میں)

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَھُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○ سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ○ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّھَادَۃِ ھُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ سُبْحَانَ اللّٰہِ الْعَظِیْمِ ○ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ ○

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○

اَنِ اشْکُرْ لِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ○

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ○

اَلصُّبْحُ بَدَا مِنْ طَلْعَتِہٖ
وَاللَّیْلُ دَجٰی مِنْ وَّفْرَتِہٖ
فَاِنَّ الرُّسُلَا فَضْلًا وَّعُلَا
اَھْدَی السُّبُلَا لِدَلَالَتِہٖ

Marfat.com

❁❁❁❁❁

ایسا طالب کوئی نہیں ہے' جیسا حق تعالیٰ ہے
کوئی نہیں محبوب بھی ایسا' جیسا کملی والا ہے

طٰہٰ کا سرتاج سجا ہے دوش پہ نورِ کا ہالہ ہے
آنکھوں میں مازاغ کا کجلا آپ خدا نے ڈالا ہے

دنیا کہتی ہے اے حلیمہ تو نے نبی ﷺ کو پالا ہے
میں کہتا ہوں تجھ کو حلیمہ میرے نبی ﷺ نے پالا ہے

اپنی بخشش' اپنی بھلائی کا یہ کام نکالا ہے
اپنے نبی ﷺ کے گن گاتے ہیں جب سے ہوش سنبھالا ہے

دیکھنے والوں نے دیکھا ہے وہ بھی منظر آنکھوں سے
ستر پینے والے ہیں اور دودھ کا ایک پیالہ ہے

کون ہے جس نے پائی نہیں ہے عزت عظمت اس در سے
اس در کی تم بات نہ پوچھو وہ در سب سے اعلیٰ ہے

❁❁❁❁❁

Marfat.com
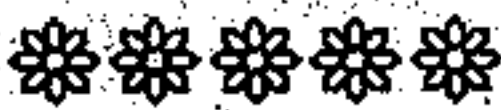
حقوقِ والدین

والدین کا حق وہ نہیں کہ انسان اس سے کبھی بَری الذمہ ہو۔ والدین اس کی زندگی اور اس کے دنیا میں آنے کا ذریعہ ہیں' دنیا و آخرت میں جتنی نعمتیں پائے گا' سب انہی کے سبب سے ملیں گی' انسان کا وجود ہو تو ہی نعمت و کمال ملتا ہے اور وجود کا سبب والدین ہیں تو صرف ماں باپ ہونا ہی ایسے عظیم حق کا باعث ہے جس سے بندہ بَری الذمہ کبھی نہیں ہو سکتا پھر اس کی پرورش کے دوران کی کوششیں' اس کے آرام کے لیے ان کی تکلیفیں خصوصاً ماں کا بچے کا پیٹ میں رکھنا' جنم دینا' دودھ پلانا' ان تمام مراحل (Stages) میں تکلیفیں اُٹھانا' ان سب کا شکر ادا نہیں ہو سکتا۔ خلاصہ یہ کہ وہ اس کے لیے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے سائے اور ان کی رحمت کے مظہر ہیں۔

زیرِ بحث موضوع اس لحاظ سے انتہائی اہمیت کا حامل ہے کہ اس سے نہ صرف انسانی نسل بلکہ ہمارے گھر اور پورے معاشرے کا آغاز ہوتا ہے۔ والدین کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جا سکتا ہے کہ قرآنِ حکیم میں جا بجا ایسے مقامات ہیں جہاں عقیدۂ توحید' ایمانیات' اطاعتِ الٰہی اور اطاعتِ رسول ﷺ کے فوراً بعد کسی اور موضوع (Topic) کو درمیان میں لائے بغیر جس موضوع کو بیان کیا گیا ہے' وہ والدین کے حقوق سے متعلق ہے جو عمیق نظر سے دیکھا جائے تو ہماری عملی' سماجی اور معاشرتی زندگی کا اوّلین عنوان ہے۔ قیامت میں سب سے

Marfat.com

پہلے نماز (حق اللہ) کے متعلق سوال ہوگا پھر والدین کے حقوق (حق العبد) کے متعلق پوچھا جائے گا۔ کیا ہم نے ان سوالات کی تیاری کر لی ہے؟ خود سوال کیجئے، خود ہی جواب دیجیے۔

والدین کے بے شمار حقوق ہیں جن کا خیال رکھنا انسان پر لازم ہے۔ ان میں سے کچھ کا تعلق والدین کی زندگی سے ہے اور کچھ کا تعلق والدین کے وصال کے بعد۔

❁❁❁❁❁

Marfat.com
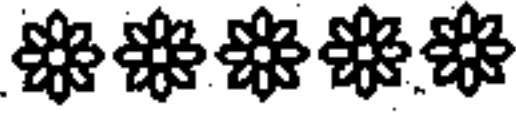
حقوقِ والدین (زندگی میں)

وہ حقوق جو والدین کی زندگی سے تعلق رکھتے ہیں' چند ایک درج ذیل ہیں:

(الف) شکر ادا کرنا

کسی عقل مند کی پہچان کے لیے یہ کافی ہے کہ وہ اپنے منعم کے حق کو پہچانتا ہے اور اس کے احسانات کا شکر ادا کرتا ہے۔ اللہ کریم کے بندے پر سب سے زیادہ احسانات ہوتے ہیں اور اس کے بعد سب سے زیادہ احسانات اور حقوق والدین کے ہوتے ہیں۔ عقل مند شخص وہ ہے جو ان کے احسانات کا بدلہ چکانے کی پوری کوشش کرے۔

☆☆☆☆

والدین کا شکر ادا کرنا فرض ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ ۚ حَمَلَتْهُ أُمُّهُ وَهْنًا عَلَىٰ وَهْنٍ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ أَنِ اشْكُرْ لِي وَلِوَالِدَيْكَ ط إِلَيَّ الْمَصِيرُ ۝

''اور ہم نے انسان کو اس کے والدین کے بارے میں (نیکی کا) تاکیدی حکم فرمایا جسے اس کی ماں تکلیف پر تکلیف کی حالت میں (اپنے پیٹ میں) برداشت کرتی رہی اور جس کا دودھ چھوٹنا بھی دو سال میں

Marfat.com

ہے (اسے یہ حکم دیا) کہ میرا (بھی) شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی (تجھے) میری ہی طرف لوٹ کر آنا ہے۔" (پ:۲۱ لقمان:۱۴)

اللہ تعالیٰ نے والدین کے ساتھ نیکی کرنا بندۂ مومن پر فرض کیا ہے اس طرح والدین کے احسانات کا شکر ادا کرنا فرض ہے۔

(احکام القرآن ۵/۲۰۱ مطبوعہ: القرآن پبلی کیشنز لاہور)

نعمت عطا کرنے والے کا شکر ادا کرنا واجب ہے اور اللہ تعالیٰ کی اپنے بندوں پر بڑی بڑی نعمتیں ہیں کیونکہ اس نے بندے کو پیدا کیا اور عدم سے وجود بخشا اس لیے واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں' کسی اور کا شکر ادا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کریں پھر والدین کا بھی اولاد پر بڑا احسان ہے کیونکہ وہ دونوں اولاد کے وجود کا باعث ہیں پھر اولاد پر والدین کا حقِ تربیت بھی ہے اس لیے دوسرے مرحلے میں والدین کا شکر ادا کرنا واجب ہے۔

(تفسیر الخازن ۱/۲۴۹ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

ایک کے بغیر دوسری قبول نہیں

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ تین آیات اس طرح نازل ہوئی ہیں کہ ان میں ایک بات دوسری کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ ان میں سے ایک بھی دوسرے کے بغیر قبول (Accept) نہیں ہوتی۔

۱) ان میں ایک اللہ تعالیٰ کا یہ ارشادِ گرامی ہے:

اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ ۔

"اللہ کی اطاعت کرو اور رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اطاعت کرو۔"

(پ:۵ النساء:۵۹)

پس جو شخص اللہ تعالیٰ کا حکم مانے اور رسولِ اکرم' نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم کا حکم نہ مانے

Marfat.com

اس کا یہ عمل قبول نہ ہوگا۔

۲) دوسرا ارشادِ خداوندی ہے:

وَاَقِیْمُو الصَّلٰوۃَ وَاٰتُو الزَّکٰوۃَ ۔

''اور نماز قائم رکھو اور زکوٰۃ دیا کرو۔'' (پ:۱ البقرۃ:۴۳)

''پس جو شخص نماز پڑھتا ہے لیکن زکوٰۃ نہیں دیتا اس کی نماز قبول نہیں ہوگی۔''

۳) تیسرا قولِ خداوندی یہ ہے:

اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ۔

''میرا (بھی) شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا بھی۔'' (پ:۲۱ لقمان:۱۴)

پس جو شخص اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے لیکن ماں باپ کی ناشکری کرے اس کا یہ عمل بھی مقبول نہیں ہوتا۔

(علامہ محمد بن احمد ذہبی، کتاب الکبائر، ص:۶۷، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور، الزوجر عن اقتراف الکبائر ۲/۲۵۲، بحوالہ: شعب الایمان ۶/۱۷۷، الرقم: ۷۸۳)

اسی لیے نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

رِضَی اللّٰہِ فِیْ رِضَی الْوَالِدَیْنِ وَسَخَطُ اللّٰہِ فِیْ سَخَطِ الْوَالِدَیْنِ ۔

''اللہ تعالیٰ کی رضا والدین کے راضی ہونے میں ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی والدین کی ناراضگی ہے۔''

(الترغیب والترہیب ۳/۳۲۲، الزواجر عن اقتراف الکبائر ۲/۲۵۲، بحوالہ: شعب الایمان ۶/۱۷۷، الرقم: ۷۸۳)

والدین کا شکر ادا کرنے کی وجوہات

اَنِ اشْکُرْلِیْ وَلِوَالِدَیْکَ ۔

Marfat.com

اس آیت کا معنیٰ یہ ہے کہ میرا شکر ادا کرو کیونکہ میں نے تم کو وجود عطا کیا اور خلق کیا اور اللہ کا شکر ادا کرنا اس کی تعظیم کرنا' اس کی عبادت کرنے اور اطاعت سے ہوگا۔

اور ماں باپ کا شکر ادا کرو کیونکہ وہ اس دنیا میں تمہارے ظہور کا سبب ہیں اور ان کا شکر اور ان کی توقیر ان کی خدمت اور ان پر شفقت سے ہوگا۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے شکر کو انسان کے والدین کے ساتھ ملا کر ذکر کیا ہے کیونکہ انسان کے وجود کا حقیقی سبب اللہ تعالیٰ ہے اور اس کے وجود کا مجازی سبب اس کے والدین ہیں اور انسان کو جس واسطے سے یہ نعمت ملی ہے جب تک اس کا شکر ادا نہ کیا جائے' اللہ تعالیٰ کا شکر ادا نہیں ہوتا۔

(تبیان القرآن ۹/۲۵۴' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

والدین کا شکر ادا کرنے کی آسان صورت

سفیان بن عینیہ نے اس آیت کی تفسیر بیان فرمائی ہے' روایت کے الفاظ یہ ہیں:

قَالَ سُفْيَانُ بْنُ عُيَيْنَةَ مَنْ صَلَّى الصَّلٰوتَ الْخَمْسَ فَقَدْ شَكَرَ اللّٰهَ تَعَالٰى وَمَنْ دَعَا لِلْوَالِدَيْنِ فِىْ اِدْبَارِ الصَّلٰوتِ فَقَدْ شَكَرَهُمَا ۔

''جس نے پانچ وقت کی نمازیں ادا کیں وہ اللہ کا شکر بجا لایا اور جس نے پنج گانہ نمازوں کے بعد والدین کے لیے دعائیں کیں اس نے والدین کی شکر گزاری کی۔''

(تبیان القرآن ۹/۲۵۴' علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ' ص: ۳۱' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور' بحوالہ تفسیر القرطبی ۱۴/۶۵)

ماں کو گردن پر سوار کر لیا

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا

Marfat.com

اور عرض کیا:

''میں نے سخت گرمی میں اپنی ماں کو گردن پر سوار کر کے دو فراسخ (نو انگریزی میل) سفر کیا۔ وہ اتنی سخت گرمی تھی کہ اگر اس میں کچے گوشت کا ٹکڑا ڈال دیا جاتا تو پک جاتا تو کیا میں نے اس کا شکر ادا کیا؟''

آپ نے فرمایا:

''تمہاری طرف ایک دفعہ کشادہ روئی سے دیکھنے کا بدلہ ہوا۔''

(تبیان القرآن ۲۵۴/۹ بحوالہ: المعجم الصغیر الرقم: ۲۵۵)

محبت کے انداز...... خوش قسمتی کے شہباز

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ انہوں نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کی موجودگی میں ایک یمنی آدمی طوافِ کعبہ کر رہا تھا اور اپنی والدہ کو پشت پر اُٹھائے ہوئے تھا۔ کہتا جا رہا تھا' میں اپنی والدہ کا فرماں بردار اونٹ ہوں جس پر وہ سوار ہے اگر اس کی سواریاں تھک جائیں میں تھکنے والا نہیں۔

پھر اس نے کہا:

''اے عمر رضی اللہ عنہ! آپ کے خیال میں کیا میں نے اپنی والدہ کا بدلہ چکا دیا؟''

تو آپ نے فرمایا:

''نہیں! بلکہ ایک زفرہ کا بدلہ بھی نہیں چکایا۔''

پھر حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ نے طواف فرمایا تو مقامِ ابراہیم پر آئے تو دو رکعتیں ادا فرمائیں پھر فرمایا:

''اے ابن ابی موسیٰ! بے شک مقامِ ابراہیم کی دو رکعتیں پچھلے گناہوں کا کفارہ ہو جاتی ہیں۔''

Marfat.com

(ب) خدمت کرنا

اللہ کی ہدایت ماں باپ کی خدمت
دونوں جہاں کی عزت ماں باپ کی ہے خدمت
دل کی بہار یہ ہے جاں کا قرار یہ ہے
ہر اک قدم پہ رحمت ماں باپ کی ہے خدمت
بوڑھا انہیں جو پاؤ ہرگز نہ دِل دِکھاؤ
قرآن کی نصیحت ماں باپ کی ہے خدمت

والدین کی تعظیم وتکریم اور خدمت کے لیے یہ کوئی شرط نہیں کہ وہ متقی' پارسا' پرہیزگار اور عابد و زاہد ہوں بلکہ اس کے برعکس اگر وہ معاذ اللہ جھوٹے' بدکار' نافرمان و خطا کار' راشی' بدعنوان' تارکِ نماز' تارکِ روزہ ہی کیوں نہ ہوں ان کی زندگی کفر و شرک کی نجاست سے کتنی ہی آلودہ کیوں نہ ہو' اولاد کے لیے یہی حکم ہے کہ وہ ان کے فسق و فجور' گناہوں اور بداعمالیوں کو نظر انداز کر کے ان کی خدمت بہر حال بجا لاتی رہے۔ اولاد چاہے کتنی ہی متقی اور پرہیزگار ہو اپنے والدین کی خطا کاریوں اور فسق و فجور پر نظر رکھ کر ان کی خدمت ترک نہ کرے اگر ان کا عمل کوتاہ اور ناقص ہے ان کی تردامانیوں کا حساب حشر کے دن ان سے لیا جائے گا اور وہ سزا و جزا کے مرحلے سے گزریں گے ان کا معاملہ ان کے اور ان کے اللہ کے مابین ہوگا۔ اولاد کے لیے ہر حال میں واجب ہے کہ ان کی خدمت اور ان سے حسنِ سلوک

Marfat.com

کرتے رہیں۔

خدمتِ والدین کی اہمیت

اگر ہم اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام پر تھوڑا سا بھی غور کریں تو ہمارا ضمیر گواہی دے گا کہ والدین سے بڑھ کر انسان کے لیے کوئی نعمت نہیں۔ ذرا تصور کیجیے ماں کی ممتا کا' بچے کی ولادت کے سلسلے میں اس نے بہت تکلیف اُٹھائی' دودھ پلانے کے زمانے میں ذرا گرم سرد ہوا لگ گئی تو ماں کی راتوں کی نیند حرام ہو گئی۔ وہ اپنے ہاتھ سے بچے کی گندگی دھوتی رہی۔ بچہ ہنسا تو اس کا دل باغ باغ ہو گیا۔ بچہ رویا یا اس نے کوئی تکلیف محسوس کی تو فرطِ غم سے نڈھال ہو گئی جب تک اس کا علاج نہ کروالیا سکھ کا سانس نہ لیا۔ بچے کے ساتھ باپ کا ربط ماں کی نسبت ذرا کم سہی لیکن بچے کی پرورش کے اخراجات اور تعلیم و تربیت وغیرہ کا بار وہی اُٹھاتا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں کو بے لوث محبت سے معمور رکھا ہے اس کے سکھ (Relief) اور آرام کی خاطر اپنا سکھ اور آرام قربان کر دیتے ہیں' وقت گزرنے کے ساتھ بچہ جوان ہوا اور والدین کو بڑھاپے نے آلیا۔ بچپن کا زمانہ بچے کی محتاجی کا تھا اب والدین کا بڑھاپا ان کی محتاجی کا ہے اس وقت اسلام اولاد پر والدین کے ادب واحترام' ان کی خدمت اور دیکھ بھال کا فرض عائد کرتا ہے۔

خدمتِ والدین کی شرعی حیثیت

وقتِ حاجت والدین کی خدمت کرنا فرض ہے اور عدم حاجت کے وقت ان کی خدمت مستحب ہے۔

(احکام القرآن ۵/۲۰۷' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور' بحوالہ تفسیر روح البیان ۵/۱۴۷' مطبوعہ: مکتبہ عثمانیہ کوئٹہ)

سعادت و عظمت کا حصول

ہم والدین کی خدمت بجالانے میں کوئی کسر اُٹھا نہیں رکھتے لیکن وہ تخلیے میں

Marfat.com

اپنے ملاقاتیوں سے بے دھڑک کہہ دیتے ہیں کہ یہاں ہمیں کوئی پوچھنے والا نہیں' وہ اس طرح کی سخت باتیں کہہ دیتے ہیں کہ جنہیں سن کر پریشانی اور پشیمانی لاحق ہونے لگتی ہے لیکن کڑی آزمائش یہی ہے کہ ہر حال میں اپنی سعادت مندی کا ثبوت دیا جائے اور حسبِ دستوران کی خدمت میں کوئی کوتاہی نہ ہونے دی جائے۔

بیٹا چاہے وزارت یا صدارت کے منصب پر فائز ہو اس کی سعادت یہی ہے کہ اپنے ماں باپ یا جو بھی ان میں سے حیات ہو اس کی قدم بوسی کرتا رہے۔ حسنِ سلوک کا تقاضا یہی ہے کہ ہمہ وقت ان کی خدمت میں مستعد رہا جائے۔ والدین کے ساتھ ادب اور محبت کا طریقہ اور قرینہ حسنِ سلوک کے سوا کچھ نہیں۔

چنانچہ ہر بیٹے کا فرض ہے کہ وہ ماں باپ کی دل و جان سے خدمت کرے یقیناً والدین کی خدمت کر کے بیٹا اپنے آپ کو جنت کا مستحق بنا سکتا ہے۔ ماں باپ کی خدمت سے ہی دونوں جہاں کی بھلائی' سعادت و کامرانی حاصل ہوتی ہے۔ انسان دونوں جہاں کی آفتوں سے محفوظ رہتا ہے۔

خدمتِ والدین جہاد ہے

عَنْ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ عَمْرٍو رضی اللہ عنہما قَالَ: جَآءَ رَجُلٌ فَاسْتَأْذَنَهُ فِي الْجِهَادِ فَقَالَ اَحَيٌّ وَالِدَاكَ؟ قَالَ: نَعَمْ' قَالَ: فَفِيهِمَا فَجَاهِدْ.

''حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک شخص نے حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر جہاد پر جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے فرمایا:

''تیرے ماں باپ زندہ ہیں؟''

اس نے عرض کی:

Marfat.com

''جی ہاں!''

فرمایا:

''ان کی خدمت میں ہی جہاد کر۔''

(صحیح بخاری' کتاب: الادب ۵/۲۲۲۷' الرقم: ۵۶۲۷' صحیح مسلم' کتاب: البر والصلۃ ۴/۱۹۷۵' الرقم: ۲۵۴۹' سنن ابی داؤد' کتاب: الجہاد ۳/۱۷' الرقم: ۲۵۲۷' ۲۵۲۹)

والدین کا خادم......راہِ الٰہی کا متلاشی ہوتا ہے

امام بیہقی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں ایک شخص گزرا جو بڑا جسیم تھا۔ صحابہ کرام علیہم الرضوان نے کہا:

''کاش! یہ اللہ کے راستے میں جہاد کرتا۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ہوسکتا ہے یہ اپنے بوڑھے ماں باپ کی خدمت کے لیے کوشش کرتا ہو۔ پس یہ اللہ کے راستے میں ہے' اپنے چھوٹے بچوں کے لیے کوشش کرتا ہو۔ پس یہ اللہ کے راستے میں ہے' ہوسکتا ہے وہ اپنی ذات کے لیے محنت کرتا ہو تاکہ لوگوں سے مستغنی ہو جائے۔ پس یہ اللہ تعالیٰ کے راستے میں ہے۔''

(تفسیر دُرِ منثور ۴/۲۵۷' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز' بحوالہ: شعب الایمان ۶/۱۸۵)

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اردگرد حلقہ بنا کر بیٹھے ہوئے تھے کہ اسی دوران میں گھاٹی سے ایک نوجوان نمودار ہوا' ہم نے جب اس جوان کو دیکھا تو آپس میں کہا کاش! یہ جوان اپنی جوانی چستی اور قوت و بہادری کو اللہ کی راہ میں صرف کرنے والا ہوتا۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری بات سن لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''اللہ کی راہ میں بہت سی راہوں میں سے ایک ہی راہ ہے اور اللہ کے راستے بہت سارے ہیں جو انسان اپنے ماں باپ کی خدمت میں کوشش کرتا ہے' وہ اللہ کی راہ میں کوشش کرتا ہے جو شخص اپنے اہل و عیال کے لیے دوڑ دھوپ کرتا ہے' وہ بھی اللہ ہی کی راہ میں رواں دواں اور کوشاں ہے جو اپنے ذاتی مفادات کے لیے اس نیت سے سعی کرتا ہے کہ اس کا دامن پاک رہے' وہ بھی اللہ کی راہ میں ساعی اور کوشاں ہے اور جو شخص اس مقصد کے لیے بھاگ دوڑ کرتا ہے تا کہ اس کے پاس بہت سارا مال جمع ہو اور کثرتِ مال کی وجہ سے وہ دوسروں پر فخر جتلا سکے تو ایسا شخص شیطان سرکش کی شاہراہ پر چلنے والا ہے۔ (اللہ کی راہ میں کوشش کرنے والا نہیں ہے)''

(علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص:۸۲' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

درسِ ہدایت

اس حدیثِ مبارکہ میں آپ ﷺ نے والدین کی خدمت میں سعی کرنے والے شخص کو سب سے پہلے ذکر فرمایا لہٰذا والدین پر خرچ کرنا ہی درحقیقت خرچ ہے اور اس کا درجہ سب سے زیادہ ہے۔ یہ سعی اللہ کی راہ میں سعی ہے۔

قیمتی موتی کیسے نصیب ہوا

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور بیہقی نے طاؤس سے روایت فرمایا ہے' فرماتے ہیں کہ:

''ایک شخص کے چار بیٹے تھے' وہ شخص مریض ہو گیا۔ ایک بیٹے نے دوسرے بھائی سے کہا:

Marfat.com

''اگر تم والد صاحب کی تیمارداری کرو گے تو تمہارے لیے میراث میں سے کچھ حصہ نہ ہوگا۔''

دوسرے بھائیوں نے کہا:

''تم والد صاحب کی تیمارداری کرو گے تو تمہارے لیے میراث میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔''

وہ بیٹا والد صاحب کی تیمارداری کرتا رہا حتیٰ کہ والد صاحب کا انتقال ہو گیا اس بیٹے نے باپ کی میراث سے کچھ حصہ نہ لیا اس بیٹے نے خواب میں دیکھا کہ کوئی شخص کہہ رہا تھا کہ فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے سو دینار لے آؤ اس نے نیند میں پوچھا:

''کیا اس میں برکت ہوگی؟''

کہا گیا:

''نہیں!''

صبح ہوئی تو اس نے خواب اپنی بیوی کو بتلایا۔ بیوی نے کہا:

''وہ دینار لے لو کیونکہ اس سے یہ ہوگا کہ تو لباس پہنے گا اس کے ساتھ اپنی معیشت درست کرے گا۔''

اس جوان نے وہ دینار لینے سے انکار کر دیا جب اگلی رات ہوئی تو اسے خواب میں کہا گیا کہ:

''فلاں جگہ جاؤ اور وہاں سے دینار لے لو۔''

میں نے پوچھا کہ:

''ان میں برکت ہے؟''

کہا گیا:

Marfat.com

''نہیں!''

ان میں برکت نہیں ہے۔ صبح اس نے بیوی کو خواب سنایا' بیوی نے پھر پہلے کی طرح مشورہ دیا لیکن اس نے وہ دینار لینے سے انکار کر دیا پھر تیسری رات اس نے خواب دیکھا اور اسے کہا گیا فلاں جگہ آؤ اور ایک دینار لے لو۔ اس نے پوچھا کہ:

''اس میں برکت ہے؟''

کہا گیا:

''ہاں! اس میں برکت ہے۔''

وہ گیا اور ایک دینار لے لیا پھر وہ بازار چلا گیا وہاں ایک شخص دو مچھلیاں اُٹھائے ہوئے تھا۔ اس نے پوچھا:

''یہ مچھلیاں کتنے میں بیچو گے؟''

اس نے کہا:

''ایک دینار میں''

اس نے ایک دینار دے کر دونوں مچھلیاں لے لیں اور وہ انہیں لے کر گھر گیا پھر ان کا پیٹ چیرا ان میں سے ہر ایک مچھلی کے پیٹ میں ایسا بے مثال موتی پایا جس کی مثل لوگوں نے کبھی نہ دیکھا تھا۔

بادشاہ نے ایسا خوب صورت موتی خریدنے کے لیے آدمی بھیجے تو وہ موتی صرف اس شخص کے پاس ہی پایا گیا اس لڑکے نے وہ موتی تین بوجھ خچر سونے کے بدلے بیچ دیا۔ بادشاہ نے جب وہ موتی دیکھا تو کہا:

''یہ اکیلا موتی اچھا نہیں لگے گا یہ جوڑا ہونا چاہیے۔''

پس اس نے دوسرا موتی تلاش کرنے کا حکم دے دیا اگرچہ ڈبل قیمت

Marfat.com

میں ہی ملے۔ بادشاہ کے کارندے اس لڑکے کے پاس آئے اور پوچھا:

''تیرے پاس اس جیسا دوسرا موتی ہے؟ ہم تجھے اس کی ڈبل قیمت دیں گے۔''

اس نے کہا:

''واقعی تم ڈبل قیمت دو گے؟''

بادشاہ کے کارندوں نے کہا:

''ہاں!''

پس انہوں نے دوسری قیمت دے کر وہ موتی لے لیا۔''

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۴۶۱، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، بحوالہ: شعب الایمان ۶/۲۰۸، دار الکتب العلمیہ بیروت)

بیماری میں والدین کی خدمت

والدین جب بیمار ہوں تو ان کو تسلی دینی چاہیے کہ بیماری سے غلطیوں اور گناہوں کا کفارہ ہوتا رہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہونے کی توفیق ہوتی رہتی ہے۔ آپ صبر کو اپنا شعار بنالیں، فکر نہ کریں، پریشان نہ ہوں، ان شاء اللہ بہت جلد ٹھیک ہوجائیں گے۔

اور والدین کے لیے دعا بھی کرنی چاہیے کیونکہ حدیثِ پاک میں حضور نبی کریم ﷺ نے بیماروں کی مزاج پرسی اور دعا کا حکم دیا ہے اور والدین تو بدرجۂ اولیٰ دعا کے حق دار ہیں۔

والدین جب بیمار ہوں تو ان کے لیے دعا بھی کریں اور ان کو ڈاکٹر کے پاس بھی لے کر جائیں۔ صدقہ کا اہتمام بھی کریں کیونکہ صدقہ دنیا میں بیماریوں، مصیبتوں اور بلاؤں کے دُور ہونے کا اور آخرت میں بلندئ درجات اور رحمتِ

Marfat.com

خداوندی کا ذریعہ ہے۔

گھر جس کے جنت آئی......اور......آ کر پلٹ گئی

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ عَنِ النَّبِیِّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ: رَغِمَ أَنْفُ۔ ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ، ثُمَّ رَغِمَ أَنْفُ، قِیْلَ مَنْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ؟ قَالَ: مَنْ اَدْرَكَ أَبَوَیْهِ عِنْدَ الْكِبَرِ، أَحَدَهُمَا أَوْ كِلَیْهِمَا۔ فَلَمْ یَدْخُلِ الْجَنَّةَ۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضورِ اکرم نورِ مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''اس کی ناک خاک آلود ہو پھر اس کی ناک خاک آلود ہو پھر اس کی ناک خاک آلود ہو۔''

پوچھا گیا:

''یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم! وہ کون شخص ہے؟''

فرمایا:

''جس نے اپنے والدین میں سے ایک یا دونوں کو بڑھاپے کی حالت میں پایا اور پھر (ان کی خدمت کر کے) جنت میں داخل نہیں ہوا۔

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۲۵۵، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور، بحوالہ: الادب المفرد: ص ۹۲، صحیح مسلم: ۴/۱۹۷۸، الرقم ۲۵۵۱، اشعۃ اللمعات (اردو) شرح مشکوٰۃ ۶/۱۱۳، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

وہ مسلم بڑا خوش بخت ہے جس سے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم راضی ہوں اس فضائے نیلگوں نے ایسے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کو دیکھا جن سے اللہ تعالیٰ کے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم بہت زیادہ خوش ہوئے اور پھر خوشی کے عالم میں انہیں دعاؤں سے نوازا۔

Marfat.com

دوسری طرف وہ آدمی کتنا بدبخت ہے کہ جس سے حضورِ اکرم ﷺ ناراض ہوں اور ناراض ہی نہیں بلکہ اس کے لیے دعائے قہر وجلال کریں' ان افراد میں سے جن پر اللہ کے محبوب ناراض ہیں' ایک وہ آدمی ہے جس نے اپنے والدین کو یا ایک کو بڑھاپے کی حالت میں پایا تو ان کی خدمت کر کے جنت حاصل نہ کر سکا کیونکہ ماں باپ کی خدمت سے اور ان کی دل جوئی سے اللہ رب العالمین راضی ہوتا ہے اور ماں باپ اپنی اولاد سے خوش ہی رہا کرتے ہیں۔ہاں ان کے نصیب کس قدر پست درجہ ہیں جن کے ماں باپ ان سے راضی نہیں اور جس سے اس کے ماں باپ راضی نہیں اس سے اس کا خالق و مالک بھی راضی نہیں اور جس سے اللہ ناراض ہو اس آدمی کے ذلیل وخوار ہونے میں کیا شک رہ گیا ہے۔

ایک دن نبی ﷺ نے حلقۂ اصحاب میں یہ لفظ
دہرائے تین بار کہ ''ناک اس کی کٹ گئی''

اصحاب نے کہا کہ یہ کم بخت کون ہے؟
توقیر جس کی حضرت باری میں گھٹ گئی

ارشاد یوں ہوا کہ وہ فرزندِ ناخلف
گھر جس کے جنت آئی اور آ کر پلٹ گئی

ماں باپ کا جسے نہ بڑھاپے میں ہو خیال
اس ناسعید بیٹے کی قسمت اُلٹ گئی

سید الملائکہ کی دعا پر.....سیّد الانبیاء کی آمین

حضرت جابر بن سمرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے' فرماتے ہیں کہ حضورِ اکرم ﷺ منبر شریف پر جلوہ افروز ہوئے اور فرمایا:

''آمین (یا اللہ قبول فرما) آمین! آمین!''

Marfat.com

عرض کیے جانے پر ارشاد فرمایا:

''میرے پاس جبرائیل علیہ السلام حاضر ہو کر کہنے لگے:

یَا مُحَمَّدُ! مَنْ اَدْرَكَ اَحَدَ اَبَوَیْهِ فَمَاتَ، فَدَخَلَ النَّارَ فَاَبْعَدَهُ اللّٰهُ۔

''یا محمد ﷺ! جس بندے نے اپنی زندگی میں اپنے ماں باپ میں سے کسی کو بڑھاپے میں پایا، مرگیا تو (حسنِ سلوک اور خدمت نہ کرنے کی وجہ سے) دوزخ میں داخل ہوا تو اللہ تعالیٰ اس کو (اپنی رحمت سے) دُور کر دے اس پر آپ آمین کہیں تو میں نے آمین کہا۔''

پھر جبرائیل علیہ السلام نے کہا:

''اے محمد ﷺ! جو شخص رمضان المبارک کا مہینہ پائے (نہ روزے رکھے نہ اس کا احترام کرے) پھر مر جائے اور بخشا نہ جائے تو اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دُور کر دے۔ کہیں آمین! تو میں نے کہا آمین!''

انہوں نے پھر کہا:

''جس کے پاس آپ ﷺ کا ذکر شریف ہو اور وہ درود نہ بھیجے پھر اسے موت آجائے اور وہ دوزخ میں جائے اور اللہ تعالیٰ اس کو اپنی رحمت سے دُور کر دے۔ کہیں آمین تو اس پر بھی میں نے آمین کہا۔''

(الترغیب والترہیب ۲: ۲۲۵، الزواجر عن اقتراف الکبائر ۲/ ۲۸، بحوالہ: المعجم الکبیر ۲/ ۲۴۳، الرقم: ۲۰۲۲)

درسِ ہدایت

یہ کس قدر خوفناک بات ہے کہ جبرائیل علیہ السلام بددعا کریں اور نبی کریم ﷺ ان کی بددعا پر آمین کہیں اب ان دونوں کی قبولیت میں کسی کو کیا شک ہو سکتا ہے ان لوگوں کو فوراً توبہ کر لینی چاہیے جو بوڑھے ماں باپ کو دُکھ دیتے اور ستاتے ہیں۔

Marfat.com

میری ماں...... ہر چیز تیرے قدموں پہ قرباں

رسولِ اکرم ﷺ کے ارشادات میں جابجا والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کا تذکرہ ملتا ہے۔

رسولِ اکرم ﷺ کے اوّلین شاگرد صحابہ کرام تھے وہ آپ ﷺ کی تعلیمات کا عملی نمونہ تھے۔ یہی وجہ ہے کہ انہوں نے ماں کی اطاعت وفرماں برداری میں وہ مثال قائم کی جو انسان کے لیے رہتی دنیا تک کے لیے اسوۂ حسنہ بنی رہے گی۔

ماں کی خدمت کے حوالے سے تاریخ میں اسلاف کرام کے بے شمار واقعات پائے جاتے ہیں ان ہی واقعات میں سے ایک درخشاں واقعہ سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کا بھی ہے جو ماں کے ساتھ وفاداری اور محبت کی اعلیٰ مثال ہے۔

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے بارے میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین میں یہ بات مشہور تھی کہ وہ رسولِ اکرم ﷺ کے چہیتے ہیں۔ چنانچہ وہ باتیں جن کے بارے میں صحابہ کرام علیہم الرضوان نبی کریم ﷺ سے کچھ عرض کرنے سے ڈرتے تھے وہ اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کے ذریعے پوچھا کرتے تھے بلکہ رسولِ اکرم ﷺ نے ان کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا تھا:

اِنَّ اُسَامَةَ بْنَ زَيْدٍ لَاَحَبُّ النَّاسِ اِلَيَّ، اَوْ مِنْ اَحَبِّ النَّاسِ اِلَيَّ وَاَنَا اَرْجُوْ اَنْ يَّكُوْنَ مِنْ صَالِحِيْكُمْ فَاسْتَوْصُوْا بِهٖ خَيْرًا ۔

"اسامہ بن زید میرے محبوب ترین لوگوں میں سے ہے مجھے امید ہے کہ یہ تمہارے نیک لوگوں میں سے ہوگا اس لیے تم اس کے ساتھ خیر وبھلائی کا معاملہ کرو۔"

(مسند احمد ۸۹/۲ المستدرک حاکم ۵۹۶/۳)

محمد بن سیرین جو تابعین میں بہت بڑے امام ہیں جو خوابوں کی تعبیر بتایا

Marfat.com

کرتے تھے۔

محمد بن سیرین کہتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ تھا تو کھجور کی قیمت بہت بڑھ گئی یہاں تک کہ کھجور کے درخت کی قیمت ہزار درہم ہوگئی اس زمانے میں حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے اپنے کھجور کے درخت کو کاٹ ڈالا۔ کھجور کے درخت کے تنے میں ایک چربی جیسی چیز ہوتی ہے جس کو کھجور کی شحم کہتے ہیں' وہ بڑی مزے دار ہوتی ہے۔ حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے وہ نکالی اور اپنی والدہ کو دے دی۔

لوگوں نے بڑی حیرانی کا اظہار کیا کہ کھجور کا ریٹ اتنا بڑھ چکا ہے۔ ایک ہزار درہم کا درخت ہو چکا ہے ایسے میں تم نے ساری کھجور ضائع کر دی۔ کھجور کاٹ دی اور تم نے یہ کیا کیا اپنا اتنا مالی نقصان کر دیا تو حضرت اسامہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ:

''سنو! میں نے اپنا کوئی نقصان نہیں کیا اور نہ غلط کام کیا ہے اس واسطے کہ:

اِنَّ اُمِّیْ سَاَلَتْنِیْهِ ۔

میری امی نے مجھ سے یہ چیز مانگی تھی۔ میری والدہ نے مجھ سے کہا تھا کہ مجھے ایسی چیز چاہیے اور میرا عقیدہ کیا ہے:

لَا تَسْأَلُنِیْ شَیْئًا اَبَدًا اِلَّا اَعْطَیْتُهَا ۔

میری ماں مجھ سے جو چیز مانگے' (میرے بس میں ہو کہ میں وہ دے سکوں۔) تو میں اس کو ضرور دوں گا۔

اگرچہ مجھے کتنا ہی نقصان ہو جائے میں اپنی ماں کی خواہش ضرور پوری کروں گا۔ میں اس کام میں پیچھے نہیں رہوں گا کیونکہ انہوں نے مجھ سے یہ مانگی تھی اس لیے میں نے ان کی فرمائش پوری کرنے کے لیے یہ کاٹ دی ہے جو مقام و مرتبہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے والدین کا سکھایا

Marfat.com

ہے اس مقام کی وجہ سے میں اس کو کوئی بڑی قیمت نہیں سمجھتا۔ میں سمجھتا ہوں کہ میری ماں میرے لیے دعا کریں گی تو یہ چھوٹی سی قیمت ہے جو میں نے رحمتوں کے حصول کے لیے پیش کر دی ہے۔'' (المعجم ۱/۱۵۹)

محبت کا انوکھا انداز

دو بھائیوں کے درمیان جھگڑا ہوا' وہ اس قدر سنگین صورت اختیار کر گیا اس کا فیصلہ پنچایت میں نہیں ہو سکا بلکہ مقدمہ ہائی کورٹ تک پہنچ گیا۔

سعودی عرب کے مشہور شہر ''بریدہ'' سے نوے کلومیٹر کے فاصلے پر واقع ''اسیاح'' نامی ایک بستی تھی۔ حیزان نامی بوڑھا اس بستی کا رہنے والا تھا جب مقدمہ ہائی کورٹ پہنچا تو وہ بوڑھا شخص لوگوں سے کھچا کھچ بھری ہوئی عدالت میں اس قدر رویا کہ اس کے آنسوؤں سے اس کی داڑھی بھیگ گئی۔ آخر کیوں؟

اس بوڑھے نے بھری عدالت میں لوگوں کے سامنے آنسو کیوں بہائے؟ کیا اس لیے کہ اس کے بیٹوں نے اس کے ساتھ ناروا سلوک کیا تھا؟ کیا اس لیے کہ زمین کے کسی مقدمے میں اس کی ہار ہونے والی تھی؟ یا اس لیے کہ اس کی بیوی نے اس عمر میں اس پر خلع کا مقدمہ دائر کر دیا تھا؟

جی نہیں! ان میں سے کوئی بھی وجہ نہیں تھی۔ دراصل وہ بھائی کے مقابلے میں اپنی ماں کا مقدمہ ہارنے کی وجہ سے تڑپ رہا تھا اس ماں کا مقدمہ جس کے پاس پیتل کی ایک انگوٹھی کے علاوہ کچھ نہیں تھا۔

یہ بڑھیا اپنے بڑے بیٹے حیزان کے ساتھ رہتی تھی' حیزان اپنی ماں کے ساتھ انتہائی حسنِ سلوک سے پیش آتا حتی المقدور اس کی خدمت کرتا تھا۔ بوڑھی ماں بھی اس کے ساتھ خوش تھی جب حیزان کی عمر زیادہ ہو گئی ایک اس کا چھوٹا بھائی اس کے گھر آیا۔ وہ دوسرے شہر میں رہتا تھا اس نے بڑے بھائی کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ

Marfat.com

آج کے بعد ماں اس کے ساتھ رہے گی اس نے اعلان کیا کہ وہ شہر سے ماں کو لے جانے کے لیے آیا ہے۔

یہ حیزان کے لیے بہت تکلیف دہ بات تھی۔ وہ کہنے لگا اگرچہ میں بوڑھا ہو گیا ہوں اور تم میرا بڑھاپا دیکھ کر یہ سمجھ رہے ہو کہ میں اپنی والدہ کی اچھی طرح خدمت نہیں کر سکوں گا لیکن تمہیں معلوم ہونا چاہیے کہ میں آج بھی اپنی والدہ کی خدمت اسی طرح کرنے کے قابل ہوں جیسا کہ اس سے پہلے کرتا تھا۔ تمہیں میرے بارے میں غلط فہمی ہوئی ہے۔ میں ہرگز گوارا نہیں کر سکتا کہ میری ماں میری آنکھوں سے اوجھل رہے۔ میں جیتے جی ایسا ہرگز نہیں ہونے دوں گا اگر تم نے ایسا کیا تو میں زندگی بھر بے قرار رہوں گا اس لیے مجھ پر احسان کرو اور ماں کو اپنے ساتھ شہر لے جانے کی کوشش نہ کرو۔

چھوٹے بھائی نے جواباً عرض کیا:

''بھائی جان! آپ طویل عرصے سے ماں کی خدمت کر رہے ہیں اور بلاشبہ آپ نے والدہ کی خدمت میں کوئی کوتاہی نہیں کی جتنا ہو سکا آپ نے والدہ کی خدمت کی اب آپ بوڑھے ہو چکے ہیں ایسی صورت میں آپ خود بھی بچوں کی خدمت کے محتاج ہیں اس لیے آپ سے گزارش کرتا ہوں کہ والدہ کو میرے ساتھ شہر جانے دیں۔ میں ابھی جوان ہوں اور میرے بچے بھی دادی کے ساتھ رہنا چاہتے ہیں۔ میری بیوی بھی ساس کی خدمت کرنا چاہتی ہے اس لیے آپ ہمیں ماں کی خدمت کا موقع فراہم کریں۔''

دونوں بھائیوں میں بحث ہوتی رہی۔ دونوں میں سے کوئی بھی اپنی ماں کو خود سے جدا کرنے پر راضی نہ تھا' دونوں ہی ماں کو اپنے ساتھ رکھنے کے لیے اصرار کر

Marfat.com

رہے تھے۔ ہر چند حیزان بوڑھا ہو چکا تھا مگر اسے ماں سے جدائی گوارا نہ تھی۔ دونوں بھائیوں کے درمیان بحث بڑھتی دیکھ کر پڑوس کے لوگوں نے معاملہ سلجھانے کی کوشش کی لیکن لوگوں کو یہ دیکھ کر بہت حیرت ہوئی کہ دونوں بھائیوں میں سے کوئی بھی ماں سے جدا رہنے پر تیار نہ تھا۔ دونوں اپنی اپنی دلیل سے ایک دوسرے کا مُسکت جواب دے رہے تھے جب یہ معاملہ حل نہ ہو سکا اور لوگوں کی مصالحانہ جدوجہد بھی اس مقدمے کو حل کرنے سے قاصر رہی تو آخر کار یہ مقدمہ ہائی کورٹ پہنچ گیا۔ مقدمہ دونوں بھائیوں کی طرف سے دائر ہوا۔

جج کے پاس یہ مقدمہ پہنچا تو اسے بڑی حیرت ہوئی اس نے اس کیس کو ہر اعتبار سے جانچا دیکھا' تولا اور پرکھا اس کی سمجھ میں نہ آیا وہ کیا کرے؟ پھر اس نے دونوں بھائیوں کو اپنے چیمبر میں بلایا اور یہ سمجھانے کی کوشش کی کہ ان میں سے کوئی ایک بھائی دوسرے بھائی کو اپنی ماں کے پاس رہنے کی اجازت دے دے مگر جج کی ساری کوششیں ناکام ہوگئیں۔ دونوں بھائیوں میں سے کوئی بھی اپنی ماں کے فراق پر راضی نہ تھا۔ جج کو کسی بھی طرح کی بات نظر نہ آئی تو اس نے بوڑھی ماں کو عدالت میں پیش کرنے کا حکم دیا۔ جج کا مقصد یہ تھا کہ وہ اس معاملے میں ماں کی رائے سے بھی آگاہ ہو جائے کہ آخر خود ماں کی مرضی کیا ہے؟ وہ اپنے بڑے بیٹے حیزان کے ساتھ رہنا چاہتی ہے یا چھوٹے بیٹے کے ساتھ جانا چاہتی ہے؟

جج کے حکم کے مطابق دونوں بھائیوں نے اپنی والدہ کو ایک وہیل چیئر پر بٹھا کر عدالت میں پیش کیا۔ بڑھیا کا وزن کوئی بیس کلوگرام تھا کیونکہ وہ بہت بوڑھی ہو چکی تھی اس کے جسم میں گوشت پوشت کی بجائے ہڈیاں ہی باقی رہ چکی تھیں۔ عدالت حاضرین سے کھچا کھچ بھری ہوئی تھی چونکہ یہ اپنی نوعیت کا انوکھا واقعہ تھا اس لیے لوگ اس کا فیصلہ سننے کے لیے بے تاب تھے۔ عدالت میں دونوں بھائیوں نے

Marfat.com

مل کر ماں کو پیش کیا۔ جج کی ساری توجہ بوڑھی ماں کی طرف تھی اس نے خاتون سے مخاطب ہو کر پوچھا:

''محترمہ دونوں بیٹے تمہاری خدمت کے لیے تمہیں پاس رکھنا چاہتے ہیں' ان دونوں کی خواہش ہے کہ تمہاری خدمت کی جائے۔ ان میں سے کوئی بھی تم سے جدا ہونے کو تیار نہیں۔ میں نے لاکھ سمجھانے کی کوشش کی مگر یہ دونوں اپنی بات اور دلیل پر مصر ہیں۔ مجھے اس مقدمے کا فیصلہ کرنے میں بڑی دشواری پیش آ رہی ہے اب یہ فیصلہ میرے ہاتھ میں نہیں بلکہ تمہارے ہاتھ میں ہے۔ تم جو کہو گی میں اسی کی بنیاد (Base) پر فیصلہ کروں گا۔ میرا سوال یہ ہے کہ تم خود بتا دو کہ ان دونوں بیٹوں میں سے کس کے پاس رہنا چاہتی ہو؟''

سچ تو یہ ہے کہ اس مقدمے کا فیصلہ جج کے لیے جتنا دشوار تھا اس سے کہیں زیادہ ماں کے لیے دوبھر تھا۔ دونوں بیٹے اس کی آنکھوں کے تارے تھے۔ وہ ان دونوں سے ہی بے لوث محبت کرتی تھی اور ان دونوں نے ہی ماں کی خدمت میں بے لوث محبت کا ثبوت دیا تھا۔ ماں کو چپ لگ گئی۔ جج خاتون کے جواب کا شدت سے منتظر تھا۔ خاتون کی چند لمحے بعد زبان کھلی اور کہنے لگی:

''جج صاحب! میں کیا فیصلہ سناؤں؟ آپ نے اپنے فیصلے کا انحصار میرے جواب پر رکھا ہے۔ بھلا میں کیا عندیہ ظاہر کروں؟ میں تو ان دونوں کی ماں ہوں۔ یہ دونوں ہی میرے بچے ہیں۔ میری ایک آنکھ میرے بڑے بیٹے حیزان کی طرف دیکھ رہی ہے اور دوسری آنکھ چھوٹے بیٹے کی طرف۔ میں دوراہے پر کھڑی ہوں۔ میرے لیے یہ فیصلہ مشکل ہے۔ میں کس راہ پر قدم بڑھاؤں؟''

Marfat.com

جج کے لیے اب مقدمہ اور بھی پیچیدہ ہو گیا اب اس کے سوا اس کے لیے کوئی چارہ نہیں تھا کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق جو مناسب فیصلہ سمجھے وہ سنا دے۔ چنانچہ جج صاحب نے کافی سوچ بچار کے بعد یہ فیصلہ سنایا۔ حیزان نے ایک عرصے تک اپنی بوڑھی والدہ کی خدمت کی ہے اب وہ خود بھی بوڑھا ہو چلا ہے اب وہ پہلے کی طرح چابکدستی سے اپنی ماں کی خدمت نہیں کر سکتا اس کے مقابلے میں اس کا چھوٹا بھائی ابھی جوان ہے اس کے پاس ماں کی خدمت کرنے کی صلاحیت موجود ہے۔

اس لیے عدالت یہ فیصلہ سناتی ہے کہ بوڑھی ماں اب چھوٹے بیٹے کے پاس رہے گی کیونکہ وہ اپنی والدہ کی بخیر و خوبی خدمت کرنے کی صلاحیت رکھتا ہے۔ یہ فیصلہ سننا تھا کہ حیزان کی چیخیں نکل گئیں اس کی آنکھیں اشک بار ہو گئیں وہ بھری عدالت میں سسکیاں بھر کے رونے لگا اور اپنے اوپر افسوس کر رہا تھا کہ آہ! آج میں بوڑھا ہونے کی وجہ سے اپنی ماں کی خدمت کرنے سے محروم کر دیا گیا ہوں۔ عدالت نے فیصلہ میرے خلاف صادر کیا۔ کاش! میں بوڑھا نہ ہوتا تاکہ اپنی والدہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر کے خوشی مناتا۔

اس واقعہ کا راوی بیان کرتا ہے کہ مجھے سمجھ نہیں آ رہا تھا کہ آخر ماں نے اپنے دونوں بیٹوں کی پرورش پرداخت کس انداز میں کی ہے کہ ان کا مقدمہ ہائی کورٹ میں پہنچ گیا ان میں سے ہر ایک اپنی والدہ کی خدمت کے لیے تڑپ رہا تھا تاکہ وہ اپنی والدہ کی زیادہ سے زیادہ خدمت کر سکے۔ بالآخر دونوں بھائیوں کے حقِ خدمت کا فیصلہ عدالت کو کرنا پڑا۔

(والدین ص: ۱۸۳ مطبوعہ: دار السلام)

Marfat.com

خدمتِ والدین کے نتائج وثمرات

یہ ایک حقیقت ہے کہ مَنْ خَدَمَ خُدِمَ جو کسی کی خدمت کرتا ہے آنے والے وقت میں اس کی خدمت کی جاتی ہے۔ انسان جس طرح اولاد کی پرورش اور اپنے گھر کی ضروریات کو پورا کرنے کے لیے اَن تھک محنت کرتا ہے اس دوران اگر وہ اپنے والدین کی بھی خدمت کرتا رہے اور ان کے حقوق ادا کرتا رہے تو اس کے نتائج اس کو یہ ملیں گے کہ جس طرح اس نے اپنے والدین کی خدمت کی اسی طرح اس کی اولاد بھی اس کی خدمت کرے گی جس طرح اس نے اپنے والدین کی عزت کی اسی طرح اس کی اولاد بھی اس کی عزت کرے گی اور والدین کی عزت اور خدمت کرنے والے کو دنیا وآخرت میں ثمرات وفوائد حاصل ہوتے رہتے ہیں۔

☆☆☆☆

موت کے منہ سے بچنے والے مسافر

انسان جو بھی نیک عمل کرتا ہے اسے اس کا بدلہ دنیا میں ہی مل جاتا ہے اگر اس دنیا میں اس کے اعمالِ صالحہ کا اجر نہ مل سکے تو آخرت میں اس کا بدلہ ضرور ملے گا البتہ کافر کی نیکی کا بدلہ دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے لیکن ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والی اولاد کو اللہ تعالیٰ آخرت میں تو بدلہ دیں گے ہی دنیا میں بھی اس کا اچھا بدلہ مل جاتا ہے۔ عملی زندگی میں بھی یہ مشاہدہ کیا جا چکا ہے کہ جو لڑکا اپنے والدین کے ساتھ نرمی برتتا ہے اس کی اولاد اس کے بڑھاپے میں اس کے ساتھ اچھا سلوک کرتی ہے اس کے برعکس جو آدمی اپنے والدین کے ساتھ ناروا سلوک کرتا ہے اس کی اولاد بھی اس کے بڑھاپے میں اس کے ساتھ ناروا سلوک کرتی ہے۔

ماں باپ کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے والا شخص بلاشبہ خوش قسمت ہوتا ہے۔ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرنے والا شخص جب بھی خطرے سے دوچار ہوتا

Marfat.com

ہے تو ایسی نازک حالت میں والدین کے ساتھ اس کا احسان آڑے آجاتا ہے اور وہ خطرے سے نجات پا جاتا ہے۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''(گزشتہ اقوام میں سے) تین آدمی کہیں جارہے تھے کہ انہیں بارش نے آ گھیرا تو انہوں نے ایک پہاڑ کے غار میں پناہ لی۔ قدرتِ خدا کہ پہاڑ کے منہ پر چٹان آگری اور غار کا منہ بند کر دیا (یہ لوگ اندر مقید ہو گئے) اور یہ لوگ آپس میں کہنے لگے:

اُنْظُرُوْا اَعْمَالًا عَمِلْتُمُوْهَا صَالِحَةً لِلّٰهِ فَادْعُوا اللهَ تَعَالٰى بِهَا ۔

اپنے اپنے اعمال دیکھو جو تم نے صرف اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر کیے ہیں پھر ان کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرو۔ ہو سکتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے تمہیں نکال دے تو ان میں سے ایک نے دعا کی:

''اے اللہ! میرے ماں باپ بہت بوڑھے تھے اور بیوی بھی تھی' چھوٹے چھوٹے بچے بھی تھے۔ میں جانور چرایا کرتا تھا' شام کو جب واپس آتا' دودھ دوہتا' سب سے پہلے اپنے ماں باپ کو پلاتا تھا اور بعد میں بچوں کو دیتا۔ ایک روز درختوں نے مجھے دُور کر دیا (پتے وغیرہ بکریوں کے لیے جھاڑتے ہوئے دیر ہو گئی) شام تک واپس نہ ہو سکا۔ رات کو جب گھر پہنچا تو دیکھا کہ ماں باپ سو چکے تھے۔ حسبِ معمول میں نے دودھ دوہا' پیالہ بھر کر لایا اور ان کے سرہانے کھڑا ہو گیا۔ انہیں نیند سے بیدار کرنا مناسب نہ تھا اور ان سے پہلے بچوں کو پلانا میں نے گوارا نہ کیا حالانکہ بچے میرے قدموں میں پڑے (بھوکے) چیخ رہے

Marfat.com

تھے۔ صبح تک میری اور میرے والدین کی یہی حالت رہی (وہ سوتے رہے اور میں پیالہ لیے سرہانے کھڑا رہا) تو (اے میرے اللہ! تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تیری رضا کے لیے کیا ہے تو اس غار کا منہ ہمارے لیے کھول دے کہ ہم آسمان کو دیکھ سکیں۔

فَفَرَجَ اللّٰہُ مِنْھَا فُرْجَةً فَرَأَوْا مِنْھَا السَّمَآءَ .

"تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے (غار کا) اتنا منہ کھول دیا کہ ان کو آسمان نظر آنے لگا۔"

دوسرے آدمی نے اس طرح دعا مانگی:

"الٰہی! میری ایک چچا کی بیٹی تھی میں اس سے اتنی محبت کرتا تھا جتنی شدید محبت مردوں کو عورتوں سے ہوا کرتی ہے۔ میں نے اس سے مطالبہ وصل کیا اس نے انکار کر دیا اور ایک سو دینار مانگا۔ میں نے بڑی کوششوں سے سو دینار جمع کیا اور لے کر اس کے پاس پہنچا پھر جب میں اس کی ٹانگوں کے درمیان بیٹھ گیا (اپنا مطلب پورا کرنے کے قریب ہوا) وہ کہنے لگی:

"اے بندۂ خدا! اللہ کا خوف کرو اور اس مہر کو بغیر نکاح کے مت توڑ۔"

یہ سن کر میں اسے چھوڑ کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ اے اللہ! تو جانتا ہے اگر میں نے یہ تیری رضا کے لیے کیا تھا تو اس کا منہ کچھ نہ کچھ کھول دے۔"

تو اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے کچھ اور کشائش پیدا فرما دی۔

آخری آدمی نے عرض کی:

"یا مولا! میں نے ایک فرق (تین صاع کے برابر غلہ کا پیمانہ) چاولوں پر ایک مزدور رکھا تھا جب وہ اپنا کام کر چکا تو کہنے لگا:

Marfat.com

"مجھے میری مزدوری دے دے۔"

میں نے اسے ایک فرق چاول دیئے مگر وہ انہیں چھوڑ کر چلا گیا پھر میں اس کے ان چاولوں کو کاشت کرتا رہا یہاں تک کہ میں نے اس سے کئی بیل، گائے اور چرواہے جمع کر لیے پھر ایک روز وہ میرے پاس آ کر کہنے لگا:

"اللہ سے ڈر اور میرا حق مت مار۔"

میں نے اس سے کہا کہ:

"ان بیل، گائے اور چرواہوں کے پاس جا اور ان سب کو لے جا۔"

کہنے لگا:

"خدا کا خوف کر اور میرے ساتھ مذاق نہ کر۔"

میں نے اسے بتلایا کہ یہ بیل، گائے اور چرواہے لے جا۔"

پس وہ سب کچھ لے کر چلا گیا۔

فَاِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ اَنِّیْ فَعَلْتُ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ وَجْهِكَ فَافْرُجْ لَنَامَا بَقِیَ ۔

"اے پروردگار! اگر تیرے علم میں ہے کہ میں نے یہ سب کچھ تیری خوشی کی خاطر کیا تھا تو غار کا منہ کھول دے۔"

فَفَرَجَ اللّٰهُ مَا بَقِیَ ۔

تو اللہ تعالیٰ نے باقی حصہ بھی کھول دیا۔ (اور وہ تینوں حضرات غار سے نکل کر چل دیئے)

(الترغیب والترہیب ۲/۲۴۷، اشعۃ اللمعات (اردو)، شرح مشکوٰۃ ۲/۱۲۷، صحیح مسلم ۵/۲۷۵، الرقم: ۲۷۴۳، صحیح بخاری ۴/۱۸۹۲، الرقم: ۵۹۷۴)

Marfat.com

نصیحت کے پھول

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ مصیبت اور پریشانی کے وقت اعمالِ صالحہ کا وسیلہ بارگاہِ خداوندی میں پیش کرنا مستحب ہے اور اللہ تعالیٰ اسے درجۂ قبولیت عطا فرماتا ہے کیونکہ نبی کریم ﷺ نے ان کے اس عمل کو بطورِ مدح ذکر فرمایا ہے۔

حضرت اویس قرنی...... مستجاب الدعوات کیسے بنے

اسیر بن جابر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے پاس جب یمن والوں میں سے کوئی کمک آتی تو ان سے سوال کرتے کہ:

''کیا تم میں اویس بن عامر ہے؟''

حتیٰ کہ ایک دن اویس ان کے پاس گئے۔ حضرت عمر نے فرمایا:

''کیا آپ اویس بن عامر ہیں؟''

انہوں نے کہا:

''ہاں!''

فرمایا:

''آپ قبیلہ مراد سے ہیں؟''

انہوں نے فرمایا:

''ہاں!''

آپ نے فرمایا:

''کیا آپ قرن سے ہیں؟''

انہوں نے کہا:

''ہاں!''

آپ نے پوچھا:

Marfat.com

"کیا آپ کو برص کی بیماری لگی تھی؟"

انہوں نے کہا:

"ہاں!"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ اہلِ یمن کی امداد (فوجی دستے اور کمک) کے ساتھ تمہارے پاس قرن سے ایک شخص آئیں گے جن کا نام اویس بن عامر ہوگا۔ ان کو برص کی بیماری تھی اور ایک درہم کی مقدار کے علاوہ باقی ٹھیک ہو چکی ہوگی۔ قرن میں ان کی والدہ ہے جس کے ساتھ وہ بہت نیکی کرتے ہیں اگر وہ کسی چیز پر قسم کھا لیں تو اللہ تعالیٰ عزوجل اس کو ضرور پوری فرما دے گا اگر تم سے ہو سکے تو تم ان سے مغفرت کی دعا کرانا۔ سو اب آپ میرے لیے مغفرت کی دعا کیجیے۔"

حضرت اویس قرنی نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے لیے استغفار کیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"اب آپ کہاں جا رہے ہیں؟"

انہوں نے کہا:

"کوفہ میں۔"

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

"کیا میں کوفہ کے عامل کی طرف آپ کے لیے خط نہ لکھ دوں؟"

حضرت اویس قرنی نے کہا:

"خاک نشین لوگوں میں رہنا مجھے زیادہ پسند ہے۔"

Marfat.com

جب دوسرا سال آیا کوفہ کے اشراف میں سے ایک شخص آیا اس کی حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس سے اویس قرنی کے متعلق پوچھا۔ اس نے کہا:

''میں ان کو کم سامان کے ساتھ شکستہ گھر میں چھوڑ آیا ہوں۔''

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا:

''میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے یہ سنا ہے کہ تمہارے پاس کمک کے ساتھ قبیلہ مراد سے اویس بن عامر قرن سے آئیں گے' ان کو برص کی بیماری تھی۔ ایک درہم کی مقدار کے علاوہ سب بیماری ٹھیک ہو گی۔ ان کی ایک والدہ تھی ان کے ساتھ نیک اور اچھا سلوک کرتے تھے اگر وہ اللہ تعالیٰ پر کسی کام کی قسم کھالیں تو اللہ تعالیٰ اس کو ضرور پورا کرتا ہے اگر تم سے ہو سکے تو تم ان سے اپنے لیے مغفرت کی دعا کرانا پھر وہ شخص حضرت اویس رضی اللہ عنہ کے پاس گیا اور ان سے کہا:

''میرے لیے استغفار کرو۔''

اس نے پھر کہا:

''آپ میرے لیے استغفار کرو۔''

پھر کہا:

''کیا تمہاری حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے ملاقات ہوئی تھی؟''

پھر حضرت اویس نے ان کے لیے استغفار کے لیے دعا فرمائی تب لوگوں کو حضرت اویس کے مقام کا علم ہوا اور وہاں سے چلے گئے۔

اسیر نے کہا:

''میں نے حضرت اویس رضی اللہ عنہ کو ایک چادر اوڑھائی جب بھی ان کو کوئی

Marfat.com

شخص دیکھتا تو کہتا کہ اویس قرنی کے پاس یہ چادر کہاں سے آئی؟''

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کتاب: البر والصلۃ (اردو) ص:۳۸ مطبوعہ فرید بک سٹال لاہور بحوالہ صحیح مسلم ۱۲۴/۵ الرقم:۲۵۴۲ احکام القرآن ۲۶۰/۷)

مندرجہ بالا حدیث پاک سے حاصل ہونے والے فوائد

خیر التابعین حضرت اویس قرنی کتنے خوش نصیب ہیں کہ ان کا تذکرہ خود حضور سرورِ دو عالم ﷺ فرما رہے ہیں جس کا ذکر خیر حضور ﷺ کی زبان پر آجائے اس کی عظمت کا کیا کہنا۔

حضرت اویس قرنی کی والدہ ماجدہ ضعیفہ تھیں، وہ ہر وقت ان کی خدمت میں مگن رہتے تھے۔ ان کی دیکھ بھال، ان کی خوشنودی ان کو راحت پہنچانا آپ کا مطمع نظر رہا۔ وہ خدمتِ ماں میں اس قدر مستغرق تھے کہ اس سبب سے وہ حضورِ اکرم ﷺ کا حیاتِ ظاہریہ میں تو دیدار نہ کر سکے۔ مدینہ طیبہ میں حاضر ہو کر اپنی آنکھوں کو آپ کے جمال باکمال سے مزین تو نہ کر سکے لیکن ماں کی خدمت انہیں اس مقام تک پہنچا گئی جس مقام کے حصول کے لیے بڑے بڑے مرتبہ و مقام والے ترستے رہے کہ حضور ﷺ کی محبت تو موجود تھی ہی حضور پاک ﷺ کو ان سے عجیب انداز سے محبت ہو گئی۔ وہ حضور پاک ﷺ کی نظرِ شفقت سے اس درجہ مالا مال ہوئے کہ حضور ﷺ نے خود ان کی شان کی گواہی دی۔

لَوْ اَقْسَمَ عَلَى اللّٰهِ لَاَبَرَّهٗ۔

اگر وہ اللہ کی قسم کھا کر کوئی بات کہہ دے تو اللہ تعالیٰ اس کی بات کو ضرور پورا کرتا ہے۔ یہ مقامِ محبوبیت ہے۔ محبوب جو کہتا ہے محب اس کی بات کو ضرور پورا کیا کرتا ہے۔ اللہ صمد ہے، کل کائنات اس کی محتاج ہے، وہ کسی کا محتاج نہیں لیکن اس کے باوجود وہ حضرت اویس قرنی رضی اللہ عنہ سے اس درجہ رحم فرماتا ہے کہ اگر وہ اپنی زبان

Marfat.com

سے واللہ (اللہ کی قسم) کہہ کر کوئی بات کر دیں تو بے نیاز خالق و مالک اس بات کو ضرور پورا فرماتا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ جو الوالعزم' باکمال اور خلیفہ راشد ہیں' رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ پاک خود سن کر گواہی دیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان مبارک ہے:

''اگر اس سے اپنے لیے استغفار کروا سکو تو استغفار کروا لینا۔''

سبحان اللہ! وہ زبان کس درجہ طیب و طاہر ہے جو استغفار کرے تو اللہ کی کرم نوازیاں بھی جھوم جھوم کر آتی ہیں اور امیر المومنین رضی اللہ عنہ ان سے استغفار کرواتے ہیں تاکہ فرمانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی برکات سے اپنے آپ کو مزید سعادت مند بنا سکیں۔

اس حدیثِ پاک میں ایک بات یہ بھی عیاں ہوتی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے اُمتیوں کی کس درجہ خبر ہے' اپنے اُمتیوں کے حالات سے کس درجہ آگاہ ہیں جو واقعات مستقبل میں پیش آنے والے ہیں' ان کی من و عن خبر دیتے ہیں۔

قربان جائیں اس نبی عربی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سینۂ اقدس کی وسعت پہ کہ مستقبل کے پردے میں وقوع ہونے والے واقعات و حوادث بھی عیاں و ظاہر ہیں اور آنے والی چیزیں بھی آپ کے سینۂ اطہر کی وسعت سے باہر نہ ہو سکیں۔

ہمارا اس بات پر دل و جان سے ایمان ہونا چاہیے کہ ہماری کوئی حرکت ہمارا کوئی عمل اللہ عزوجل اور رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی نگاہ سے پوشیدہ نہیں اسی اللہ تعالیٰ کی عطا و کرم نوازی سے کوئی کام اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی وسیع نگاہ سے مخفی نہیں۔

(تعلیماتِ نبویہ ۲/۶۹)

دوہرا انعام

اس واقعہ کا راوی ایک عربی نوجوان ہے اس نے والدین کے ساتھ حسنِ

Marfat.com

سلوک کے حوالے سے یہ واقعہ بیان کیا ہے کہ میں ایک کمپنی میں ملازم تھا' ملازمت کے دوران میں نے کسی وجہ سے کمپنی کے مینیجر کو استعفیٰ پیش کر دیا۔ استعفیٰ قبول ہو گیا۔ کمپنی کی جانب سے مجھے بتیس ہزار بطورِ واجبات ملے۔ میں نے اپنا حق وصول کیا اور گھر آ گیا۔

میرے پاس اس رقم کے علاوہ کوئی سرمایہ نہیں تھا۔ حق یہ ہے کہ اتنے زیادہ دینار میرے لیے بڑی اہمیت کے حامل تھے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب سن ۱۴۲۴ ہجری کا حج بالکل قریب تھا۔ بیت اللہ شریف کی زیارت کے خواہش مند حضرات حج کے لیے ضروری انتظامات کی تکمیل میں لگے ہوئے تھے جب میں گھر پہنچا تو اپنے والدین کو کمپنی کی طرف سے ملے ہوئے واجبات یعنی بتیس ہزار دینار کے بارے میں بتلایا۔ والدہ اور والد دونوں نے فرمایا:

"ہماری خواہش ہے کہ تم یہ رقم ہمیں دے دو تا کہ ہم فریضۂ حج ادا کر سکیں۔"

میں نے ان کے حکم پر فوراً لبیک کہا اور مطلوبہ رقم ان کے حوالے کر دی۔ ہر چند مجھے مال کی ضرورت تھی مگر والدین کی خواہش کا احترام میرے لیے سب سے اہم بات تھی پھر میں خود حج کا انتظام کرنے والی ایک کمپنی کے پاس گیا حج سے متعلقہ فارم پُر کیا اور تمام کارروائیاں مکمل کر کے اپنے والدین کو حج کے مبارک سفر پر روانہ کر دیا۔

الحمدللہ! انہوں نے حج کا فریضہ بحسن وخوبی ادا کیا اور دو ہفتہ بعد مکہ مکرمہ سے وطن واپس آ گئے۔ والدین کی حج سے واپسی کے بعد ایک دن کا ذکر ہے کہ میرے موبائل کی گھنٹی بجی' فون ریسیو کیا' یہ میری سابقہ کمپنی کے مینیجر کا فون تھا اس نے بتایا

Marfat.com

کہ کمپنی میں چونکہ تم نے طویل عرصے تک ملازمت کی ہے اس لیے بدلِ خدمت کے طور پر کمپنی کے مطابق تمہارا حقِ خدمت دیناروں کی شکل میں پڑا ہوا ہے، تم آفس سے رابطہ کر کے اپنا حق وصول کر لو۔

میں نے سوچا کہ یہ کوئی معمولی سی رقم ہوگی کیونکہ میں پہلے ہی اپنا بدلِ خدمت وصول کر چکا تھا۔ میں آفس پہنچا۔ منیجر سے رابطہ کیا اس نے ایک لفافے میں چیک دیا۔ میں نے اس کا شکریہ ادا کیا اور آفس سے گھر کے لیے روانہ ہو گیا۔ گھر پہنچ کر میں نے لفافہ کھول کر دیکھا تو اس میں اتنی ہی قیمت کا چیک تھا جتنی رقم میں نے والدین کے حج پر خرچ کی تھی۔

سبحان اللہ! والدین کو حج بھی کرا دیا اور مجھے اتنی ہی رقم واپس بھی مل گئی۔ گویا میں یہ کہنے میں حق بجانب ہوں کہ میرے والدین مجھ سے بہت خوش تھے۔

(والدین، ص: ۱۲۸، مطبوعہ: دار السلام بحوالہ کتاب: سعادۃ الدارین فی برالوالدین)

جنت میں حضرت کلیم اللہ کی سنگت

ایک دفعہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے پوچھا:

يَا رَبِّ! دُلَّنِيْ عَلٰى رَجُلٍ هُوَ رَفِيْقِيْ فِي الْجَنَّةِ ۔

''اے میرے پروردگار! مجھے اس آدمی کے بارے میں بتا جو جنت میں میرا رفیق ہوگا۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

''تمہاری خواہش ہے کہ اس دنیا ہی میں اپنے جنتی ساتھی کو دیکھ لو تو فلاں لکڑہارے کے پاس جاؤ، وہی جنت میں تمہارا رفیق ہوگا۔''

چنانچہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام اس لکڑہارے کے پاس گئے جس کی اللہ تعالیٰ نے نشاندہی کی تھی اس کے دروازے پر پہنچے، اندر داخل ہونے کی اجازت طلب کی۔

Marfat.com

لکڑ ہارے نے انہیں اندر آنے کی اجازت دی جب حضرت موسیٰ علیہ السلام گھر کے اندر داخل ہوئے تو لکڑ ہارے نے ان کا خیر مقدم کیا ابھی حال واحوال پوچھنے کی نوبت بھی نہیں آئی تھی کہ لکڑ ہارے نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

''حضور! براہِ مہربانی آپ چند لمحے انتظار فرمائیں' میں ابھی آتا ہوں۔''

اتنا کہنے کے بعد لکڑ ہارا ایک کمرے میں چلا گیا اس کمرے میں ایک بہت بوڑھا شخص لیٹا ہوا تھا' حرکت کرنے کے قابل بھی نہیں تھا۔ لکڑ ہارے نے اسے سہارا دے کر اُٹھایا اور اس کی صفائی کرنے لگا جب اس کی صفائی سے فارغ ہو چکا تو اسے کھلایا پلایا اور آرام سے لِٹا دیا جب لکڑ ہارا بوڑھے شخص کو لِٹا کر واپس آنے لگا تو بوڑھے نے آہستہ سے اپنا ہونٹ ہلایا اس کی بات سمجھ میں آنے والی نہیں تھی۔ بعد ازاں لکڑ ہارا سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے پاس آ گیا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام اس لکڑ ہارے کی ساری حرکات وسکنات ملاحظہ فرما رہے تھے۔ انہوں نے لکڑ ہارے سے دریافت فرمایا کہ:

''وہ بوڑھا شخص کون ہے؟''

لکڑ ہارے نے جواب دیا کہ:

''وہ میرے والد ہیں۔''

حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ایک سوال کے جواب میں لکڑ ہارے نے یہ بھی بتلایا کہ وہ اپنے بوڑھے والد کی کئی سال سے خدمت کر رہا ہے۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے لکڑ ہارے سے دریافت فرمایا:

''اچھا یہ بتلاؤ کہ تمہارے والد نے جب اپنا ہونٹ ہلایا تو اس نے کیا کہا؟''

Marfat.com

لکڑہارے نے جواب دیا کہ:

''میرے والد نے میرے لیے یہ دعا فرمائی کہ اے اللہ! قیامت کے دن میرے بیٹے کو اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کا رفیق بنا۔''

اس وقت سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کو ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے لکڑہارے کی اہمیت اور عظمت کا راز سمجھ میں آیا۔

(والدین، ص: ۳۲۴، مطبوعہ: دارالسلام، بحوالہ کتاب: سعادۃ الدارین فی برالوالدین، ص: ۵۰)

دعوتِ عمل

معزز قارئین! دیکھا آپ نے کہ والدین کی خدمت کرنے والے کی اہمیت اور عظمت کیا ہے۔ والدین کے منہ سے نکلنے والے الفاظ اللہ کریم کی بارگاہ میں فوراً قبول ہو جاتے ہیں۔ ہمیں بھی چاہیے کہ والدین کی خدمت کریں اور بدلے میں ان سے دعائیں لیں اور جنت میں اپنی جگہ بنائیں۔

ہاتھ بٹایئے......فلاح پایئے

گھر میں والدین اسی بچے سے زیادہ محبت کرتے ہیں جو محنتی ہو اور والدین کا خیال رکھتا ہو اور بڑے ہو کر معاشرے میں ایسے انسان سے ہر ایک محبت کرتا ہے جو محنتی ہو اور چست ہو۔

آپ گھر میں والدین کے امور میں تعاون کیجیے۔ ان کے ساتھ نرمی اور شفقت سے پیش آئیں اس میں آپ کا دنیا و آخرت دونوں کا فائدہ ہے۔ انسان کو چاہیے کہ جدوجہد......عزم واستقلال......مشقت وہمت......ثابت قدمی......اور مسلسل محنت کرنے کی عادت بنائے۔

گھر میں والدین کو جن امور میں مدد (Help) کی ضرورت ہو ان کی مدد کی جائے اگر گھر میں مہمان (Guest) آئے ہوں تو مہمان نوازی کا سارا بوجھ

Marfat.com

والدین پر ڈالنے کی بجائے ہر کام میں ان کے ساتھ تعاون کرنا چاہیے۔

سستی اور آرام طلبی میں نقصان ہے جو اپنی زندگی کے ابتدائی دور میں محنت کرنے کا عادی ہو جائے اسے زندگی کے بڑے بڑے مسائل حل کرنے میں مشکل پیش نہیں رہتی۔

لہٰذا زندگی کو اس عزم مصمم کے ساتھ گزارنا چاہیے کہ محنت' ہمت' ثابت قدمی اور چستی کا دامن ہاتھ سے کبھی نہ چھوڑیں گے۔ اپنی ذات کو بھی فائدہ پہنچائیں اور والدین کی خدمت کر کے ان کو بھی راحت پہنچائیں۔

گھر بیٹھے حج وعمرہ کی سعادت

عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ اَتٰی رَجُلٌ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم فَقَالَ اِنِّی اَشْتَہِی الْجِہَادَ وَلَا اَقْدِرُ عَلَیْہِ قَالَ ھَلْ بَقِیَ مِنْ وَالِدَیْكَ اَحَدٌ؟ قَالَ اُمِّیْ قَالَ: قَابِلِ اللّٰہَ فِیْ بِرِّھَا فَاِذَا فَعَلْتَ ذٰلِكَ فَاَنْتَ حَاجٌّ وَ مُعْتَمِرٌ وَمُجَاھِدٌ فَاِذَا رَضِیَتْ عَنْكَ فَاتَّقِ وَبِرَّھَا ۔

"حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ عرض کی:

"میں جہاد کرنا چاہتا ہوں لیکن اس کی طاقت نہیں رکھتا۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"کیا تیرے والدین سے کوئی زندہ ہے؟"

اس نے کہا:

"میری والدہ زندہ ہے۔"

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

Marfat.com

''ان سے حسنِ سلوک کر کے اللہ کی رضا کا طالب ہو جب تم ایسا کرلو گے تو تم حاجی بھی ہو تم عمرہ ادا کرنے والے بھی ہو تم مجاہد بھی ہو بس جب تیری والدہ تجھ سے راضی ہو جائے تو تقویٰ اختیار کر اور اس سے مزید حسنِ سلوک سے پیش آیا کر اور اس کی خدمت کر۔''

(الترغیب والترہیب ۳/۳۸۴، الرقم: ۳۶۵۳، تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۴۵۲، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، شعب الایمان ۶/۱۷۹)

سبق

حج اسلام کے بنیادی پانچ ارکان میں سے پانچواں ہے۔ بعض عبادتیں بدنی ہیں اور بعض مالی لیکن حج عبادت مرکب ہے یعنی یہ عبادت قولی بھی ہے اور مالی بھی اور بدنی بھی ہے اس عبادت کے لیے دُور دراز کا سفر طے کرنا پڑتا ہے۔ اپنے اہل و عیال سے جدائی برداشت کرنا پڑتی ہے۔ کثیر رقم صرف کرنی پڑتی ہے اور اس پر جسمانی مشقت مستزاد ہے اسی لیے اللہ کے پیارے حبیب، حبیبِ لبیب ﷺ نے ارشاد فرمایا:

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ رضی اللہ عنہ قَالَ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ یَقُوْلُ مَنْ حَجَّ فَلَمْ یَرْفُثْ وَلَمْ یَفْسُقْ رَجَعَ مِنْ ذُنُوْبِهٖ كَیَوْمٍ وَلَدَتْهُ اُمُّهٗ۔

''حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، میں نے سنا حضور پاک ﷺ ارشاد فرمارہے تھے:

''جس نے حج کیا کوئی بے حیائی کی بات نہ کی اور نہ اللہ کی نافرمانی کی تو اپنے گناہوں سے اس دن کی طرح پاک ہو کر پلٹے گا جس دن اس کی ماں نے اسے جنا تھا۔''

Marfat.com

(صحیح بخاری ۱/۴۵۵، الرقم: ۱۵۲۱، صحیح مسلم ۲/۱۵۷، الرقم: ۱۳۵۰، سنن نسائی ۵/۱۱۷، الرقم: ۲۶۲۳)

واقعی حج ایسی عبادت ہے جو انسان کو گناہوں سے پاک کر دیتی ہے اور اسے جنتی بنا دیتی ہے جس کا حج مقبول ہو وہ دنیا میں چلتا پھرتا جنتی ہے اب زیرِ نظر حدیثِ پاک میں غور فرمایئے کہ حضور پاک ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

''اللہ کی رضا کے لیے اپنے ماں باپ کی خدمت کرو جب تم نے ایسا کر لیا تو تم حج کرنے والے، عمرہ کرنے والے اور جہاد کرنے والے ہو۔''

بندہ فقط ماں باپ کی خدمت سے حج و عمرہ اور جہاد کا ثواب پا لیتا ہے۔

❁❁❁❁❁

Marfat.com

(ج) احسان کرنا

اللہ تعالیٰ نے حضور نبی اکرم ﷺ کو آخری رسول بنا کر بھیجا...... آپ کی شریعت آخری شریعت ہے...... آپ کی رسالت و شریعت تمام لوگوں کے لیے سعادت مندی کا سامان ہے...... اور آپ کا پیغام تمام قوموں اور قبیلوں کے لیے حیات بخش ہے آپ جانتے ہیں کہ ایک خوش حال اور خوشیوں بھری زندگی کا انحصار آپس میں ایک دوسرے پر احسان کرنے' نیکی' ہمدردی اور بھلائی' حسنِ سلوک اور صلہ رحمی پر ہوتا ہے۔ حسنِ سلوک اور صلہ رحمی کا اسلام میں بہت بڑا مقام اور مرتبہ ہے۔ اسلام میں احسان اور صلہ رحمی کرنے کو عظیم عبادت قرار دیا گیا۔

☆☆☆☆

اَلْاِحْسَان ......فِی الْقُرْآن

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ ۔

''بے شک اللہ (ہر ایک کے ساتھ) عدل اور احسان کا حکم فرماتا ہے۔'' (پ:۱۴' النحل:۹۰)

دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت واطاعت کے بعد احسان کا حکم دیا ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

Marfat.com

وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔

''اور تم اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔'' (پ:۵ النساء:۳۶)

حکم ہوتا ہے کہ اے لوگو! اللہ کی عبادت میں کبھی شرک کو اپنے قریب تک نہ پھٹکنے دو۔ تم اس بات کو اپنا معمول بنالو اور والدین کے ساتھ نیکی اور احسان کو اپنا شعار بنالو۔ توحید اور اطاعت وعبادت کے تسلسل اور شرک کی نفی کا حکم جہاں ختم ہے وہاں والدین کے ساتھ احسان شروع ہو جاتا ہے اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بندے کے والدین کا کتنا پاس ہے کہ انسان کو اپنی بندگی کے بعد ان کی خاطر داری اور دل جوئی کی تاکید کی جارہی ہے اور یہاں یہ قید اور قدغن بھی نہیں کہ

والدین کمانے والے ہوں	یا	نہ کمانے والے ہوں
بوڑھے ہوں	یا	جوان ہوں
متقی و پارسا ہوں	یا	عبادت گزار

والدین کسی حال میں ہوں، والدین ہونے کے ناطے سے احسان کے مستحق ہیں۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآئِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔

''اور (یاد کرو) جب ہم نے اولادِ یعقوب سے پختہ وعدہ لیا کہ اللہ کے سوا (کسی اور کی) عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرنا۔'' (پ:۱ البقرہ:۸۳)

یہاں اس امر کی صراحت ضروری ہے اور اس کی یہی ترتیب حضرت آدم علیہ

السلام کی اُمت سے لے کر خاتم النبیین حضرت محمد ﷺ کی اُمت تک جاری و ساری رہی ہے۔ تمام بنی نوع انسان کو یہی تلقین کی جاتی ہے کہ تمہاری جبین نیاز سوائے ذاتِ باری تعالیٰ کے کسی اور کے سامنے نہ جھکے اور اپنے والدین کے ساتھ احسان اور فروتنی سے پیش آؤ۔

احسان کیا ہے؟

احسان یہ ہے کہ والدین کے ساتھ ہر معاملے میں ایسا رویہ اختیار کرنا کہ جس سے انہیں ناگواری اور گرانی نہ ہو بلکہ انہیں مسرت اور خوشی کا احساس ہو اس میں حسنِ سلوک کی ہر صورت اختیار کرنے اور بدسلوکی کی ہر صورت سے اجتناب کرنے کی تاکید ہے۔

امام عبدالرزاق رحمہ اللہ نے المصنف میں حضرت الحسن سے روایت کیا ہے کہ ان سے پوچھا گیا کہ:

"والدین کے ساتھ احسان کا کیا مطلب ہے؟"

انہوں نے فرمایا:

"تو جس چیز کا مالک ہے ان کی خوش نودی کے لیے خرچ کر دے اور جو تمہیں وہ حکم دیں ان کی اطاعت کر مگر یہ کہ اس میں گناہ اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہو تو پھر ان کی اطاعت نہ کر۔"

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۲۵۱ مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

والدین سے احسان کرنا فرض ہے

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَوَصَّيْنَا الْإِنسَانَ بِوَالِدَيْهِ إِحْسَانًا ۔

Marfat.com

''اور ہم نے انسان کو اپنے والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنے کا حکم فرمایا۔'' (پ:۲۶' الاحقاف:۱۵)

علامہ ابنِ منظور لکھتے ہیں:

لِاَنَّ الْوَصِيَّةَ مِنَ اللهِ اِنَّمَا هِيَ فَرْضٌ ۔

''وصیت کا فاعل جب اللہ تعالیٰ ہو تو اس کا معنیٰ فرض کرنا ہوتا ہے۔''

(تعلیماتِ نبویہ ۴/۸ بحوالہ: لسان العرب)

دوسرے مقام پر ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَقَضٰی رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۔

''اور آپ کے رب نے حکم فرما دیا ہے کہ تم اللہ کے سوا کسی کی عبادت مت کرو اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کیا کرو۔''

(پ:۱۵' بنی اسرائیل:۲۳)

اس آیت میں قضیٰ سے مراد ہے کہ حکم فرمایا' لازم کیا' واجب کیا' یہ حکم' حکمِ قطعی ہے۔

آیت کا مفہوم یہ ہے کہ تیرے رب نے قطعی طور پر واجب کر دیا کہ اس کی عبادت کی جائے اس کے سوا کوئی اور عبادت کے لائق نہیں اور والدین کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آؤ۔ (احکام القرآن ۵/۳۹۵' ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور)

ہر حال میں احسان کرنے کا حکم

والدین اگر نیک ہوں تو یہ اولاد کی خوش قسمتی اور خود والدین کے لیے سعادت مندی ہے تاہم اولاد کے حسنِ سلوک کے لیے والدین کی نیک نامی شرط نہیں۔ والدین جیسے بھی ہوں ان سے حسنِ سلوک اور احسان کرنا ہر حال میں لازم ہے۔ ہاں! اللہ کریم کی نافرمانی اور گناہ کے کام میں ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی

Marfat.com

جیسے شادی کے موقع پر والدین اپنے بیٹے کو داڑھی کٹوانے کا حکم دیں یا بلا کسی سبب اور ضرورت کے والدین اپنی اولاد کو نماز روزہ سے روک دیں تو ان امور میں ان کی فرمانبرداری نہیں کی جائے گی کیونکہ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

''مسلمان کو جب کسی گناہ کے کام کا حکم دیا جائے تو وہ نہ اس حکم کو سنے نہ ہی اس کی فرماں برداری کرے۔''

(صحیح بخاری الرقم:۲۱۴۴، صحیح مسلم الرقم:۱۸۳۹)

اور دوسری حدیث شریف میں فرمایا کہ:

''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں کسی کی فرماں برداری نہیں کی جائے گی۔''

(مسند احمد ۵/۶۶، شرح السنہ:۲۴۵۵، مشکوٰۃ المصابیح، ص:۳۲۱، مطبوعہ کراچی)

قرآنِ کریم میں ارشادِ خداوندی ہے:

وَاِنْ جَاهَدٰكَ عَلٰٓى اَنْ تُشْرِكَ بِيْ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۙ فَلَا تُطِعْهُمَا وَصَاحِبْهُمَا فِي الدُّنْيَا مَعْرُوْفًا ۡ

''اور اگر وہ دونوں (والدین) تجھ پر اس بات کی کوشش کریں کہ تو میرے ساتھ اس چیز کو شریک ٹھہرائے جس (کی حقیقت) کا تجھے علم نہیں تو ان کی اطاعت نہ کرنا اور دنیا (کے کاموں) میں ان کا اچھے طریقے سے ساتھ دینا۔'' (پ:۲۱، لقمان:۱۵)

اس آیت سے جہاں یہ معلوم ہوا کہ خلافِ شرع امور میں والدین کی فرماں برداری نہیں کرنی چاہیے وہاں یہ بھی معلوم ہوا کہ اگر والدین مشرک یا کافر ہوں تب بھی ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنا چاہیے۔

دین کی دعوت دینا بھی احسان میں شامل ہے

اگر خدانخواستہ والدین کافر ہوں تو ان کو اسلام کی دعوت دینا اور اگر

Marfat.com

خدانخواستہ والدین گناہ گار ہوں تو انہیں نیکی کی دعوت دینا بھی احسان میں شامل ہے۔ حضرت سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی والدہ مشرکہ تھیں اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اور سرکارِ دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو بہت باتیں کیا کرتی تھی اس کے باوجود حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ سے احسان کیا کرتے تھے اسے اسلام کی دعوت دیا کرتے تھے۔ آپ اپنا واقعہ خود بیان فرماتے ہیں، فرماتے ہیں کہ:

"میں اپنی مشرکہ والدہ کو اسلام کی طرف بلایا کرتا تھا تو ایک دن میں نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ایسی باتیں کہہ دیں جنہیں میں ناپسند کرتا ہوں تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں روتا ہوا حاضر ہوا۔ میں نے عرض کی:

"یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! میں اپنی والدہ کو اسلام لانے کی دعوت دیا کرتا تھا تو وہ ہر مرتبہ انکار کر دیتی تھی۔ آج میں نے اسے اسلام لانے کی دعوت دی تو اس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ناپسندیدہ باتیں کر دیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ سے دعا کریں کہ وہ ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی ماں کو ہدایت کی دولت عطا فرمائے۔"

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کی بارگاہ میں عرض کی:

"اے اللہ! ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت کی دولت نصیب فرما۔"

میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا سے خوشی خوشی گھر کی طرف نکلا جب میں گھر پہنچا، دروازے کے پاس آیا تو دروازہ بند تھا۔ میری ماں نے میرے جوتوں کی آواز سن کر کہا:

"ابو ہریرہ! اپنی جگہ پر رہنا، اندر نہ آنا۔"

میں نے پانی کے گرنے کی آواز سنی۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

Marfat.com

''میری ماں نے غسل کیا اور اپنی قمیص پہنی' دوپٹہ (اوڑھنی) لیے بغیر جلدی سے دروازہ کھولا پھر کہا:

''اے ابو ہریرہ!

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

''میں گواہی دیتی ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی الٰہ نہیں اور گواہی دیتی ہوں کہ حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔''

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

''میں واپس حضورِ اکرم ﷺ کی بارگاہ میں حاضر ہوا اور میں خوشی سے رو رہا تھا۔ میں نے عرض کی:

''یارسول اللہ ﷺ! خوش ہو جائیے اللہ نے آپ کی دعا کو شرفِ قبولیت بخش دیا اور ابو ہریرہ کی ماں کو ہدایت عطا فرمائی۔''

تو حضور پاک ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا بیان کی اور کلماتِ خیر ادا کیے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا بیان ہے کہ میں نے عرض کی:

''یارسول اللہ ﷺ! اللہ سے دعا کریں کہ اللہ اپنے مومن بندوں کے دل میں میری اور میری ماں کی محبت ڈال دے اور اہلِ ایمان کو ہمارے ہاں محبوب بنا دے۔''

حضورِ اکرم ﷺ نے اللہ کی جناب میں عرض کی:

''اے اللہ! اپنے اس پیارے بندے ابو ہریرہ اور اس کی ماں کو اہلِ ایمان کے ہاں محبوب بنا دے اور اہلِ ایمان کو ان کے ہاں محبوب بنا دے۔''

Marfat.com

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ:

"اب تو جو مومن میرا نام سنے اگرچہ وہ مجھے نہ دیکھے لیکن وہ مجھ سے محبت ضرور کرے گا۔"

(تعلیماتِ نبویہ ۴/۹۷، بحوالہ صحیح مسلم ۵/۹۲، الرقم: ۲۴۹۱، الادب المفرد، ص: ۲۰، الرقم: ۳۴، مشکوٰۃ المصابیح ۳/۱۶۵، الرقم: ۵۸۹۵)

خدا دیتا ہے سرکار (صلی اللہ علیہ وسلم) کا صدقہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے جلیل القدر صحابی ہیں، اسلامی تعلیمات سے بخوبی آگاہ ہیں۔ آپ کثیر الروایۃ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں نمایاں ہیں۔ ان کی زندگی کا اوڑھنا بچھونا خدمتِ حدیث تھی۔ ان کی والدہ مومنہ نہ تھی اور انہیں شدید خواہش تھی کہ ان کی ماں ایمان کی دولت سے سرفراز ہو جائے۔ اپنی ماں کو روزانہ تبلیغ کرتے اور اسلام کی حقانیت سے آگاہ کرتے لیکن اس کا دل اسلام کی طرف مائل ہی نہ ہوتا آخر جب اپنی کوششوں سے مایوس ہوئے تو اس درِ اقدس پر عرض کی جس در پر عرض کرنے والا خائب و خاسر نہیں ہوا کرتا۔

حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہِ اقدس میں حاضری دی جن کی خدمتِ مبارکہ میں حاضری کا شرف حاصل کرنے والا بامراد ہوا کرتا ہے۔ قاسمِ انعاماتِ الٰہیہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی عرض کو سن کر اپنے ہاتھ بلند کر دیئے۔ اللہ کریم نے فوراً دعا کو شرفِ قبولیت بخشا اور ان کی ماں اسلام کی آغوشِ عاطفت میں آ گئی اور حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی برکت سے نجاتِ ابدی حاصل کر گئی۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی ماں کی ہدایت کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں کیوں حاضر ہوئے اس کی وجہ واضح ہے کہ ہدایت دیتا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن دیتا اپنے محبوب صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعے سے ہے کفر و شرک کی دلدل سے نکالتا تو اللہ تعالیٰ ہے

Marfat.com

لیکن نکالتا اپنے حبیب ﷺ کے وسیلہ جلیلہ سے ہے۔ (تعلیمات نبویہ ۱۲/۸۰)

دعائے نبوی کا اثر

آج دنیا میں کسی خطہ میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام لیا جائے تو وہاں موجود اہلِ ایمان کے دل میں ایک عجب فرحت پائی جاتی ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا نام سن کر ایمان والوں کے چہرے دَمک اُٹھتے ہیں جس کی وجہ (صاف) واضح ہے کہ یہ حضورِ اکرم ﷺ کی وجہ سے ہے اور حضور ﷺ کی کرم نوازی ہے کہ تمام اہلِ ایمان کے دل حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں۔

مشکل کشا کے صدقے سے آگ سے نجات

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے' ایک یہودی لڑکا حضور نبی کریم ﷺ کی خدمت کیا کرتا تھا' وہ بیمار ہو گیا تو حضور ﷺ اس کے گھر اس کی تیمارداری کے لیے آئے اور اس کا باپ اپنے بیمار لڑکے کے پاس بیٹھا تھا۔ حضور نبی کریم ﷺ نے اس لڑکے کو اسلام لانے کی دعوت دی تو لڑکے نے اپنے باپ کی طرف دیکھنا شروع کر دیا تو اس کے باپ نے کہا:

''حضور ابو القاسم (ﷺ) جو کہتے ہیں اس کی اطاعت کرو۔''

تو لڑکے نے کہا:

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔

یہ کلمہ مبارک پڑھنے کے بعد وہ لڑکا وفات پا گیا۔

حضور پاک ﷺ اس گھر سے یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِىْ اَنْقَذَهٗ بِىْ مِنَ النَّارِ ۔

''تمام تعریفیں اللہ کے لیے جس نے اس لڑکے کو میری وجہ سے آگ سے بچالیا۔''

Marfat.com

حضور نبی کریم ﷺ نے یہ الفاظ مبارک بلند آواز سے فرما کر واضح کر دیا کہ ہدایت دیتا تو اللہ تعالیٰ ہے لیکن دیتا اپنے رسول ﷺ کی وجہ سے ہے۔

(مسند امام احمد ۱۱/۸، الرقم: ۱۲۷۲۸، سنن ابی داؤد ۲/۲۰۱، الرقم: ۳۰۹۵، سنن الکبریٰ ۳/۵۳۷، الرقم: ۶۵۹۷)

❀❀❀❀❀

Marfat.com
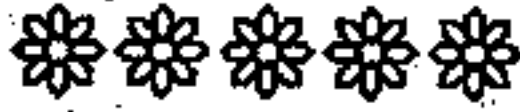
(د) حسنِ سلوک کرنا

اسلام نے جن طاعات وعبادات میں احسان کرنے کا حکم دیا ہے اس کی بہت سی قسمیں ہیں اور ان میں سب سے زیادہ توجہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے اور ان کے ساتھ احسان کرنے پر دی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اور رسول اللہ ﷺ کی نظر میں ''والدین'' کی کیا قدر و اہمیت ہے اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنے اور خوش معاملگی کرنے سے پیش آنے کی کتنی عظمت اور شان ہے اس کا اندازہ ذیل کی احادیث سے لگایا جا سکتا ہے۔

☆☆☆☆

حسنِ سلوک ہو اولاد کا...... ثواب ملے ہجرت و جہاد کا

حضرت سیّدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

اَقْبَلَ رَجُلٌ اِلٰی نَبِیِّ اللّٰہِ ﷺ فَقَالَ: اُبَایِعُكَ عَلَی الْهِجْرَةِ وَالْجِهَادِ اَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰہِ قَالَ: فَهَلْ مِنْ وَّالِدَیْكَ اَحَدٌ حَیٌّ قَالَ: نَعَمْ بَلْ كِلَاهُمَا قَالَ فَتَبْتَغِی الْاَجْرَ مِنَ اللّٰہِ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَارْجِعْ اِلٰی وَالِدَیْكَ فَاَحْسِنْ صُحْبَتَهُمَا۔

''ایک آدمی نے حبیبِ خدا ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہو کر عرض کی کہ میں جہاد پر آپ کی بیعت کرنا چاہتا ہوں اور اس کے اجر کا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ سے طلب گار ہوں۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''کیا تیرے والدین میں سے کوئی زندہ ہے؟''

عرض کی:

''حضور ﷺ! دونوں زندہ ہیں۔''

ارشاد فرمایا:

''کیا تو اللہ سے اجر چاہتا ہے؟''

عرض کی:

''ہاں!''

فرمایا:

''اپنے والدین کے پاس واپس چلا جا اور ان سے حسنِ سلوک کر۔''

(احکام القرآن ۷/۲۶۴' بحوالہ: صحیح مسلم' الرقم: ۲۵۴۹' الترغیب والترھیب' الرقم: ۳۶۴۹' صحیح البخاری' الرقم: ۳۰۰۴' سنن نسائی' الرقم: ۳۱۰۰)

حسنِ سلوک کرنے والا خوش نصیب ہے

دنیا میں خوش نصیبی کا دارومدار مختلف چیزوں پر ہے مثلاً دنیادار ہیرے جواہرات' سونے چاندی کے مالک کو خوش نصیب کہتے ہیں...... کاروبار میں زیادہ سے زیادہ منافع کمانے والے کو خوش نصیب کہا جاتا ہے...... طالبِ علم کے نزدیک امتحان میں فرسٹ ڈویژن میں پاس ہونے والا خوش نصیب ہے...... سائنس دان کا معیار ان سب سے الگ تھلگ ہے۔

لیکن میرے خیال میں اصل خوش نصیبی ایسی دولت ہے جو دنیاوی مال و دولت' خدام اور اولاد کی کثرت' حکیمانہ موشگافیاں' ادیبانہ نکتہ فرینیاں اور قابلِ ستائش عادات سے حاصل نہیں ہوسکتی۔

پانچ وقت کا نمازی' حاجی' زکوٰۃ ادا کرنے والا' روزے رکھنے والا' نفلی عبادت

Marfat.com

کرنے والا اگر ماں باپ کا نافرمان ہوگا تو والدین اس کی موت کے بعد اللہ جل جلالہ کے حضور اس کی نافرمانی کی شکایت پیش کر دیں تو ایسا شخص خوش نصیب نہیں بلکہ سب سے بڑا بدنصیب ہے اس کے لیے جنت کے دروازے بند ہو جاتے ہیں اور جہنم کی دہکتی ہوئی آگ اس کا انتظار (Wait) کر رہی ہوتی ہے۔

مگر جو حقوق اللہ کی ادائیگی کے ساتھ والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرتا ہو دل میں ان کے لیے شفقت و محبت کا والہانہ جذبہ رکھتا ہو والدین کی خوشی کا ہر موقع پر خیال رکھتا ہو جب بوڑھے ماں باپ اس کو دیکھیں تو ان کا دل باغ باغ ہو جائے تو ان کے منہ سے ہر وقت اس کے حق میں دعائیں نکلیں گی۔

ان صفات کا پاکیزہ فطرت انسان جب اپنی جان جانِ آفریں کے حضور پیش کرے تو ان شاء اللہ اسے کلمہ نصیب ہوگا اور آخرت میں بھی اللہ کریم کی رحمت کے سائے میں ہوگا۔

سب سے محبوب عمل

سَأَلْتُ النَّبِیَّ ﷺ اَیُّ الْعَمَلِ اَحَبُّ اِلَی اللّٰہِ عَزَّوَجَلَّ قَالَ اَلصَّلَاۃُ عَلٰی وَقْتِھَا قَالَ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ: ثُمَّ بِرُّ الْوَالِدَیْنِ ۔ قَالَ: ثُمَّ اَیٌّ؟ قَالَ الْجِھَادُ فِیْ سَبِیْلِ اللّٰہِ ۔

”حضور نبی کریم ﷺ سے سوال کیا گیا:

”کون سا عمل اللہ عزوجل کو زیادہ محبوب ہے؟“

تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا:

”صلاۃ (نماز) اپنے وقت پر ادا کرنا“

انہوں نے پھر پوچھا:

”اس کے بعد کون سا عمل اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے؟“

Marfat.com

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا:

''والدین سے حسنِ سلوک کرنا اور ان کی خدمت کرنا۔''

پھر عرض کی:

''اس کے بعد کون سا عمل اللہ کے ہاں زیادہ محبوب ہے؟''

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جہاد فی سبیل اللہ''

(سنن نسائی ۳/۴۷۵، الرقم: ۱۴۸۹، سنن ابن ماجہ ۴/۲۱۲، الرقم: ۳۶۵۹، مسند امام احمد ۴/۱۷۲، الرقم: ۴۱۸۶، تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۴۵۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، بحوالہ الادب المفرد، ص: ۴۰ مطبعۃ المدنی)

حسنِ سلوک کی برکات

مبارک سرکار کی زبان سے..... ہے محبوب دو جہان سے

حضرت معاذ بن انس سے روایت ہے کہ فرماتے ہیں، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جس شخص نے اپنے والدین سے حسنِ سلوک کیا، مبارک ہو اسے اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں اضافہ کرے گا۔''

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۴۵۵، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، بحوالہ: الادب المفرد، ص: ۹۴)

حسنِ سلوک سے عمر میں برکت ہوتی ہے

عَنْ اَنَسِ بْنِ مَالِكٍ رضی اللہ عنہ قَالَ: قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم مَنْ سَرَّهٗ اَنْ يُّمَدَّ لَهٗ فِيْ عُمْرِهٖ وَيُزَادَ فِيْ رِزْقِهٖ فَلْيَبَرَّ وَالِدَيْهِ وَلْيَصِلْ رَحِمَهٗ.

Marfat.com

''حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''جسے اس بات سے مسرت و شادمانی ہو کہ اس کی عمر لمبی کر دی جائے اور اس کے رزق میں اضافہ کر دیا جائے تو اسے چاہیے کہ وہ اپنے ماں باپ سے حسنِ سلوک کرے اور صلہ رحمی اختیار کرے۔''

(الترغیب والترہیب' ص: ۴۲۵' الرقم: ۸۴۰' صحیح بخاری ۱۸۹۶/۴' الرقم: ۵۹۸۶' صحیح مسلم: ۱۴۲/۵' الرقم: ۲۵۵۷' مسند امام احمد ۱۰۵/۲' الرقم: ۱۲۱۲)

عمر میں اضافے سے مراد یہ ہے کہ بندہ اپنی زندگی کو ان کاموں میں صرف کرے جو آخرت میں فائدہ مند ہوں اور فضول کاموں میں وقت ضائع کرنے سے محفوظ رہے۔

موت کا جو وقت مقرر کیا گیا ہے اس وقت پر وہ آ کر رہے گی۔ ہر انسان نے اس دنیا کو چھوڑ کر جانا ہے۔ انسان نیک ہو یا بد...... عابد ہو یا فاسق...... متقی ہو یا اللہ کا نافرمان۔ ہر ایک نے اس فانی دنیا سے جانا ہے تو پھر والدین کی خدمت اور حسنِ سلوک کے بدلے میں جو عمر میں اضافے کا اعلان ہے اس کا کیا مطلب ہے؟

اس کا مطلب ہے کہ زندگی صرف نبض کے چلنے کا نام نہیں بلکہ اللہ کریم جس کو چاہے زندگی کی دولت سے سرفراز کر دے۔ مثلاً شہید زندہ ہوتا ہے اس میں کسی کو کوئی شک نہیں کہ شہید کی نبض نہیں چلتی مگر وہ اللہ کی قدرتِ کاملہ سے زندہ ہوتا ہے اسی طرح والدین سے حسنِ سلوک کرنے والا بھی درازیٔ عمر سے سرفراز کیا جاتا ہے۔

بخشش کی بشارت مل گئی

اس واقعہ کے راوی یحییٰ بن ابی کثیر ہیں' وہ بیان کرتے ہیں کہ جب سیّدنا

Marfat.com

ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور سیدنا ابو عامر رضی اللہ عنہ نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنے اسلام کا اعلان کیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دستِ مبارک پر بیعت کی تو آپ نے ان سے دریافت فرمایا:

مَا فَعَلَتِ امْرَأَةٌ مِنكُمْ تُدْعٰى كَذَا وَكَذَا؟

''تمہارے قافلے میں ایک خاتون تھی جسے فلاں نام سے پکارا جاتا تھا اس کا کیا حال ہے؟''

انہوں نے عرض کیا:

''ہم نے اس خاتون کو اس کے خاندان والوں میں چھوڑ دیا ہے۔''

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

فَإِنَّهُ قَدْ غُفِرَ لَهَا ۔

واقعہ یہ ہے کہ اس کی مغفرت ہوگئی ہے۔

انہوں نے عرض کیا:

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! آخر کس وجہ سے اس کی مغفرت ہوگئی؟''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

بِبِرِّهَا وَالِدَتَهَا ۔

''ماں کے ساتھ اس کے حسنِ سلوک کی بناء پر۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

كَانَتْ لَهَا أُمٌّ عَجُوزٌ كَبِيرَةٌ فَجَاءَهُمُ النَّذِيرُ: أَنَّ الْعَدُوَّ يُرِيدُ أَنْ يُغِيرُوا عَلَيْكُمُ اللَّيْلَةَ فَجَعَلَتْ تَحْمِلُهَا عَلٰى ظَهْرِهَا، فَإِذَا أَعْيَتْ وَضَعَتْهَا، ثُمَّ أَلْزَقَتْ بَطْنَهَا بِبَطْنِ أُمِّهَا وَجَعَلَتْ رِجْلَيْهَا تَحْتَ رِجْلَيْ أُمِّهَا مِنَ الرَّمْضَاءِ حَتّٰى نَجَتْ ۔

Marfat.com

''اس کی ماں بہت بوڑھی تھی' ایک ڈرانے والے منادی نے اس کی قوم میں آواز لگائی کہ دشمن تم پر آج رات حملہ کرنے والا ہے (اس لیے تم بستی چھوڑ کر نکل بھاگو) چنانچہ وہ اپنی بوڑھی ماں کو پیٹھ پر لاد کر نکل پڑی جب وہ تھک کر چور ہو جاتی تو اپنی ماں کو نیچے بٹھا دیتی پھر اپنا پیٹ ماں کے پیٹ سے چپکا دیتی۔ ماں کے پیروں تلے اپنے دونوں پیر رکھ دیتی تا کہ ماں کے پاؤں شدید گرمی سے جھلسنے نہ پائیں۔ چنانچہ وہ عورت اپنے اس عمل کی وجہ سے نجات پا گئی۔ (اور اللہ تعالیٰ نے اس کی مغفرت فرما دی)''

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۴۶۲' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز' بحوالہ: شعب الایمان ۶/۲۰۸' دارالکتب العلمیہ بیروت)

تیری دیکھ کر ادا...... میں مسلمان ہو گئی

اس واقعہ کے راوی ایک مشہور مبلغ ہیں۔ ایک دفعہ دعوت و تبلیغ کی غرض سے انہیں یورپی ممالک کے دورے پر جانا پڑا۔ وہ ایک یورپی ملک میں ٹرین کے انتظار میں ریلوے اسٹیشن پر بیٹھے ہوئے تھے۔ سٹیشن پر ان کی نگاہ ایک بوڑھی عورت پر پڑی جس کی عمر ستر سال سے تجاوز کر چکی تھی اس کے اکثر دانت گر چکے تھے اب ایک دو دانت ہی اس کے منہ میں باقی تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ بڑھیا کے ہاتھ میں ایک سیب تھا جسے وہ کھانے کی کوشش کر رہی تھی لیکن چونکہ اس کے زیادہ تر دانت گر چکے تھے اس لیے سیب کھانا اس کے لیے بڑا مشکل تھا پھر بھی وہ اپنے بقیہ دانتوں کی مدد سے سیب کو کاٹ کاٹ کر کھانے کی کوشش کر رہی تھی۔

مبلغ اس بڑھیا کے قریب جا کر بیٹھ گئے اور اس سے کہا کہ:

''اگر آپ بُرا محسوس نہ کریں تو میں سیب کاٹنے میں آپ کی مدد کر سکتا

Marfat.com

ہوں؟“

انہوں نے بڑھیا کے ہاتھ سے سیب لیا‘ اپنے بریف کیس سے چھوٹا سا چاقو نکالا اور اس کی چھوٹی چھوٹی قاشیں بنا کر بڑھیا کو پیش کیں تا کہ اسے کھانے میں آسانی ہو سکے۔ بڑھیا نے اس اجنبی شخص کا اپنے ساتھ یہ حسنِ سلوک دیکھا تو اس کی آنکھیں چھلک اُٹھیں اور وہ سسکیاں لے کر رونے لگی۔

مبلغ نے اس بڑھیا سے پوچھا:

”اس میں رونے کی کیا بات ہے؟ آپ کیوں رو رہی ہیں؟“

اس نے سسکیاں بھرتے ہوئے بتلایا کہ:

”میں کوئی دس سال سے بے یار و مددگار ہوں‘ کسی نے بھی مجھ سے کبھی میرا حال پوچھنے کی زحمت نہیں کی۔ نہ میری اولاد میں سے کسی نے میری خیر خبر لی اب میں حیران ہوں کہ آپ نے میرے ساتھ یہ حسنِ سلوک کیوں کیا؟ جب کہ آپ شکل و شباہت اور ظاہری حالت سے ایک غیر ملکی اجنبی لگ رہے ہیں۔“

اس مبلغ نے بڑھیا کی باتیں غور سے سنیں جب اس نے اپنی بات پوری کر لی تو اسے بتلایا:

”اماں جان! بات دراصل یہ ہے کہ میں نے آپ کے ساتھ جو سلوک کیا ہے یہ اس دین کی اتباع میں کیا ہے جس کا میں پیروکار ہوں۔ اس دین نے مجھے ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔ میں جس دین کی اتباع کرتا ہوں اس کا اپنے ماننے والوں کو یہی حکم ہے کہ بڑوں کے ساتھ حسنِ سلوک کا معاملہ کیا جائے۔ بچوں کے ساتھ شفقت کا برتاؤ کیا جائے۔ والدین کی اطاعت و فرماں برداری کی جائے۔ ہم پر لازم ہے کہ

Marfat.com

والدین کا کہا مانیں' ان کے حکم کو ہر حکم پر ترجیح دیں' ان کے سخت لب و لہجے کو بھی خوشی خوشی گوارا کریں بلکہ والدین کی رضا و خوش نودی کو اللہ تعالیٰ نے اپنی رضا و خوش نودی اور والدین کی ناراضی کو اپنی ناراضی قرار دیا ہے۔

یہی وجہ ہے کہ ہمارے ملک میں بچے اپنے بوڑھے والدین سے انتہائی محبت کے ساتھ پیش آتے ہیں۔ شریعت نے انہیں اسی کی تعلیم دی ہے اور ہاں! میرے ملک میں میری ماں میرے ساتھ ہی رہتی ہے اس کی عمر بھی آپ کی عمر کے برابر ہوگی۔ میری ماں میرے گھر میں اس طرح رہتی ہے جیسے وہ گھر کی مالکن ہی نہیں بلکہ ملکہ ہو۔ ہم جب بھی گھر سے باہر نکلتے ہیں اس سے اجازت لیتے ہیں' ہم اس وقت تک کھانا نہیں کھاتے جب تک وہ ہمارے ساتھ کھانے میں شریک نہ ہو۔ میں خود بھی اپنی ماں کی خدمت کرتا ہوں' میرے بیوی بچے بھی اس کی خدمت میں کوئی کمی نہیں کرتے۔ ہم اپنی والدہ کی خدمت اس لیے کرتے ہیں کیونکہ ہمارے دینِ حنیف نے ہمیں اپنے والدین کے ساتھ ایسا ہی کرنے کا حکم دیا ہے۔''

مبلغ کی یہ باتیں سننے کے بعد بڑھیا نے دریافت کیا:

''تمہارا دین کیا ہے؟ بیٹا!''

''ہمارا دین ''اسلام'' ہے۔'' مبلغ نے جواب دیا۔

بڑھیا نے اسلام کے بارے میں صرف سن رکھا تھا اس کی عملی تعلیمات کو قریب سے دیکھنے کا موقع کبھی نہیں مل سکا تھا۔ آج پہلی بار اسے ریلوے سٹیشن پر اسلام کی عملی تعلیمات کی ایک جھلک دیکھنے کا موقع ملا۔ وہ اس مبلغ کے اخلاق و

Marfat.com

کردار اور بات چیت سے بہت متاثر ہوئی۔ مبلغ کی زبان سے اسلام اور حقوقِ والدین کے بارے میں جو کچھ سنا اس سے وہ اتنی خوش ہوئی کہ اس نے ریلوے سٹیشن ہی پر اسلام قبول کرنے کا اعلان کر دیا۔

مبلغ اس بڑھیا کے اسلام قبول کرنے کا ذریعہ بنا۔ بڑھیا تو خوش نصیب تھی ہی، ساتھ ہی وہ مبلغ بھی ان خوش نصیبوں میں شامل ہو گیا جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے:

لَاَنْ یَّھْدِیَ اللّٰہُ بِکَ رَجُلًا خَیْرٌ لَّکَ مِنْ اَنْ تَکُوْنَ لَکَ حُمْرُ النَّعَمِ۔

''اللہ تعالیٰ تمہارے ذریعے کسی کو راہِ راست کی ہدایت بخشے' یہ تمہارے لیے سرخ اونٹوں سے بھی بہتر ہے''۔ (ان دنوں عرب میں سرخ اونٹ کی بہت زیادہ قیمت ہوا کرتی تھی اور سرخ اونٹ بہت کم ملتے تھے)

(صحیح بخاری' الرقم: ۳۰۰۹' صحیح مسلم' الرقم: ۲۴۰۶' مسند احمد ۵/۳۳۳)

❀❀❀❀❀

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ

Marfat.com

اولاد کی ذمہ داریاں اور فرائض

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ نَحْمَدُہٗ وَ نَسْتَعِیْنُہٗ وَنَسْتَغْفِرُہٗ وَنُؤْمِنُ بِہٖ وَنَتَوَکَّلُ عَلَیْہِ ۝ وَنَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَیِّاٰتِ اَعْمَالِنَا ۝ مَنْ یَّھْدِہِ اللّٰہُ فَلَا مُضِلَّ لَہٗ وَمَنْ یُّضْلِلْہُ فَلَا ھَادِیَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنْ لَّآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَاشَرِیْکَ لَہٗ وَنَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُہٗ وَ رَسُوْلُہٗ ۝

اَمَّا بَعْدُ!

فَاَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝

وبِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا ۔

صَدَقَ اللّٰہُ الْعَظِیْمُ ۝

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ

وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَا حَبِیْبَ اللّٰہِ

اَلصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَحْمَۃً

لِّلْعٰلَمِیْنَ وَعَلٰی اٰلِکَ وَاَصْحَابِکَ یَامَحْبُوْبَ

رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ

Marfat.com

❁❁❁❁❁

بن گئی بات ان کا کرم ہو گیا شاخِ نخلِ تمنا ہری ہو گئی
میرے لب پر مدینے کا نام آ گیا' بیٹھے بیٹھے مری حاضری ہو گئی

مجھ پر رحمت ہوئی میرے رب کی بڑی مہربان ہو گیا کملی والا نبی
پڑھ کے سو یا درودان پہ میں جس گھڑی پھر زیارت مجھے آپ کی ہو گئی

کتنا بے کیف تھا میکدے کا سماں دل کا پیمانہ تھا کرچیاں کرچیاں
جس گھڑی آ گئے ساقی دو جہاں محفل میکشاں مدھ بھری ہو گئی

فرش پر بھی ہوا ذکر صلِ علیٰ عرش پر ہوا چرچا سرکار کا
ہر طرف سج گئی محفلِ مصطفیٰ ہر طرف یانبی یانبی ہو گیا

محفلِ نعت میں آیا جایا کرو اپنے سوئے مقدر جگایا کرو
محفلِ نعت میں آ کے بیٹھا ہے جو اس کی واللہ طبیعت غنی ہو گئی

مجھ پہ کتنا نیازی کرم ہو گیا دنیا کہنے لگی پنجتن کا گدا
اس گھرانے کا جب سے میں نوکر ہوا سب سے اچھی مری نوکری ہو گئی

❁❁❁❁❁

Marfat.com

جس طرح والدین اولاد کے لیے اپنی ساری زندگی وقف کر دیتے ہیں اسی طرح اولاد کے بھی فرائض ہیں کہ وہ والدین کے ساتھ نیکی و بھلائی کریں...... والدین کو راضی کریں...... ان کا احترام کریں...... ان کے ساتھ حسنِ ادب سے پیش آئیں...... ان پر خرچ کریں...... ان کی اطاعت و فرماں برداری کریں...... ان کے ساتھ رحمت وشفقت سے پیش آئیں۔ آیئے ان فرائض کی تفصیل قرآن وحدیث کی روشنی میں جانتے ہیں۔

(الف) نیکی و بھلائی کرنا

قرآنِ حکیم نے اللہ کی عبادت کے بعد والدین سے بھلائی کو احسان سے تعبیر کیا ہے۔ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِیَّاہُ کہہ کر شرک کی نفی کر دی اور اگلی زندگی (Next life) کے لیے جو حکم دیا وہ بِالْوَالِدَیْنِ اِحْسَانًا کا ہے۔ یہ بات یاد رہے کہ والدین سے نیکی کا حکم مطلقاً اور بلا قید ہے۔

یہ نہیں کہا گیا کہ:

والدین نیک ہوں	تو ان سے بھلائی کی جائے
والدین متقی ہوں	تو ان سے بھلائی کی جائے
والدین نمازی ہوں	تو ان سے بھلائی کی جائے
والدین حاجی ہوں	تو ان سے بھلائی کی جائے

اور اگر والدین بد ہوں تو بھلائی نہ کی جائے۔

والدین چاہے فاسق و فاجر ہوں

Marfat.com

والدین چاہے گناہ گار ہوں

والدین چاہے بدکار ہوں

والدین چاہے عصیاں شعار ہوں

مگر اولاد کے لیے ان کا درجہ ایسا ہی ہے جیسا کہ نیک متقی اور پرہیز گار والدین کا۔ گویا وہ اجر جو اولاد کو ولیہ ماں اور ولی باپ کی خدمت کر کے ملتا ہے وہی اجر مشرک و گناہ گار والدین کی خدمت کر کے ملتا ہے اس لیے کہ یہ اجر نہ ان کی ولایت اور فضیلت کی وجہ سے ہے اور نہ ہی ان کی بداعمالیوں کی وجہ سے اس میں کمی ہوتی ہے۔ یہی سبب ہے کہ اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں فرمایا کہ والدین سے بھلائی کرتے وقت ان کی سیرت و کردار کو دیکھو بلکہ غیر مشروط طور پر والدین کے ساتھ نیکی کرنے کا حکم دیا۔

☆☆☆☆

حقوقِ والدین کی اہمیت

حق کسی کا بھی ہو اس کی ایک اپنی اہمیت ہے تاہم انتہائی اہمیت کے حامل جو حقوق ہیں وہ حقوقِ والدین ہیں۔ آیئے احادیث کی روشنی میں جانتے ہیں۔

حج و جہاد سے افضل نیکی

بِرُّ الْوَالِدَيْنِ اَفْضَلُ مِنَ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ وَالْحَجِّ وَالْجِهَادِ فِيْ سَبِيْلِ اللهِ.

”والدین سے نیکی کرنا' نماز' روزہ حج اور جہاد فی سبیل اللہ سے افضل ہے۔“

(احکام القرآن ۲۰۲/۵' بحوالہ: الجامع الاحکام القرآن ۲۳۸/۱۰' احکام القرآن' از امام ابوبکر محمد ۱۹۶/۳)

Marfat.com

درسِ عمل

ارکانِ اسلام کو دین میں بنیادی حیثیت حاصل ہے' نماز دین کا ستون ہے جس نے نماز کو قائم کیا گویا اس نے دین کو قائم کیا۔ نماز برائیوں سے بچاتی ہے۔ نماز آفتوں' مصیبتوں سے بچاتی ہے۔

روزہ دار کی عظمت کے کیا کہنے کہ اس کا اجر اللہ کریم خود قیامت کے دن دے گا۔ اللہ کو روزہ دار کے منہ کی بو پسند ہے۔ روزہ دار عبادت میں مشغول رہتا اور گناہوں سے دُور رہتا ہے۔

حج کرنے والا گناہوں سے پاک ہو جاتا ہے' نیکوکاروں میں شمار ہو جاتا ہے' جنت کا حق دار ہو جاتا ہے' اللہ کی راہ میں جہاد کرنے والا جس مقام و مرتبہ کا حق دار بنتا ہے اس کی کیا شان ہے کہ جنت اس کی منتظر ہوتی ہے۔

مگر ایسا کون سا عمل ہے جو نماز سے افضل ہے
ایسا کون سا عمل ہے جو روزہ سے افضل ہے
ایسا کون سا عمل ہے جو حج سے افضل ہے
ایسا کون سا عمل ہے جو جہاد سے افضل ہے

وہ عمل والدین کے ساتھ نیکی کرنا ہے اگر کوئی شخص نمازی ہے...... روزہ دار ہے...... حاجی ہے...... مجاہد ہے تو ان سب سے افضل وہ ہے جو اپنے ماں باپ سے نیکی کرنے والا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک سب سے افضل عمل

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کے پاس ایک آدمی آیا اس نے کہا کہ:

''میں نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام بھیجا تو اس نے میرے ساتھ کرنے سے انکار کر دیا پھر کسی اور نے اسے پیغامِ نکاح بھیجا تو اس

عورت نے قبول کر لیا۔ مجھے اس پر غیرت آئی تو میں نے اس عورت کو قتل کر دیا۔ کیا اب میرے لیے توبہ کی کوئی صورت ہے؟"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ:

"تیری والدہ زندہ ہے؟"

اس نے کہا:

"نہیں!"

آپ نے فرمایا:

"بارگاہِ الٰہی میں توبہ کرو اور جتنا ہو سکے عبادت و بندگی کر کے اللہ کا قرب حاصل کرو۔"

حضرت عطاء بن یسار رضی اللہ عنہ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے دریافت کیا کہ:

"آپ نے اس سے یہ کیوں پوچھا کہ تیری والدہ زندہ ہے؟"

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا:

"میں نہیں جانتا کہ ماں کے ساتھ حسنِ سلوک سے بڑھ کر بھی کوئی عمل ہے جو اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرے۔"

(احکام القرآن ۷/۴۵۶ بحوالہ: الادب المفرد الرقم: ۴)

بھلائی کیجیے..... طوبیٰ لیجیے

حضرت معاذ رضی اللہ عنہ نے فرمایا، حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"جس نے اپنے والدین سے حسنِ سلوک کیا اس کے لیے "طوبیٰ" ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی عمر میں زیادتی فرمائے گا۔"

(تعلیمات نبویہ ۱۳۸/۴ بحوالہ: المستدرک ۲۱۳/۵، الرقم: ۷۳۳۸، تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴۵۵/۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز، الزواجر عن اقتراف الکبائر ۲۷۹/۲)

Marfat.com

نصیحت کے پھول

جنت وہ مقام ہے جہاں دائمی نعمتیں ہیں...... ابدی، سرمدی رحمتیں ہیں...... بہتے چشمے، بل کھاتی نہریں ہیں...... عدیم النظیر محلات مومنین کے لیے چشم براہ ہوں گے۔ قیامت کے دن جب سب انسان دوبارہ زندہ ہو کر اللہ کریم کی بارگاہ میں حاضر ہوں گے تو اللہ تعالیٰ اہلِ ایمان کو جس جگہ انعامات سے سرفراز فرمائے گا۔ وہ جگہ جنت ہے اس دنیا میں ہر مومن یہ چاہتا ہے کہ اسے اس جہان کی ابدی نعمتیں حاصل ہوں اور وہ گناہوں سے بچتا رہے اور اللہ کے عذاب سے محفوظ رہ کر رضائے الٰہی کا مستحق ٹھہرے تو ان ابدی نعمتوں کے حصول کے لیے ایمان کے بعد کئی ذریعے ہیں، ان میں ایک ذریعہ والدین کی خدمت ہے جو والدین سے حسنِ سلوک کرتا ہے...... ان کے ساتھ نیکی و بھلائی کرتا ہے...... ان کی خدمت کرتا ہے...... ان کو راحت پہنچاتا ہے...... ان کو راضی رکھتا ہے تو ایسے شخص کو اللہ کے محبوب، دانائے غیوب ﷺ نے جنت کی خوش خبری سنائی ہے کہ اس کے لیے ایسی جنت ہے جہاں وہ ہمیشہ خوش و خرم رہے گا۔

......اور سانپ بول پڑا

حسین بن خالد بیان کرتے ہیں کہ عبید ابن ابرض اپنے کسی کام کے سلسلے میں باہر گیا اس کا ایک دوست بھی ہمراہ تھا۔ دورانِ سفر میں انہوں نے ایک مقام پر ایک اژدھا دیکھا جو سخت گرمی میں لوٹ پوٹ ہو رہا تھا، ساتھیوں نے کہا:

''اے عبید! لو پکڑو اور اس سانپ کو مار دو ورنہ ہم اس کو ہلاک کرتے ہیں۔''

عبید نے اپنے ساتھیوں سے کہا:

''میرا خیال یہ ہے کہ بجائے اس کے کہ اس سانپ کو قتل کیا جائے،

Marfat.com

زیادہ ضروری ہے کہ اس کو پانی پلا کر سیراب کرو۔"

انہوں نے پھر اپنے وہی الفاظ دُہرائے کہ اس کو ہلاک کرو ورنہ ہم خود اس کو مار دیں گے۔ عبید نے کہا:

"میں ضرور اس کی بابت تمہاری کفایت کروں گا چنانچہ آپ نے پانی کا ایک برتن پکڑا جو آپ کے ساتھ تھا اور سانپ پر اُنڈیلا اور اس نے پیا پھر آپ نے مزید پانی لیا اور اس کے سر پر ڈالا اور وہ چلا گیا پھر سفر کے اختتام پر ایک جگہ عبید کا اونٹ گم ہو گیا' غیب سے کسی آواز دینے والے نے آواز دی اور بصورتِ اشعار مخاطب ہو کر کہا۔ جن کا ترجمہ کچھ یوں ہے:

☆......اے شخص جس کا اونٹ گم ہو گیا ہے اور اس کے ساتھ کوئی ساتھی بھی نہیں ہے جو رہنمائی کرنے والا ہو۔

☆......لیجیے! یہ ہمارا اونٹ حاضر ہے آپ اس پر سوار ہو جایئے اور آپ اپنے گمشدہ اونٹ کو بھی اپنے پہلو میں پائیں گے۔

☆......حتیٰ کہ جب رات ختم ہونے کے قریب ہونے لگے اور صبح روشن ہونے کے قریب آ لگے اور تارے ٹمٹما رہے ہوں تو تم اس سے اپنا سامان اُتار لینا اور اس کو چھوڑ دینا۔

عبید کے ساتھی نے کہا کہ عبید جب متوجہ اور ملتفت ہوا تو اچانک کیا دیکھتا ہے کہ اس کا اونٹ اس کے سامنے ہے۔ پس اس نے اپنا سامان اس پر باندھا اور اس پر سوار ہو گیا اور جب صبح طلوع ہونے کے قریب ہوئی تو اس کو مکان کی پہچان ہو گئی اور اس نے کہا:

☆......اے اونٹ والے! تو نقصان سے بچ گیا اور ایسے بے آب و گیاہ جنگل سے

Marfat.com

سلامتی کے ساتھ گزر گیا ہے جہاں رات کو سفر کرنے والے راستوں کے ماہر اور رہنما بھی بھٹک جاتے ہیں۔

☆......سنو! تم نے صبح دِکھائی اور روشن صبح دیکھنا اسی کو نصیب ہوتی ہے جو جنگل میں بھی نعمتوں کے ساتھ سخاوت کرتا ہے۔

☆......اب تم قابلِ تعریف حالت میں واپس چلے جاؤ تم نے ہمیں امن کی جگہ اور محفوظ مقام تک پہنچا دیا ہے۔

اللہ تعالیٰ صبح و شام آنے جانے والے اونٹوں کے قافلہ والوں سے تمہیں برکتیں نصیب فرمائے تو اس نے محسن کو جواب دیتے ہوئے کہا:

☆......میں وہی گنجا سانپ ہوں جسے آپ نے گرمی میں تڑپتا ہوا دیکھا تھا اور میرا گھر پانی کے گھاٹ اور چشمے سے دُور ہے۔

☆......آپ نے اس وقت پانی کی سخاوت کی جب پانی اُٹھانے والے اس کے دینے میں بخل کر رہے تھے اور آپ نے مجھے پانی سے سیراب کرنے کے علاوہ سخت گرمی میں میرے سر پر پانی اُنڈیل کر مجھے ٹھنڈک بھی پہنچائی اور تم نے پانی ختم ہو جانے کے خوف سے بخل سے کام نہیں لیا۔

☆......نیکی باقی رہتی ہے اگرچہ کتنا ہی زمانہ گزر جائے اس کے برخلاف بُرائی تیری جمع پونجی میں سب سے زیادہ خبیث سرمایہ اور توشہ ہے۔

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب: البر والصلۃ، ص: ۲۳۵، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

درسِ ہدایت

اگر ایک زہریلے جانور کے ساتھ بھلائی کی جائے تو اس کا اجر بھی ضائع نہیں جاتا۔ مشکل میں گھرے انسان کے لیے آسانی کا باعث بن جاتا ہے تو انسان سے کی ہوئی نیکی کتنے اجر کا باعث ہوگی پھر انسان بھی عام نہیں...... عظیم انسان

(والدین) سے کی گئی بھلائی کا صلہ کتنا بڑا ہوگا۔

بیٹے بھی پانی گرم کرتے ہیں

معلیٰ بن ایوب کہتے ہیں:

"میں نے مامون سے سنا ہے' وہ کہتے تھے' میں نے فضل بن یحییٰ سے بڑھ کر اپنے باپ کے ساتھ نیکی' صلہ رحمی اور باپ کی اطاعت وفرماں برداری کرنے والا کوئی شخص نہیں دیکھا' ان کے باپ ہمیشہ گرم پانی سے وضو کرتے تھے۔ ایک مرتبہ وہ جیل میں قید تھے اور جیل کے داروغہ نے ان دونوں (باپ' بیٹا) کو سردیوں کی ٹھنڈی رات میں جیل میں جلانے کی لکڑیاں اور ایندھن اندر لانے سے منع کر دیا۔ یحییٰ رات کو جب سو گئے تو (ان کے بیٹے) فضل اُٹھے اور قمقم میں سے پانی بھر کر لے آئے پھر چراغ کی لو اور آگ کے قریب ہاتھ میں پانی کا برتن لے کر کھڑے ہو گئے اور ساری رات اسی طرح کھڑے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی۔

مامون کے علاوہ دوسروں نے یہ بھی روایت کیا ہے کہ داروغہ کو جب اس بات کا علم ہوا کہ فضل رات کو پانی لے کر مسلسل چراغ کے پاس کھڑا رہتا ہے اور اس طرح پانی کو نیم گرم سا کر لیتا ہے تو اس نے اگلی رات چراغ کی روشنی سے اس طرح کا استفادہ کرنے سے بھی منع کر دیا اب فضل نے قمقم سے پانی بھرا اور بستر میں اپنے ساتھ رکھ لیا اور پانی کے برتن کو وہ اپنے پیٹ کے ساتھ چپکا کر رات بھر لیٹا رہا حتیٰ کہ صبح ہو گئی اور پانی نیم گرم ہو گیا۔

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص: ۸۹' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

Marfat.com

والدین سے نیکی و بھلائی کے ثمرات

ماں سے نیکی..... گناہوں کو دھوڈالتی ہے

عَنْ اِبْنِ عُمَرَ: اَنَّ رَجُلًا اَتَی النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّیْ اَصَبْتُ ذَنْبًا عَظِیْمًا فَهَلْ لِیْ مِنْ تَوْبَةٍ قَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ اُمٍّ؟ قَالَ لَا قَالَ هَلْ لَّكَ مِنْ خَالَةٍ؟ قَالَ نَعَمْ قَالَ فَبِرَّهَا۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک آدمی حضور پاک ﷺ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی:

''یارسول اللہ ﷺ! مجھ سے ایک عظیم گناہ سرزد ہو گیا' کیا میرے لیے توبہ ہے؟''

حضور پاک ﷺ نے فرمایا:

''تیری والدہ ہے؟''

اس نے کہا:

''نہیں!''

تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا:

''کیا تیری خالہ ہے؟''

اس نے کہا:

''ہاں!''

تو حضور پاک ﷺ نے فرمایا:

''اپنی خالہ سے حسنِ سلوک کرو اور اس کی خدمت و تابع داری کرو (اللہ تمہارے گناہ معاف فرمائے گا)

(اشعۃ اللمعات (اردو) شرح مشکوٰۃ ۶/۱۶۲ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور' سنن ترمذی ۳/۳۶۲' الرقم: ۱۹۱۱)

دعوتِ فکر

اس حدیث پاک میں حضور نبی کریم ﷺ نے گناہِ عظیم کے داغ کو دھونے کے لیے ماں کی خدمت کا درس دیا کیونکہ ماں کی خدمت بڑے سے بڑے گناہ کو مٹا دیتی ہے اور اگر والدہ زندہ نہ ہو تو خالہ کی خدمت کرنی چاہیے ان سے صلہ رحمی کرنی چاہیے اور حسنِ سلوک سے پیش آنا چاہیے۔ وہ اگرچہ ماں تو نہیں لیکن ماں کی جگہ تو ہے جو ماں کے قائم مقام ہے اس کو راضی کرنے سے بڑے بڑے گناہ مٹ جاتے ہیں تو اپنی حقیقی ماں کی خدمت کرنے سے گناہوں کے داغ کیوں نہ مٹیں گے۔

فضول خرچ بادشاہ

حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''بنی اسرائیل میں ایک بادشاہ ہوا ہے' وہ فضول خرچ آدمی تھا اور تھا وہ مسلمان اس کا معمول یہ تھا کہ جب کھانا کھاتا' جو کھانا بچتا اس کوڑے کے ڈھیر پر پھنکوا دیتا اسی کے دور میں ایک عابد شخص تھا وہ اس روڑی کے ڈھیر پر آتا اگر اسے وہاں سے کوئی چیز یا کوئی سبزی مل جاتی اسے اُٹھا کر دھو کر کھا لیتا اگر اسے کوئی ہڈی مل جاتی اس کو چوس کر پیٹ کی آگ بجھا لیتا۔

پس وہ بادشاہ مر گیا اور اللہ تعالیٰ نے اس کے گناہوں کی وجہ سے اسے دوزخ میں ڈال دیا۔ وہ عابد اپنی بھوک مٹانے کے لیے صحرا کی طرف نکل گیا اور جنگل کی سبزیوں میں سے کوئی سبزی تلاش کر کے کھا لیتا اور اس کا پانی پی کر گزر اوقات کرتا پھر اللہ تعالیٰ نے اس کی روح کو قبض فرما لیا تو اس سے دریافت فرمایا کہ:

Marfat.com

"تیرے ساتھ کسی شخص نے دنیا میں کوئی بھلائی کی ہو تو بتانا کہ میں اس کو تیرے ساتھ نیکی کرنے کا بدلہ عطا فرماؤں۔"

عابد نے عرض کی:

"یارب! نہیں!"

اللہ تعالیٰ اس بات کو خوب جانتا تھا' عابد نے عرض کی:

"میں ایک بادشاہ کے کوڑا دان اور روڑی کے ڈھیر کی طرف رجوع کرتا تھا وہاں سے مجھے اگر کوئی کھانے کا ٹکڑا یا کوئی پھینکی ہوئی سبزی ہاتھ لگتی تو اسے اُٹھا کر کھا لیا کرتا تھا اگر کوئی ہڈی ملتی تو اسے چوس لیتا پھر تو نے اس بادشاہ کی روح قبض فرمائی تو اب میں نے صحرا کی طرف جانا شروع کر دیا اور جنگل کے پانی اور ساگ پات اور کچی سبزیوں پر گزر اوقات ہونے لگی۔"

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا:

"تو اس بادشاہ کو پہچانتا ہے؟"

پھر اللہ پاک نے اس بادشاہ کو دوزخ سے باہر لانے کا حکم فرمایا جب اسے نکالا گیا تو وہ کوئلہ بنا ہوا تھا۔ بس اللہ نے اسے دوبارہ پہلی حالت میں لوٹایا اور عابد نے اسے دیکھتے ہی کہا:

"ہاں! یارب! یہ وہی بادشاہ ہے جس کے کوڑا دان اور جس کی روڑی کے ڈھیر سے اشیاء اُٹھا کر کھاتا تھا۔"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اللہ تعالیٰ نے اس عابد شخص سے ارشاد فرمایا:

"اس کا ہاتھ پکڑو اور اسے جنت میں لے جاؤ کیونکہ اس نے تیرے

Marfat.com

ساتھ بھلائی کی تھی اور اس نے تیرے ساتھ لاشعوری طور پر نیکی کی تھی اگر اس نے یہ شعوری طور پر بھلائی کی ہوتی تو اسے میں مطلق عذاب نہ دیتا۔''

(علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص: ۲۵۱' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

دعوتِ فکر

لاشعوری طور پر نیکی کرنے کا یہ اجر تھا تو ثواب کی نیت سے نیکی کرنے کا ثواب کیسا ہوگا؟ اور عام انسان سے نیکی کرنے کا اس قدر صلہ ہے تو والدین کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرنے کا کتنا ثواب ہوگا؟

نیکی سے عمر میں برکت آتی ہے

عبدالصمد بن علی نے حدیث بیان کی اور کہا کہ میرے والد ماجد نے میرے دادا حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ نیکی اور صلہ رحمی دونوں عمر کو دراز کرتی ہیں۔ شہروں کو آباد کرتی ہے' اموال میں برکت آتی ہے پھر انہوں نے کہا:

''اے عم محترم! دوسری حدیث مبارکہ یہ ہے میرے والد صاحب میرے دادا بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ،

''نیکی اور صلہ رحمی عذاب میں تخفیف کا سبب ہوتے ہیں۔''

پھر کہا:

''اے عم مکرم! حضرت عبدالصمد بیان کرتے ہیں کہ میرے والد ماجد میرے دادا صاحب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بنی اسرائیل میں دو بھائی بادشاہ تھے' دونوں الگ الگ دو شہروں پر حکومت کرتے تھے' ان میں سے ایک قرابت داروں سے اچھا سلوک

Marfat.com

کرتا تھا اور عدل و انصاف پر حکومت کرنے والا تھا۔

دوسرا بھائی اپنے رشتہ داروں سے اچھا سلوک نہیں کرتا تھا۔ وہ عوام پر ظلم اور ناانصافی کرتا تھا' ان کے زمانہ میں ایک نبی (علیہ السلام) تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی طرف وحی اُتاری اور بتایا کہ اس نیک بادشاہ کی عمر ابھی تین سال باقی رہ گئی ہے جب کہ اس ظالم اور رشتہ داروں کو تنگ کرنے والے بادشاہ کی عمر ابھی تیس سال باقی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے اس نبی (علیہ السلام) نے دونوں بادشاہوں کی رعایا کو اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے مطلع کر دیا یہ سن کر عادل اور نیک بادشاہ کی رعیت کو بہت غم ہوا۔ انہوں نے بچوں کو ان کی ماؤں سے الگ کر دیا' کھانا پینا ترک کر دیا اور صحرا کی طرف نکل گئے اور تین دن صحرا میں اللہ کے حضور دعائیں التجائیں کرتے رہے۔

اے اللہ! تو اس عادل بادشاہ کی عمر کو دراز فرما کر متمتع ہونے اور نفع اُٹھانے سے بہرہ ور فرما۔ اللہ تعالیٰ نے نبی (علیہ السلام) کو حکم فرمایا:

''میرے بندوں کو بتلا دو کہ میں نے ان پر رحم کرتے ہوئے ان کی دعا کو قبول فرما لیا اور ایک نیک شخص کی زندگی کے باقی ماندہ تین سال اس ظالم کو لگا دیئے اور اس کے تیس سال میں نے اس نیک بادشاہ کے لیے کر دیئے ہیں چنانچہ وہ ظالم بادشاہ تین سال کے بعد مر گیا اور یہ نیک بادشاہ تیس سال تک زندہ رہا۔''

(علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص: ۶۴' مطبوعہ' فرید بک سٹال لاہور)

مقبول حج کا ثواب

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ مَا مِنْ وَّلَدٍ بَارٍّ يَّنْظُرُ اِلٰى

Marfat.com

وَالِدَیْہِ نَظْرَۃَ رَحْمَۃٍ اِلَّا کَتَبَ اللّٰہُ لَہٗ بِکُلِّ نَظْرَۃٍ حَجَّۃً مَبْرُوْرَۃً قَالُوْا وَاِنْ نَّظَرَ کُلَّ یَوْمٍ مِّائَۃَ مَرَّۃٍ قَالَ نَعَمْ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ۔

''حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''بھلائی کرنے والا بیٹا جب اپنے والدین کے چہرے کو نظرِ محبت سے دیکھے تو اللہ تعالیٰ اس نظر کے عوض مقبول حج لکھتا ہے۔''

صحابہ کرام علیہم الرضوان نے عرض کیا:

''اگرچہ وہ دن میں سو بار دیکھے؟''

فرمایا:

''ہاں! اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور پاک ہے۔''

(اشعۃ اللمعات (اردو) شرح مشکوٰۃ ۲/۱۴۳ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور، احکام القرآن ۷/۲۶۰)

مقبول حج کی جزا...... جنت ہے

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اَلْعُمْرَۃُ اِلَی الْعُمْرَۃِ کَفَّارَۃٌ لِّمَا بَیْنَھُمَا وَالْحَجُّ الْمَبْرُوْرُ لَیْسَ لَہٗ جَزَآءٌ اِلَّا الْجَنَّۃَ ۔

''حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے، فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''ایک عمرہ سے دوسرے عمرے تک کفارہ بن جاتا ہے، ان کے درمیانی وقفے کے لیے یعنی ان دونوں کے درمیان ہونے والے گناہ معاف کر دیئے جاتے ہیں اور حجِ مبرور کی جزا اور اس کا بدلہ جنت کے سوا اور کچھ نہیں ہے۔''

(اشعۃ اللمعات (اردو) شرح مشکوٰۃ ۳/۶۵۰ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

اے حارثہ بن نعمان! تیری عظمت پہ قربان

عَنْ عَائِشَةَ رضی اللہ عنہا اَنَّ النَّبِیَّ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ دَخَلْتُ الْجَنَّةَ فَسَمِعْتُ فِیْهَا قِرَاءَةً فَقُلْتُ مَنْ هٰذَا قَالُوْا حَارِثَةُ بْنُ النُّعْمَانِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللهِ صلی اللہ علیہ وسلم كَذَالِكُمُ الْبِرُّ كَذَالِكُمُ الْبِرُّ كَانَ اَبَرَّ النَّاسِ بِاُمِّهٖ۔

''حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

''میں جنت میں داخل ہوا تو میں نے وہاں قرآنِ کریم کی تلاوت کی آواز سنی تو میں نے پوچھا' یہ کون ہے؟ تو جواب دیا گیا' یہ حارثہ بن نعمان ہے تو حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' نیکی کا اجر ایسے ہی ہوا کرتا ہے۔ نیکی کا اجر ایسے ہی ہوا کرتا ہے اور وہ لوگوں کی نسبت اپنی ماں کا زیادہ خدمت گزار تھا۔''

(تعلیماتِ نبویہ ۴/۱۴۰' بحوالہ: مسند امام احمد ۱۷/۲۲۶' الرقم: ۲۳۹۶۲' مسند ابویعلیٰ ۷/۳۹۹' الرقم: ۴۴۲۵' صحیح ابن حبان ۵/۹۷۴' الرقم: ۷۰۱۵)

نیکی ایمان والے کو جنت میں لے جاتی ہے پھر نیکی نیکی میں فرق ہے۔ بعض نیکیوں پر ان کے عوض انعامات ملتے ہیں لیکن بعض نیکیاں ایسی ہیں جن پر جب انعام ملتے ہیں تو ان کو احاطہ تحریر میں نہیں لایا جا سکتا۔

ماں سے نیکی کرنا اسے خوش رکھنا اور اس کی فرماں برداری کر کے اس کا دل جیتنا ایسی نیک ہے جس کا انعام کوئی بیان نہیں کر سکتا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت حارثہ بن نعمان کو جنت میں دیکھا' یہ ایک مومن کے لیے تھوڑا شرف نہیں کہ اس کے جنتی ہونے کی گواہی اللہ کے پیارے

Marfat.com

رسول ﷺ دے دیں لیکن اس پر مستزاد یہ ہے کہ حضور پاک ﷺ نے اسے جس حالت میں دیکھا اور اس کی جو کیفیت مشاہدہ کی وہ قابلِ صد رشک ہے۔ حضور ﷺ نے اسے قرآن کی تلاوت کرتے ہوئے دیکھا۔

سبحان اللہ! کیا مرتبہ ہے اس مومن کا جسے جنت میں قرآنِ کریم کی تلاوت نصیب ہو اور تلاوتِ کلامِ الٰہی کے مزے جنت کی بہاروں میں بھی لے رہا ہو۔ یہ سب کچھ ماں کی خدمت کا صلہ ہے اور ماں کی خدمت کے صلہ کو زمینی پیمانوں میں تولا نہیں جا سکتا۔ اللہ کریم ہمیں والدین سے نیکی کرنے کی سعادت نصیب فرمائے۔ آمین ثم آمین!

ایک مشکل فیصلہ

ایمبولینس اور فائر بریگیڈ کی گاڑیاں اس عمارت کے چاروں طرف کھڑی تھیں' ان کی آوازیں سن کر قرب و جوار کے سارے لوگ ہوشیار ہو گئے۔ وہ رہائشی عمارت تھی جس کے نچلے حصے میں کئی سٹور بنے ہوئے تھے' اتفاق سے ان میں آگ لگ گئی تھی۔ آگ بجھانے کے لیے سرکاری عملہ پہنچ چکا تھا' آواز بلند ہو رہی تھی کہ عمارت میں جتنے لوگ ہیں وہ فوراً عمارت خالی کر دیں۔

وہ عورت اپنے فلیٹ میں سو رہی تھی اس کی عمر رسیدہ ماں کا بستر بھی ایک طرف لگا ہوا تھا جو چلنے پھرنے سے عاجز تھی۔ لوگوں کے چیخنے چلانے کی آواز سے عورت بیدار ہو گئی اس نے فلیٹ کی کھڑکی سے جھانک کر دیکھا کہ آخر ماجرا کیا ہے؟ جب اس نے دیکھا کہ عمارت کے سٹور والے حصے میں آگ لگ چکی ہے اور لوگ چیخ رہے ہیں اور بہت سے لوگوں کی آوازیں بھی آ رہی تھیں کہ بلڈنگ خالی کرو' جلدی نکلو' بھاگو' نیچے اترو۔ یہ ہولناک منظر دیکھ کر عورت بری طرح گھبرا گئی اس کی سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ اب کرے تو کیا کرے۔

Marfat.com

عورت نے فوراً اپنی دونوں بچیوں کو جگایا' بچیاں بھاگ کر چھت پر چڑھ گئیں اور بچاؤ کے بارے میں سوچنے لگیں۔ آگ کے شعلے عورت کے فلیٹ تک پہنچ چکے تھے اب اس عورت کے پاس اتنا وقت نہیں تھا کہ اپنے شیر خوار بچے اور عمر رسیدہ ماں دونوں ہی کو فلیٹ سے باہر نکال دے وہ زیادہ سے زیادہ ان میں سے کسی ایک ہی کو بچا سکتی تھی کیونکہ چند ہی لمحوں بعد آگ کے شعلے پورے فلیٹ کو اپنی لپیٹ میں لینے والے تھے۔

اب ایک مشکل مرحلہ تھا۔ آیا اپنے شیر خوار بچے کو فلیٹ سے نکالے یا اپنی عمر رسیدہ ماں کو جو بہت بوڑھی تھی اور اپنے آپ اُٹھ بیٹھ بھی نہیں سکتی تھی۔ ذرا غور کریں یہ موقع کس قدر گھمبیر تھا ایسے نازک وقت میں فیصلہ کس قدر مشکل تھا۔ عورت نے ایک لمحہ ضائع کیے بغیر اپنی بوڑھی ماں کو کندھے پر اُٹھایا۔ فلیٹ سے نکلی اور چھت پر چڑھ گئی ادھر فلیٹ سے اس کا نکلنا تھا کہ آگ پوری طرح فلیٹ میں پھیل گئی' بچہ بلک بلک کر رو رہا تھا اس کی آواز تو باہر سنائی دے رہی تھی مگر فلیٹ کے اندر کسی کو جانے کی ہمت نہیں تھی۔ عورت عمارت کی چھت پر بچے کے لیے فکر مند تھی اس کا جگر رنج و غم سے پھٹ رہا تھا اسے اپنی فکر کم اور شیر خوار بچے کی زیادہ تھی۔ وہ سینے کو دبا کر چھت پر بیٹھ گئی۔ یہ رات کا وقت تھا' سب لوگ دعائیں مانگ رہے تھے۔ ماں اپنے بچے کے لیے نڈھال تھی۔

اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگ رہی تھی ادھر فائر بریگیڈ والے بھی پہنچ چکے تھے۔ انہوں نے جلد ہی آگ پر قابو پا لیا کا یک لوگ یہ دیکھ کر خوشی سے اچھل پڑے کہ بچہ زندہ ہے اسے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔ آگ نے اسے کچھ نقصان نہیں پہنچایا۔ سب لوگ بے حد خوش تھے۔ لوگوں کے شور و غل کی آوازیں ماں کے کانوں سے ٹکرائیں اور بچے کو صحیح سلامت دیکھ کر اس کی خوشی کا کوئی ٹھکانہ نہ رہا اس نے فوراً

Marfat.com

بچے کو سینے سے لگالیا اور اللہ کا شکر ادا کرنے لگی۔

(والدین ص: ۹۰ مطبوعہ: دار السلام)

قارئینِ کرام!

آپ نے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے کا خوش کن انجام دیکھا۔ آپ نے دیکھا کہ ماں کو اپنے بچے پر ترجیح دینے والی خاتون کے شیر خوار بچے کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح بچایا۔ کاش! ہم بھی اپنی ماؤں کو اس طرح فوقیت دیں جیسے اس خاتون نے دی تھی۔

فائدہ

معلوم ہوا کہ ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا اللہ کے نزدیک محبوب عمل ہے اس کا ثواب جہاد کے برابر بلکہ اس سے بڑھ کر ہے اس کا اجر حج اور عمرے کے مساوی ہے۔ ماں باپ کے قدموں میں رہنا جنت کی طرف پہنچاتا ہے۔ خادمِ والدین کی عمر زیادہ ہوتی ہے دعا مقبول ہوتی ہے دوزخ سے نجات ملتی ہے مغفرت ہوتی ہے ان کو راضی کرنے سے اللہ راضی ہوتا ہے۔

❁❁❁❁❁

Marfat.com

(ب) والدین کو راضی کرنا

والدین کے ساتھ حسنِ سلوک کرنا......ان کی اطاعت وفرماں برداری کرتے رہنا......ان کے ساتھ ادب واحترام سے پیش آنا......ان کے ساتھ آہستہ اور نرم لہجہ میں گفتگو کرنا......انہیں شفقت ورحمت کی نظر سے دیکھنا...... ان کے ساتھ دِلی محبت کرنا...... کسی معاملے میں ان سے پہل نہ کرنا......اور حتی الامکان ان کی خدمت کرتے رہنا......ان کی رضا جوئی کو پیشِ نظر رکھنا بندۂ مومن پر فرض ہے۔

والدین جو راضی ہوئے تو راضی خدا ہوا

حدیث شریف میں ہے:

طَاعَةُ اللهِ طَاعَةُ الْوَالِدِ وَمَعْصِيَةُ اللهِ مَعْصِيَةُ الْوَالِدِ .

''باپ کی فرماں برداری میں اللہ کی اطاعت ہے اور باپ کی نافرمانی میں اللہ کی معصیت ہے۔''

(احکام القرآن ۵/۴۰۳ بحوالہ: طبرانی فی الاوسط ۶/۸۷)

ماں باپ نہ ہوں راضی ناراض ہے خدا
اللہ کی مسرت ماں باپ کی ہے خدمت
ان کی سبھی دعائیں درد و الم مٹائیں
ہر دَم پیامِ راحت ماں باپ کی ہے خدمت

Marfat.com

شہادت سے بہتر ہے...... رضا ماں کی

حضورِ اکرم ﷺ سے مرفوعاً روایت ہے' آپ نے ارشاد فرمایا کہ:

''ایک شخص کا اپنے گھر میں چارپائی پر سونا اور اپنے ماں باپ کے ساتھ ان کو خوش کرنے کے لیے باہم ہنسی خوشی کی باتیں کرنا' اللہ کی راہ میں دشمن کی صفوں میں گھس کر تلوار کے ساتھ جہاد کرتے کرتے شہید ہو جانے سے بہتر ہے۔''

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص:۸۱)

ماں باپ کے ساتھ کھانا کھانے کی فضیلت

حسن بن ابی الحسن البصری بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ان سے کہا کہ:

''میں نے حج کا ارادہ کیا ہے اور بے شک میری والدہ نے مجھے حج کے لیے اجازت بھی دے دی تو انہوں نے فرمایا:

''تیرا اپنی والدہ کے ساتھ اس کے دسترخوان پر ایک مرتبہ کھانا کھانے کے لیے بیٹھنا تیرے حج کرنے سے افضل ہے۔'' (ایضاً)

مومن کے دل کو خوش کرنا...... سب سے پسندیدہ عمل

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ حضور نبی اکرم ﷺ سے اور حضور نبی کریم ﷺ جبرائیل علیہ السلام سے اور حضرت جبرائیل علیہ السلام اللہ تعالیٰ سے' اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا:

''یا محمد ﷺ! نیکی کے کاموں کو کثرت سے کرو کیونکہ نیکی کے کام پچھاڑے جانے کی بُری جگہوں سے بچاتے ہیں اور فرائض کے بعد اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ جو عمل پسند ہے وہ کسی مومن کے دل کو خوش کرنا

Marfat.com

ہے۔

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ (اردو) ۲۲۷)

سنہری سلیقے......والدین کو راضی کرنے کے طریقے

والدین کے حقوق تو کبھی پورے نہیں ہو سکتے البتہ بعض ایسے طریقے ضرور ہیں جن پر عمل کر کے والدین کو راضی کیا جا سکتا ہے' ان کو خوش رکھا جا سکتا ہے۔

والدین سے مشورہ طلب کریں۔

☆ عید الفطر' عید الاضحیٰ کے موقع پر کیا اہتمام کیا جائے

☆ رمضان المبارک کے آغاز پر کیا اہتمام کیا جائے

☆ شادی و بیاہ کے موقع پر کس طرح کے انتظامات کیے جائیں

☆ سردی کا موسم آ رہا ہے بازار سے کپڑے لے آئیں

☆ گرمی کا موسم آ رہا ہے اپنی پسند کی اشیاء لے آئیں

☆ والدین اگر ناراض ہیں تو ان کو راضی کرنے کی کوشش کریں......اگر وہ نہ مانیں تو ان کے قدموں میں گر جائیں......اگر وہ راضی نہ ہوں تو کسی ایسے انسان سے ملیں جو ان کے بہت قریب ہو اسے کہیں کہ وہ آپ کی صلح کروا دیں۔

☆ والدین کے ہاتھ چومیں

☆ والدین کے پاؤں چومیں

☆ والدین کے کمرے کی صفائی کا خیال رکھیں

☆ والدین کے کمرے کی چیزوں کا خیال رکھیں

☆ والدین کے سامنے پریشانی کی باتیں نہ کریں

☆ والدین کی جیب میں کچھ رقم ضرور رکھیں

☆ والدین کی صحت کا خیال رکھیں

Marfat.com

☆ والدین کے کھانے پینے کا خیال رکھیں
☆ والدین کے سامنے اونچی آواز سے بات نہ کریں
☆ والدین کا ادب واحترام کریں
☆ والدین کی خیر خیریت معلوم کرتے رہیں
☆ والدین سے دعائیں لیتے رہیں
☆ والدین کو ان کی پسند کی چیزیں لے کر دیں
☆ والدین کو مختلف سرپرائز دیں
☆ گھر سے نکلتے ہوئے والدین کی زیارت کریں
☆ گھر میں داخل ہوتے ہی والدین کو سلام کریں
☆ والدین کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھائیں
☆ والدین کے ساتھ بیٹھ کر چائے نوش کریں

والدین کے کمرے میں موجود الماری یا صندوق میں ٹافیاں' بسکٹ اور کھلونے وغیرہ رکھ دیں تاکہ جب ان کے پوتے' پوتیاں اور نواسے' نواسیاں ان کے پاس آئیں تو وہ ان کو ٹافیاں بسکٹ وغیرہ دیں جس سے بچوں کے دل میں دادا' دادی' نانا' نانی کے لیے محبت بڑھے گی اور والدین کو بھی خوشی محسوس ہوگی۔

والدین کو خوش اور راضی رکھنے کا طریقہ یہ بھی ہے کہ ان کے رشتہ داروں دوست احباب' عزیز واقارب سے حسنِ سلوک کریں...... ان سے ملاقات کریں...... ان کی عزت کریں...... ان کو محبت آمیز خوب صورت القابات سے مخاطب کریں' والدین کے سامنے کوئی بھی غیر ضروری بات نہ کریں...... والدہ کے سامنے اپنی بیوی کی غیر ضروری تعریف نہ کریں...... کہ میں نے اپنی بیوی کو یہ خرید کر دیا ہے یا اس نے مجھے یہ دیا ہے بلکہ والدہ اور بیوی دونوں کے حقوق ادا کریں اور

Marfat.com

والدہ کو احساس نہ ہونے دیں کہ بیٹے کی شادی کے بعد ان کا حق گھٹ گیا ہے یا اس میں کوئی شریک ہو گیا ہے...... اگر کبھی آپ کے اور آپ کے بہن بھائیوں کے درمیان کوئی اختلاف رونما ہو جائے تو اسے اپنی والدہ کے سامنے ظاہر نہ کریں۔

☆ والدین کی تعریف کریں
☆ ان کی خوبیاں زیادہ سے زیادہ بیان کریں۔
☆ بوڑھے والدین کی کڑوی باتوں کو برداشت کریں
☆ والدین کی اولاد کے لیے قربانیوں کا اعتراف کریں
☆ والدین کی محنت کا اعتراف کریں
☆ والدین کو تکلیف نہ دیں
☆ والدین کو خوش کرنے کے لیے ان کی خواہش کے مطابق
☆ قرآنِ کریم کی تلاوت کریں
☆ نماز کی پابندی کریں
☆ معاشرے میں اچھے اخلاق کا مظاہرہ کریں
☆ دین کے احکام پر عمل کریں
☆ والدین سے ہمیشہ راضی رہیں
☆ اور ہمیشہ والدین کو راضی رکھیں
☆ وہ بزرگ جو وفات پا چکے ہوں ان کے لیے صدقہ جاریہ بنیں۔
☆ مسجد کی تعمیر میں حصہ ڈالیں ☆ کوئی کنواں کھدوا دیں
☆ ٹیوب ویل لگوا دیں ☆ یتیموں کی کفالت کا ذمہ لے لیں
☆ دینی کتب کی اشاعت میں حصہ ڈالیں ☆ ہسپتالوں میں امداد دیں
☆ مدارس کی تعمیر میں حصہ ڈالیں ☆ صدقہ وخیرات کریں

غرض بہت سے ایسے کام ہیں جن میں آپ حصہ ڈال کر والدین کی نیکیوں میں اضافے کا سبب بن سکتے ہیں۔

اپنے والدین کو ہر کام اور ہر بات میں ترجیح دیں' اپنے دوستوں اور بیوی بچوں پر انہی کو فوقیت دیں اگر آپ کے والدین آپ سے راضی ہو گئے تو پھر سمجھ لیجیے کہ آپ کی قسمت کے کواڑ کھل گئے اب دنیا جہاں کی کامیابیاں آپ کے مقدر میں ہیں۔

❁❁❁❁❁

Marfat.com

(ج) احترام کرنا

اگر والدین کی دنیا میں عزت کرو گے
یہ سچی حقیقت ہے کہ تم خوش ہی رہو گے
یہ حکمِ خدا اور حکمِ نبی ہے
کتابوں میں اکثر تم یہی پڑھو گے

نبی اکرم، نورِ مجسم، شفیع معظم ﷺ نے بھی اپنی تعلیمات میں بے شمار مواقع پر والدین کی عزت وعظمت کو ظاہر فرماتے ہوئے اولاد کو ان کے ساتھ حسنِ سلوک اور اطاعت وفرماں برداری کا حکم ارشاد فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کی رضا و ناراضگی کو والدین کی رضا مندی و ناراضگی پر موقوف قرار دیا...... ان کی زیارت کو حج...... ان کے قدموں تلے جنت...... ان کی رضا دخولِ جنت کا سبب...... انہیں خوش رکھنے پر جنت کی بشارت...... ان کے ساتھ حسنِ سلوک کو گناہوں کی معافی کا نسخہ...... ان کی فرماں برداری کو درازیٔ عمر کا باعث...... ان کے احترام کو آفات و مصائب سے بچنے کا وسیلہ...... ان کے ساتھ حسنِ معاملہ کو اللہ کے ہاں پسندیدہ ترین عمل...... ان کے ساتھ نیکی کرنے کو مستجاب الدعوات ہونے کا موجب اور ان کے ساتھ حسنِ معاملہ کو دنیا و آخرت میں کامیابی کی کنجی قرار دیا ہے۔

❁❁❁❁❁

Marfat.com
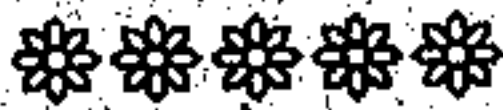
حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کے نزدیک احترام والدین

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما احترامِ والدین کے سلسلے میں فرماتے ہیں:

لَا تنفض ثَوْبَكَ فَيُصِيْبُهُمَا انصبار .

''والدین کے پاس اپنے کپڑے نہ جھاڑنا تا کہ ان پر غبار نہ پڑے۔''

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ کتاب: البر والصلۃ (اردو) ص: ۵٦ بحوالہ تفسیر الطبری ۱۵/۴۸)

دعوتِ فکر

صحابی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان اور مدنی سوچ سے اندازہ لگائیں کہ احترامِ والدین کے سلسلے میں کس قدر احتیاط کی ضرورت ہے۔

کتبِ سماویہ اور احترام والدین

اگر بالفرض اللہ تعالیٰ اپنے کلامِ پاک میں والدین کے احترام کا بیان نہ بھی فرماتا اور ان کے متعلق کوئی حکم نہ دیتا تب بھی عقلاً ان کا ادب واحترام جانا جاتا اور عقل مند پر لازم ہوتا ہے' ان کی تعظیم کو جائے اور ان کے حقوق ادا کرے اور کیوں نہ ہو اللہ تعالیٰ نے سبھی کتبِ سماویہ تورات' زبور' انجیل اور قرآن مجید میں والدین کی حرمت کا تذکرہ فرمایا اور تمام صحیفوں میں ان کی تعظیم کا حکم دیا اور جملہ انبیاء علیہم السلام کو اس بات کی وحی بھی فرمائی اور انہیں والدین کے احترام اور ان کے حقوق جاننے کا حکم دیا اور اپنی رضا کو ان کی رضا پر موقوف فرمایا اور ان کی ناراضی کو اپنی ناراضی قرار دیا۔

چار آدمیوں کا احترام کرنا سنت ہے

امام عبدالرزاق نے المصنف میں اور بیہقی رحمہما اللہ نے حضرت طاؤس رحمتہ اللہ علیہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں:

Marfat.com

''چار آدمیوں کا احترام کرنا سنت ہے۔ عالم' بوڑھا' سلطان اور والد۔
یہ جفا ہے کہ انسان اپنے والد کو نام لے کر بلائے۔''

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۴۶۰' مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز' بحوالہ: شعب الایمان ۶/۱۹۸'
دار الکتب العلمیہ بیروت)

بیٹا ہو تو...... ایسا ہو

عمر بن زر رحمہ اللہ سے کسی شخص نے پوچھا:
کَیْفَ بِرُّ ابْنِكَ بِكَ؟
''آپ کے صاحب زادے کا آپ کے ساتھ کیسا سلوک ہے؟''
عمر بن زر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا:
''دن کو نکلتا ہوں تو وہ (میرے احترام میں) میرے پیچھے پیچھے رہتا ہے' رات کو (میری حفاظت کے لیے) میرے آگے آگے چلتا ہے جب میں گھر کے اندر ہوتا ہوں تو وہ کبھی چھت پر نہیں چڑھتا (کیونکہ وہ اسے میری شان میں گستاخی سمجھتا ہے)
یہ تھا ہمارے بزرگ اسلاف کا اپنے والدین کے ساتھ حسنِ سلوک۔
سچ تو یہ ہے کہ ماں باپ کے ساتھ حسنِ سلوک اور ان کی خوشی کے لیے کام کرنا اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور رضا کا باعث ہے۔''

(والدین' ص: ۱۳۱' مطبوعہ: دار الاسلام' بحوالہ: سعادۃ الدارین فی بر الوالدین' ص: ۷۷۔۷۸)

کریم آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے کملی بچھا دی

حضرت ابو طفیل رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے جعرانہ کے مقام پر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گوشت تقسیم کرتے وقت دیکھا کہ ایک خاتون آئیں حتیٰ کہ وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قریب ہوئیں۔

Marfat.com

فَبَسَطَ لَهَا رِدَآءَهُ فَجَلَسَتْ عَلَيْهِ ـ

"تو آپ نے ان کے لیے اپنی چادر بچھا دی وہ اس پر بیٹھ گئیں۔"

میں نے پوچھا:

"یہ خاتون کون ہے؟"

تو صحابہ علیہم الرضوان نے بتایا کہ:

"یہ آپ کی وہ والدہ ہیں جنہوں نے آپ کو دودھ پلایا ہے۔"

(تبیان القرآن ۹/۴۷، بحوالہ سنن ابوداؤد، الرقم: ۵۱۴۴، الادب المفرد، الرقم: ۱۲۹۵، جامع الاصول: ۲۰۷، اشعۃ اللمعات (اردو) شرح مشکوٰۃ: ۶/۱۲۷، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

قربان میں ان کی سوچوں پہ

سید اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما کی والدہ اُم ایمن رضی اللہ عنہا تھیں جنہوں نے رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو گود میں کھلایا تھا۔ سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما اپنی والدہ سے بڑی محبت سے پیش آتے، ان کی خواہش پوری کرتے اور حتی الامکان ان کی خدمت میں مصروف رہتے۔ مدینہ منورہ میں ان کا ایک باغ تھا اس باغ میں کھجور کے بہت سارے درخت تھے بلکہ مؤرخین کی ایک روایت کے مطابق ان کے کھجور کے باغ میں تقریباً ایک ہزار درخت تھے۔

ایک روز ان کی ماں نے اپنے بیٹے سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے "جمار" کھانے کی خواہش کا اظہار کیا۔ عربی زبان میں "جمار" اس مغز کو کہتے ہیں جو کھجور کے درخت کے درمیانی حصے میں ہوتا ہے۔ وہ مغز اسی صورت میں نکالا جا سکتا ہے جب کہ اسے جڑ سے کاٹ دیا جائے۔ چنانچہ سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ماں کی فرمائش کی تکمیل کے لیے ایک پھل دار کھجور کا پیڑ کاٹ دیا اور اس میں سے مغز نکال کر ماں کی خدمت میں پیش کر دیا۔

Marfat.com

جب لوگوں نے پھل دار درخت کو اس طرح کاٹتے دیکھا تو وہ کہنے لگے کہ کھجور کا یہ درخت بڑا پھل دار ہے اس کا مغز نکالنے کے لیے اس طرح بے دردی سے اسے کاٹنا مناسب معلوم نہیں ہوتا۔ آخر کیا وجہ ہے کہ آپ نے یہ عمدہ پھل دار درخت جڑ سے کاٹ دیا؟

سیّدنا اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما نے ساتھیوں کی بات سن کر فرمایا:

لَيْسَ شَيْءٌ مِّنَ الدُّنْيَا تَطْلُبُهُ أُمِّيْ أَقْدِرُ عَلَيْهِ إِلَّا فَعَلْتُهُ ۔

''اس دنیا میں کوئی بھی ایسی چیز جس کی فرمائش میری والدہ کریں اور میں اسے پوری کرنے کی طاقت رکھتا ہوں تو میں ان کی فرمائش پوری کر کے رہوں گا۔''

(والدین، ص: ۲۰۱، مطبوعہ: دار السلام، بحوالہ اسد الغابۃ ۱/۱۹۴، علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب: البر والصلۃ (اردو)، ص ۸۵، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

دعوتِ فکر

معزز قارئین! سیرت کی کتابوں میں صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی اپنی والدہ کے ساتھ محبت کی بے شمار مثالیں موجود ہیں اگر ہم اپنے بزرگوں کے احوال کا مطالعہ کریں تو ان کی اپنے ماں باپ کے ساتھ شفقت و محبت کا پتہ چلتا ہے۔ مذکورہ واقعہ کو پڑھ کر اندازہ ہوتا ہے کہ صحابہ کرام علیہم الرضوان میں اپنی والدہ کے ساتھ محبت کا کس قدر جذبہ ہوتا تھا۔ کاش! صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین جیسا جذبۂ محبت ہمارے دِلوں میں بھی پیدا ہو جائے اور ہم بھی اپنی والدہ کی فرمائش پوری کرنے کا ایسا جذبہ رکھیں جو اپنی آنے والی نسلوں کے لیے مثال بن جائے۔

والدہ کی خواہش کا احترام

تاریخ کی کتابوں میں والدین کی فرماں برداری کے حوالے سے بڑا سرمایہ

Marfat.com

موجود ہے' ہمارے اسلاف میں سے بہت سی ہستیاں ایسی گزری ہیں کہ باہر کی دنیا میں ان کا وقار اور ان کا رعب و دبدبہ مثالی مقام رکھتا ہے مگر گھر کے اندر وہ اپنی ماں کے ساتھ اس قدر ادب و احترام سے پیش آتے تھے جیسے وہ طفلِ مکتب ہوں۔ دنیا میں دُور دُور تک ان کے علم و فضل کا شہرہ ہوتا مگر وہ اپنے والدین کی خدمت میں انتہائی خاکسار' متواضع اور باادب بیٹے کی طرح رہتے تھے۔

ماں کے ساتھ حسنِ سلوک سے پیش آنے والی بزرگ ہستیوں میں سے ایک نام علی بن حسین رحمہ اللہ کا بھی آتا ہے۔ ان کا لقب زین العابدین تھا۔ یہ سیّدنا علی بن ابی طالب کے پوتے اور نبی کریم ﷺ کے پڑنواسے تھے۔ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا ان کی دادی تھیں' ان کی پیدائش سن ۳۷ھ میں ہوئی۔ یہ جمعرات کا دن تھا اور شعبان کی سات تاریخ تھی۔ ان کی ولادت کے موقع پر ان کے دادا جان سیّدنا علی بن ابی طالب نے بڑی خوشی کا اظہار فرمایا اور ان کے کان میں اذان دی جیسا کہ ان کے والد اور اپنے صاحب زادے سیّدنا حسین بن علی رضی اللہ عنہما کے کان میں اذان دی تھی۔

مؤرخین کے ایک قول کے مطابق رسولِ اکرم ﷺ کی نسل علی بن حسین رحمہ اللہ ہی سے چلی کیونکہ حادثہ کربلا میں خاندانِ نبوت میں یہی ایک زندہ بچ گئے تھے۔ یہ خیمے کے اندر بیماری کی حالت میں بستر پر پڑے ہوئے تھے بعد میں انہیں بھی قیدیوں کے ساتھ کوفہ میں ابنِ زیاد کے پاس پہنچا دیا گیا تھا۔

جب زین العابدین علی بن حسین رحمہ اللہ کی عمر سترہ سال کی ہوئی تو ان کی شادی ان کے چچا سیّدنا حسن بن علی رضی اللہ عنہما کی صاحب زادی فاطمہ بنت حسن سے ہوگئی۔ مؤرخین نے لکھا ہے کہ زین العابدین کے تعلقات لوگوں کے ساتھ بہت اچھے تھے اس لیے بھی لوگ ان سے شدید محبت کا اظہار کرتے تھے۔ یہ اپنی والدہ کی بے حد عزت کرتے تھے۔ والدہ کے ساتھ ان کی محبت واُلفت و ہمدردی اور اطاعت

Marfat.com

وفرماں برداری کی مثال دی جاتی تھی۔

ماں کے لیے زین العابدین علی بن حسین رضی اللہ عنہم کی بے حد تکریم دیکھ کر ایک دفعہ لوگوں نے ان سے دریافت کیا:

اِنَّکَ مِنْ اَبَرِّ النَّاسِ بِاُمِّکَ' وَلَا نَرَاکَ تَأْکُلُ مَعَهَا؟

آپ اپنی والدہ کے ساتھ سب سے زیادہ بھلائی کرنے والے ہیں لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ آپ اپنی والدہ کے ساتھ کھانا نہیں کھاتے تھے اس کی کیا وجہ ہے؟

آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

أَخَافُ أَنْ تَسْبِقَ يَدِیْ اِلٰی مَا سَبَقَتْ اِلَيْهِ عَيْنُهَا فَأَكُوْنُ قَدْ عَقَقْتُهَا۔

"مجھے اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں میرا ہاتھ (کھانے کی پلیٹ سے) وہ چیز پہلے نہ اُٹھالے جسے میری ماں نے میرے اُٹھانے سے پہلے دیکھ لیا ہو اور وہ اسے کھانا چاہتی ہوں اس لیے میں اپنی والدہ کے ساتھ کھانا نہیں کھاتا کہ اگر میں نے وہ چیز پہلے اُٹھالی جسے میری ماں کھانا چاہتی تھیں تو اس طرح میں اس کا نافرمان ٹھہروں گا۔"

(علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص:۸۵)

چچا کی عزت...... حضرت علی رضی اللہ عنہ کی نگاہ میں

عَنْ صُهَيْبٍ رضی اللہ عنہ مَوْلَی الْعَبَّاسِ قَالَ: رَأَيْتُ عَلِيًّا يُقَبِّلُ يَدَ الْعَبَّاسِ وَرِجْلَيْهِ وَيَقُوْلُ: يَا عَمِّ ارْضَ عَنِّیْ۔

"حضرت صہیب رضی اللہ عنہ جو کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے غلام تھے' روایت کرتے ہیں کہ میں نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے ہاتھ اور پاؤں چومتے دیکھا اور آپ ساتھ ساتھ کہتے جاتے تھے:

Marfat.com

"اے چچا! مجھ سے راضی ہو جائیں۔"

(اللباب فی الحقوق والآداب' ص: ۳۳' بحوالہ: الادب المفرد ۱/ ۳۳۹' الرقم اعلام النبلاء ۲/ ۹۴)

مثبت سوچ کی ضرورت

آج کل بھتیجوں کی چچا کے ساتھ دشمنی چل رہی ہے حالانکہ چچا باپ کی جگہ ہوتا ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے طرزِ عمل سے چچا کی اہمیت و عظمت کتنی واضح ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ چچا کے ہاتھ چومنا تو دُور کی بات...... ہمیں اپنے والدین کے ہاتھ چومنے کی عادت نہیں۔ ہمیں اپنے طرزِ عمل میں مثبت تبدیلی لانے کی ضرورت ہے۔

باپ کا مقام...... شہزادیٔ کونین کی نظر میں

اُم المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے چال ڈھال' شکل و شباہت اور بات چیت میں فاطمہ سلام اللہ علیہا سے بڑھ کر کسی کو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے مشابہ نہیں دیکھا اور جب فاطمہ سلام اللہ علیہا آپ کی بارگاہ میں حاضر ہوتیں تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ان کے لیے کھڑے ہو جاتے' ان کا ہاتھ پکڑ کر اسے بوسہ دیتے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھاتے۔

وَكَانَ اِذَا دَخَلَ عَلَيْهَا قَامَتْ اِلَيْهِ فَأَخَذَتْ بِيَدِهٖ فَقَبَّلَتْهُ وَاَجْلَسَتْهُ فِىْ مَجْلِسِهَا.

"اور جب حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لے جاتے تو وہ آپ کے لیے کھڑی ہو جاتیں' آپ کے دستِ اقدس کو پکڑ کر بوسہ دیتیں اور اپنی جگہ بٹھاتیں۔"

(سنن ابوداؤد' کتاب: الادب ۴/ ۳۵۵' الرقم: ۵۲۱۷)

دعوتِ عمل

موجودہ دَور میں چڑچڑاپن بڑھتا جا رہا ہے...... والدین نے اولاد کو اور اولاد

نے والدین کو بلانا ترک کر دیا ہے...... ہر بندہ ذہنی مریض بنتا جا رہا ہے...... گھروں میں سکون و راحت کا فقدان ہے...... اگر والدین سرکارِ دو جہاں ﷺ اور اولاد حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا جیسا طرزِ عمل اختیار کر لیں تو گھروں میں امن و سکون اور پیار و محبت کے گلستان مہک اُٹھیں گے۔

ان شاء اللّٰہ تعالیٰ عزوجل

❋❋❋❋❋

Marfat.com

(د) آداب بجالانا

توحید باری تعالیٰ اور نفی شرک کے بعد ماں باپ کی تعظیم و تکریم اور پاسِ ادب کو سب سے بڑھ کر اہمیت حاصل ہے یہاں تک کہ ان کے کافر و مشرک اور فاسق و فاجر ہونے کو بھی نظر انداز (Ignore) کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

☆☆☆☆

آداب بجالانے کے چند زریں اصول

(۱) والدین کو نام لے کر نہ پکاریں بلکہ تعظیم کے کلمات سے یاد کریں۔

(۲) کھانے پینے، کلام کرنے وغیرہ میں ان سے پہل نہ کریں۔

(۳) ان کی طرف پشت نہ کریں۔

(۴) مجلس میں ان سے بلند نشست پر نہ بیٹھیں۔

(۵) والدین کی بات کو رد نہ کریں اگر وہ غلطی پر ہوں تو نہایت نرمی اور حکمتِ عملی سے ان کی اصلاح کریں۔

(۶) والدین کی خدمت خود اپنے ہاتھ سے کریں۔ کسی ملازم وغیرہ سے ان کی خدمت نہ لیں البتہ اگر ضعف کی وجہ سے ان کے لیے ملازم رکھنے کی ضرورت ہو تو جائز ہے تاہم اس حالت میں بھی خود خدمت بجالائیں تو سعادت مندی اور باعثِ برکت ہے۔

(۷) چلتے ہوئے والدین کے آگے نہ چلیں البتہ اگر ضرورت ہو تو جائز ہے مثلاً راستہ صاف کرنا ہو اندھیرا ہو اس کا آگے جانا لازم ہو۔

Marfat.com

(۸) والدین کی حتی المقدور امامت نہ کریں اگرچہ بچہ ان سے زیادہ عالم ہو۔ والدین کی اجازت سے ان کی امامت کرانا جائز ہے۔

(۹) ضعف' بیماری اور بڑھاپے میں والدین کا بول و براز وغیرہ صاف کرتے وقت ناگواری محسوس نہ کریں کیونکہ بچپن میں وہ تیرے بول و براز کو بغیر ناگواری کے صاف کرتے رہے۔

(۱۰) والدین اگر موجود نہ ہوں یا کسی کو ان کے اسمائے گرامی بتانا ہوں تو اس ضرورت کے تحت والدین کا نام لے سکتے ہیں۔

(۱۱) بڑھاپے میں جب کہ والدین کے مزاج میں سختی' چڑچڑاپن اور زود رنجی پیدا ہو جاتی ہے اس وقت خاص طور پر ان سے نرمی سے پیش آئیں۔ ان کی بات کو رد نہ کریں' ان سے کرخت لہجے میں گفتگو نہ کریں۔

باپ کے آگے چلنا نافرمانی ہے

حضرت علی بن ظلیق بیان کرتے ہیں' میں نے ابن محیریز کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو شخص اپنے ابا جی کے آگے چلتا ہے' وہ ان کا نافرمان ہے۔ اِلّا یہ کہ اس کا آگے چلنا ان کے راستہ سے کسی تکلیف دہ چیز کو ہٹانے کی غرض سے ہو (تو پھر ٹھیک ہے) اور جو شخص اپنے ابا جی کو ان کے نام یا کنیت سے بلائے وہ نافرمانی کرتا ہے۔ اِلّا یہ کہ یوں کہے' اے ابا جان!

(علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص:۱۱۲)

آواز بلند ہونے پر...... دو غلام آزاد کیے

ابن عون رحمہ اللہ تعالیٰ کے متعلق روایت ہے کہ ان کی ماں نے ان کو آواز دی تو جواب میں ان کی آواز ماں کی آواز سے بلند ہو گئی اس پر انہوں نے دو غلام آزاد

Marfat.com

کیے (تب جا کر ان کی ذہنی خلش دُور ہوئی اور ضمیر مطمئن ہوا۔) (ایضاً ص:۸۸)

ادب پہلا قرینہ ہے......

سفیان بن عینیہ بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص سفر سے آیا' گھر داخل ہوا تو ان کی والدہ کھڑی نماز پڑھ رہی تھیں اس مردِ خدا نے یہ گوارا نہ کیا کہ ان کی والدہ کھڑی ہو اور وہ بیٹھ جائے اور ان کی والدہ ان کے ارادہ کو بھانپ گئیں تو اس نے نماز کو خوب لمبا کر دیا تا کہ اس کے بیٹے کو زیادہ سے زیادہ اجر و ثواب حاصل ہو۔

(ایضاً ص:۸۹)

والدین کو مشورہ دینا ہو تو کیسے دیں؟

اگر والدین اولاد کو مشیر بنا دیں تو مشیر ہی رہنا چاہیے' آمر نہیں بن جانا چاہیے یعنی والدین کسی کام میں اولاد سے مشورہ طلب کریں تو حکم چلانے کی بجائے صرف مشورہ ہی دینا چاہیے۔

والدین کو مشورہ دیتے وقت درج ذیل امور کا خیال رکھیں:

(۱) عاجزانہ انداز میں رائے دیں مثلاً یہ مکان اس طرح بنا لیا جائے' دُکان خرید لی جائے وغیرہ

(۲) اپنے مشورہ پر اصرار نہ کریں کہ ضرور ایسا ہی ہونا چاہیے۔

(۳) اپنی رائے دینے کے بعد فیصلہ والدین کے سپرد کر دیں اور حکم ماننے کے لیے تیار رہیں۔

(۴) جب تک والدین آپ سے مشورہ طلب نہ کریں تب تک آپ اپنی رائے کا اظہار نہ کریں۔

(۵) جب دوسرے بہن بھائی اپنی رائے دے رہے ہوں تو درمیان میں ان کی بات کو نہ کاٹیں بلکہ غور سے سن کر اپنی رائے دیں۔

Marfat.com

(۶) اگر والدین آپ کی رائے سے متفق نہ ہوں تو نہایت مؤدبانہ انداز میں اپنے والدین کی بات مان لیں۔

والدین کے سامنے بات کرنے کا سلیقہ

(۱) والدین کے ساتھ ادب سے پیش آنا چاہیے' ان کے سامنے اپنی آواز کو پست کر لینا چاہیے۔

(۲) جب والدین بات کر رہے ہوں تو درمیان میں بولنا نہیں چاہیے۔

(۳) دورانِ گفتگو اگر کوئی بات یاد آ جائے تو جب والدین اپنی بات پوری کر لیں تب پوچھنا چاہیے۔

(۴) جب والدین آپ سے مخاطب ہوں تو ان کی پوری بات سننی چاہیے۔

(۵) جب والدین آپ سے کوئی بات پوچھیں تو ان کی بات مکمل ہونے کے بعد جواب دیں۔

ان شاء اللہ ان امور اور اصول وضوابط پر جو عمل کرے گا اسے بھی خوشیاں نصیب ہوں گی اور اس کے والدین بھی مسرت و اطمینان سے زندگی بسر کریں گے۔

اللہ کریم ایسا کرنے کی توفیق بخشے۔ (آمین ثم آمین)

❁❁❁❁❁

Marfat.com

(۵) خرچ کرنا

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

قُلْ مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ وَالْاَقْرَبِيْنَ ۝

''فرمادیں جس قدر بھی مال خرچ کرو (درست ہے) مگر اس کے حق دار تمہارے ماں باپ ہیں اور قریبی رشتہ دار ہیں۔'' (پ:۲' البقرہ:۲۱۵)

اگر والدین بھی مال کے محتاج ہوں اور دوسرے لوگ بھی تو والدین کا حق سب سے مقدم ہے۔ والدین کافر بھی ہوں تو بھی ان پر خرچ کرنا چاہیے' ان کا حق پدری پھر بھی ساقط نہیں ہوتا۔

شانِ نزول

حضرت عمرو بن الجموع بہت بوڑھے اور مال دار تھے' انہوں نے عرض کی:

''یارسول اللہ ﷺ! ہم کس چیز کا صدقہ کریں اور کس شخص پر خرچ کریں؟''

تو اللہ تعالیٰ نے مذکورہ آیت نازل فرمائی:

مَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ خَيْرٍ فَلِلْوَالِدَيْنِ

میں خیر سے مراد مال ہے اور پورے جملے کا مفہوم یہ ہے کہ تم اپنے مال سے جو چیز بھی خرچ کرو خواہ تھوڑا ہو یا زیادہ وہ والدین (وغیرہما) کے لیے ہے یہاں والدین پر خرچ کرنے کا ذکر پہلے اس لیے کیا کہ اولاد پر ان کا حق واجب ہے کیونکہ وہ دونوں اولاد کو عدم سے وجود میں لانے کا سبب ہیں۔

(تفسیر الخازن: ۱ر۱۴۷' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

Marfat.com

والدین کے لیے خرچ کرنا...... نیکی میں شامل ہے

حضرت ہشام بن حسان بیان کرتے ہیں کہ حضرت حسن سے والدین کے ساتھ نیکی اور حسنِ سلوک کے متعلق سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا:

اَنْ تَبْذُلَ لَهُمَا مَا مَلَكْتَ وَتُطِيعَهُمَا مَالَمْ يَكُنْ مَعْصِيَةٌ ۔

''والدین کے ساتھ نیکی کرنا یہ ہے کہ تمہاری ملکیت میں جو کچھ ہے سب ان کے لیے خرچ کرو اور ان کا کہنا مانو جب تک وہ کسی بُری بات کا حکم نہ دیں۔''

(علامہ ابن جوزی رحمتہ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص: ۶۷' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

سب کچھ والدین کا صدقہ ہی تو ہے

والدین اولاد کے مال میں بقدرِ ضرورت تصرف کرنے کے مجاز ہیں۔ اولاد کا مال بغیر ان کی اجازت سے بقدرِ کفایت استعمال کر سکتے ہیں۔ حضور پاک ﷺ نے ایسے ایک مقدمہ میں فیصلہ دیا۔ حدیث شریف میں ہے:

عَنْ جَابِرِ بْنِ عَبْدِ اللّٰهِ اِنَّ رَجُلًا قَالَ: يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنَّ لِیْ مَالًا وَوَلَدًا وَاِنَّ اَبِیْ يُرِيْدُ اَنْ يَحْتَاجَ مَالِیْ: فَقَالَ اَنْتَ وَمَالُكَ لِاَبِيْكَ ۔

''حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ ایک شخص بارگاہِ رسالت مآب ﷺ میں حاضر ہوا اس نے عرض کی:

''یارسول اللہ ﷺ! میرے پاس مال بھی ہے اور میری اولاد بھی لیکن میرا باپ میرا مال لینا چاہتا ہے۔''

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

Marfat.com

''تیرا مال اور تو خود تیرے باپ کی ملک میں ہے۔
(تیرا والد تیرے مال سے اپنی ضرورت پوری کرسکتا ہے)

(سنن ابی داؤد:۳/۲۷۵، الرقم:۳۵۳۰، مسند امام احمد:۲/۲۰۴، الرقم:۶۹۰۲، احکام القرآن:۵/۲۰۷، بحوالہ تفسیر روح المعانی:۱۵/۷۰)

سیّدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ ایک جوان نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا:

يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! يُرِيْدُ أَبِىْ أَنْ يَّأْخِذَ مَالِىْ .

''اے اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم! میرا باپ میرے مال پر قبضہ جمانا چاہتا ہے۔''

رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

اِئْتِ بِاَبِيْكَ عِنْدِىْ .

''اپنے باپ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔''

وہ جوان باپ کے پاس گیا اور کہا' رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے آپ کو اپنے دربار میں حاضر ہونے کا حکم فرمایا ہے اس لیے آپ چلیں۔

باپ آیا تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے فرمایا:

يَقُوْلُ ابْنُكَ اَنْتَ تَأْخُذُ مَالَهٗ .

''تمہارے بیٹے نے شکایت کی ہے کہ تم اس کے مال پر قبضہ کرنا چاہتے ہو؟''

باپ گویا ہوا:

''اے اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم! ذرا میرے بیٹے سے پوچھیں کہ آیا میں نے اپنے اور بچوں کے اخراجات کے لیے اس کا مال لیا ہے یا اس کے رشتہ

Marfat.com

داروں کے اخراجات کے لیے لیا ہے۔''

اسی دوران حضرت جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بتلایا:

یَارَسُوْلَ اللهِ ﷺ! قَالَ هٰذَا الشَّیْخُ فِیْ نَفْسِهٖ شِعْرًا مَا وَصَلَ اِلٰی اُذُنِهٖ۔

''اے اللہ کے رسول ﷺ! اس بزرگ نے دل ہی دل میں چند اشعار کہے ہیں جن کی رسائی اس کے کانوں تک نہیں ہوئی ہے۔''

رسولِ اکرم ﷺ نے بزرگ سے دریافت فرمایا:

هَلْ قُلْتَ فِیْ نَفْسِكَ شِعْرًا؟

''کیا تم نے اپنے دل میں کچھ اشعار کہے ہیں؟''

بزرگ نے اس کی تصدیق کی اور عرض کیا:

لَایَزَالُ یَزِیْدُنَا اللهُ تَعَالٰی بِكَ بَصِیْرَةً وَّیَقِیْنًا۔

''اللہ تعالیٰ آپ کے بارے میں ہماری بصیرت اور یقین میں برابر اضافہ کرتا رہتا ہے۔''

چنانچہ اس کے بعد بزرگ نے اپنے دل میں کہے ہوئے سات اشعار سنائے۔ ان اشعار کا مختصر مفہوم درج ذیل ہے:

''یہ پیدا ہوا تھا تو میں نے اس کی دیکھ بھال میں بڑی مشقتیں برداشت کی تھیں، اسے بخار ہو جاتا تو میری نیند حرام ہو جاتی، میں رات بھر جاگتا رہتا۔ میرا دل بیٹے کی تکلیف کو دیکھ کر خوف زدہ ہو جاتا اور میں گھبرا اٹھتا حالانکہ میرے دل کو یہ بھی معلوم تھا کہ موت تو کسی نہ کسی دن آنی ہی ہے مگر یہ رشتہ ہی ایسا ہوتا ہے کہ مرتے دم تک بیٹے کو تحفظ

Marfat.com

فراہم کرنا باپ اپنا فرض سمجھتا ہے لیکن آج مجھے اپنے بیٹے کے
ناروا سلوک سے ایسا لگ رہا ہے جیسے میں اس کا باپ نہیں بلکہ غیر
ہوں۔

بیٹے! جب تم نے جوانی کی دہلیز پر قدم رکھا تو میں تمہارے بارے میں
حسین خواب دیکھنے لگا کہ میرا بیٹا جوان ہو کر کمائے گا' میرا ہاتھ بٹائے
گا۔ سبحان اللہ! تم نے مجھے کیا خوب بدلا دیا کہ میرے بارے میں تمہارا
انداز ہی بدل گیا' تمہارا رویہ سخت ہو گیا' تم مجھ سے معمولی سا تعاون کر
کے میرے بہت بڑے محسن بن بیٹھے اب میں تمہارے احسان تلے دبا
ہوا ہوں۔ کاش! تم حقوقِ والدین سے بخوبی آگاہ ہوتے تاکہ تم
میرے ساتھ غیر جیسا معاملہ نہ کرتے۔"

یہ واقعہ بیان کرنے والے صحابی سیدنا جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے
جب یہ اشعار سنے تو رو پڑے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بزرگ کے بیٹے کا گریبان پکڑا اور
فرمایا:

اِذْهَبْ أَنْتَ وَ مَالُكَ لِأَبِيكَ .

"چلے جاؤ! تم اور تمہارا مال سب تمہارے باپ کا ہے۔"

اس واقعہ سے باپ کے حقوق کا پتہ چلتا ہے کہ ایک بیٹے پر باپ کا کتنا حق
ہے اور یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ خواہ باپ بیٹے کا پورا مال خرچ کر ڈالے' بیٹے کو اس پر
باپ سے ناراض نہیں ہونا چاہیے کہ باپ ہی کے وجود سے بیٹے کا وجود ہے اسی لیے
نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مذکورہ حدیث میں بیٹے کو ملامت کرتے ہوئے فرمایا کہ:

"جاؤ تمہارا ہی نہیں بلکہ تمہارے تمام مال کا مالک بھی تمہارا باپ ہی ہے۔"

(والدین' ص: ۸۶' مطبوعہ: دارالسلام' بحوالہ: دلائل النبوۃ: ۳۰۵/۶)

Marfat.com

درسِ ہدایت

مذکورہ واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ باپ اپنے تمام مال میں تصرف کا حق رکھتا ہے اور بیٹے کو اس پر شکوہ کرنے کی بھی اجازت نہیں کیونکہ وہ بیٹا باپ کی وجہ سے ہی دنیا میں آتا ہے اور مال بھی اسی کا صدقہ ہے۔

ایک دلچسپ اور سبق آموز واقعہ

یہ واقعہ بنی اسرائیل کا ہے' ان میں سے ایک شخص انتہائی مال دار تھا اس کی نرینہ اولاد نہیں تھی۔ ایک بھتیجے کے علاوہ اس کا کوئی وارث نہیں تھا۔ مال دار آدمی کی وفات کا وقت آن پہنچا مگر اس کے بھتیجے کو لالچ آن پہنچا اس نے مال دار چچا کو وقت سے پہلے ہی مار ڈالا تاکہ اس کی تمام دولت حاصل کر لے۔ قتل کرنے کے بعد اس نے چالاکی یہ کی کہ لاش ایک دوسری بستی میں لے جا کر کسی کے صحن میں پھینک دی تاکہ اس پر کسی کو شک نہ ہو سکے۔

صبح ہوتے ہی وہ ڈرامائی انداز میں شور مچانے لگا اور ''خون کا بدلہ چاہیے' خون کا بدلہ چاہیے'' کی دہائی دینے لگا اس نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر قتل کا مقدمہ چند بے گناہ افراد پر دائر کر دیا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان لوگوں سے باز پرس کی تو انہوں نے اپنی برأت کا اظہار کیا اور ٹھوس دلیلوں سے ظاہر کر دیا کہ ہم قتل کے اس معاملے سے بے خبر ہیں۔ ہمارے اوپر قتل کا الزام سراسر ناانصافی ہے۔ ہم مکمل طور پر بے گناہ ہیں' مقدمہ کی سماعت کے بعد سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کے لیے فیصلہ کرنا دشوار ہو گیا۔

حاضرین نے تجویز پیش کی کہ آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ وہ قاتل کا پردہ فاش کر دے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو یہ تجویز پسند آئی۔ انہوں نے اللہ سے دعا کرنے کے بعد اللہ کا یہ فرمان سنایا:

Marfat.com

اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تَذْبَحُوْا بَقَرَةً ۔ (پ:۱ البقرہ:۶۷)

”اللہ تعالیٰ تمہیں ایک گائے ذبح کرنے کا حکم دے رہا ہے۔“

بنی اسرائیل کہنے لگے:

”اے موسیٰ علیہ السلام! آپ ہمارے مقدمے کی سماعت کے بعد اسے حل کرنے کی بجائے ہمارا مذاق اڑا رہے ہیں؟ یہ کیا بات ہوئی؟ ہم نے تو آپ سے مقتول کے قاتل کا پتہ لگانے کے بارے میں درخواست کی ہے اور آپ ہیں کہ ایک گائے ذبح کرنے کا حکم صادر کر رہے ہیں۔ بھلا قاتل اور مقتول کے قضیے میں گائے ذبح کرنے کا سوال کہاں سے آ گیا؟“

بنی اسرائیل بڑی عجیب و غریب قوم تھی' اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ ماننا اور اس پر مختلف انداز میں طرح طرح کے اعتراضات لگانا ان کا عام وطیرہ تھا۔ انہوں نے اس حکم پر بھی اپنی پرانی عادت کے مطابق عمل کیا۔ وہ حکمتِ الٰہی سے بے خبر تھے۔ انہیں اس بات کا شعور نہ تھا کہ انہیں یہ حکم دینے والا کوئی معمولی انسان نہیں بلکہ نبی علیہ السلام نے انہیں یہ حکمِ الٰہی سنایا تھا۔ سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ اَنْ اَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ۔ (پ:۱ بنی اسرائیل:۶۷)

”میں ایسا جاہل بننے سے اللہ تعالیٰ کی پناہ پکڑتا ہوں۔“

مطلب یہ ہے کہ میں ایک نبی ہوں' میری شان کے خلاف ہے کہ میں اپنے مومن بھائیوں کا مذاق اڑاؤں۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ تم میرے پاس ایک مقتول کا مقدمہ لے کر آئے ہو اور میں اس مقدمہ کو حل کرنے کے بجائے تمہیں اپنے مذاق کا نشانہ بناؤں؟“

بنی اسرائیل کو جب یقین ہو گیا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جو حکم فرما رہے ہیں

یہ ان کی طرف سے نہیں بلکہ منجانب اللہ ہے تو انہوں نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ:

''چلیں ہم گائے تو ذبح کرتے ہیں مگر ذرا ہمیں یہ بھی بتلا دیں کہ وہ گائے کیسی ہونی چاہیے اور کن کن کمالات کی حامل ہونی چاہیے؟''

بنی اسرائیل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گائے کی نوعیت دریافت کر کے خواہ مخواہ اپنے مقدمہ کو پیچیدہ بنا دیا اگر وہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے حکم کے مطابق فوراً کوئی بھی گائے ذبح کر دیتے تو مقصد پورا ہو جاتا لیکن انہوں نے گائے کی نوعیت کے بارے میں پے در پے سوال کر کے خود ہی مقدمے کو اُلجھا دیا۔ چنانچہ ان کا بے جا سوال اللہ تعالیٰ کو بھی پسند نہ آیا۔ اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے مقدمہ کو پیچیدہ بنا کر انہیں مشکلات میں ڈال دیا۔

یہ جو کچھ ہوا اس کے پسِ پردہ بھی دراصل ایک حکمت کارفرما تھی اس بارے میں مختلف مفسرین نے جو کچھ لکھا اس کا خلاصہ یہ ہے:

''بنی اسرائیل ہی میں ایک آدمی تھا اس کا ایک ہی بچہ تھا' اس کے پاس ایک گائے کا بچھڑا تھا جب اس کے مرنے کا وقت قریب آیا تو وہ اپنے بچھڑے کو لے کر جنگل کی طرف گیا۔ یہ بچھڑا اس کی محنت کی کمائی اور اس کی زندگی بھر کا سرمایہ تھا۔ جنگل میں پہنچ کر اس نے بچھڑے کو چھوڑ دیا اور کہا:

''الٰہی! میں نے تیرے بھروسے پر گائے کے بچھڑے کو جنگل کے حوالے کیا ہے یہاں تک کہ میرا بچہ بڑا ہو جائے (اور اس گائے کا مالک بن جائے)''

گائے جنگل میں گھومنے پھرنے لگی' وہ نوخیز تھی' کسی بھی انسان کو دیکھتے

Marfat.com

ہی بھاگ کھڑی ہوتی' کچھ دنوں بعد اس آدمی کا انتقال ہو گیا۔ وہ پسماندگان میں بیوی اور ایک چھوٹا سا بچہ چھوڑ گیا۔ باپ کے انتقال کے بعد بیٹے کی پرورش و پرداخت کی ذمہ داری ماں پر عائد ہوئی۔ ماں نے اپنی حیثیت کے مطابق پرورش و پرداخت کے تقاضے پورے کیے۔ وقت کے ساتھ ساتھ بچہ بھی نشوونما پاتا گیا۔ ایک دن آیا کہ وہ جوانی کی دہلیز پر قدم رکھ چکا تھا' وہ ماں کا انتہائی وفادار' فرماں بردار اور خدمت گزار تھا۔

اس نوجوان نے رات کو تین حصوں میں تقسیم کر رکھا تھا۔ ایک تہائی رات اللہ تعالیٰ کی عبادت میں گزارتا' ایک تہائی نیند سوتا اور ایک تہائی وقت اپنی ماں کی خدمت میں بسر کرتا اس کا روزانہ کا معمول تھا کہ وہ صبح ہوتے ہی جنگل کی طرف روانہ ہو جاتا' جنگل میں لکڑیاں چنتا' انہیں پیٹھ پر لاد کر بازار لے جا کر فروخت کرتا جو بھی آمدنی ہوتی اس میں سے ایک تہائی مال اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیتا۔ ایک تہائی کھانے پینے میں خرچ کرتا اور ایک تہائی لا کر اپنی ماں کے ہاتھ پر رکھ دیتا۔

ماں نے ایک روز بیٹے سے کہا:

''تمہارے والد نے ورثہ میں ایک گائے چھوڑی ہے' وہ گائے فلاں جنگل میں ہے' مرنے سے پہلے تمہارے والد نے اسے اللہ کے بھروسے پر جنگل میں لے جا کر چھوڑ دیا تھا تا کہ جب تم بڑے ہو جاؤ تو اس کے مالک بن جاؤ۔ تم اس جنگل میں جاؤ اور سیّدنا ابراہیم' اسماعیل' اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے ربّ سے دعا کرو کہ وہ گائے تمہیں واپس کر دے اور ہاں اس کی نشانی یہ ہے کہ جب تمہاری نگاہ اس پر

Marfat.com

پڑے گی تو تمہیں یوں محسوس ہوگا جیسے اس کی کھال سے سنہری شعاعیں نکل رہی ہیں۔"

نوجوان نے ماں کے حکم کی تعمیل کی اور اس جنگل کی طرف چل پڑا جس کی ماں نے نشاندہی کی تھی۔ تلاشِ بسیار کے بعد اسے گائے نظر آ گئی اس نے آواز دی:

"میں سیّدنا ابراہیم، اسماعیل، اسحاق اور یعقوب علیہم السلام کے رب کا واسطہ دے کر تجھے اپنے پاس بلاتا ہوں۔"

یہ آواز سنتے ہی گائے نوجوان کی طرف دوڑ پڑی اور چند لمحے بعد وہ نوجوان کے سامنے کھڑی تھی۔ نوجوان نے اس کی گردن میں رسی ڈالی اور جنگل سے گھر کی طرف روانہ ہو گیا اسی دوران اللہ تعالیٰ نے گائے کی زبان کھول دی اور وہ نوجوان سے مخاطب ہو کر بولی:

"ماں کے ساتھ حسنِ سلوک کرنے والے جوان! میرے اوپر سوار ہو جاؤ اس طرح تمہیں آسانی ہوگی۔"

نوجوان گویا ہوا:

"میری ماں نے مجھے تمہاری پیٹھ پر سواری کرنے کا حکم نہیں دیا اس نے اتنا ہی کہا کہ گائے کو گردن سے پکڑ کر لانا۔"

گائے بولی:

"بنی اسرائیل کے رب کی قسم! اگر تم میرے اوپر سوار ہو جاتے تو مجھ پر ہرگز قابض نہیں ہو سکتے تھے۔ چلو! اب اگر تم پہاڑ کو بھی اپنے ساتھ چلنے کا حکم دو گے تو وہ بھی اپنی جڑ سے اکھڑ کر تمہارے ساتھ چلنے لگے گا یہ اپنی ماں کے ساتھ تمہارے حسنِ سلوک کا صلہ ہے۔"

نوجوان گائے کو لے کر ماں کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ ماں نے بیٹے سے کہا:

''یہ تم بھی جانتے ہو کہ تمہارے پاس اس گائے کے سوا کوئی مال نہیں ہے' دن بھر مشقت کر کے لکڑیاں چنتے ہو اور رات کو اللہ کی عبادت میں مشغول رہتے ہو' جاؤ اور اس گائے کو بیچ آؤ تا کہ تمہاری مالی حالت کچھ مستحکم ہو جائے۔''

بیٹے نے پوچھا:

''امی جان! میں گائے کی کیا قیمت لوں؟''

ماں:

''تین دینار قیمت بتانا اور ہاں میرے مشورہ کے بغیر مت بیچنا۔''

نوجوان گائے کو لے کر بازار پہنچ گیا۔ وہ گاہک کا انتظار کر رہا تھا اسی دوران ایک فرشتہ انسانی شکل میں نمودار ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے فرشتے کو نوجوان کا امتحان لینے بھیجا تھا کہ دیکھیں وہ ماں کی فرماں برداری میں پورا اُترتا ہے یا اپنے نفس کی بات پر جھک جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو سب کچھ معلوم تھا مگر وہ بندے کو آزمائش میں ڈال کر کھرے اور کھوٹے کی پہچان کرتا ہے' بندے کا امتحان لیتا ہے۔

فرشتے نے پوچھا:

''یہ گائے کتنی قیمت میں فروخت کرو گے؟''

نوجوان نے کہا:

''تین دینار میں بشرطیکہ اپنی ماں سے پوچھ لوں۔''

فرشتے نے کہا:

Marfat.com

''میں چھ دینار دے رہا ہوں' ماں سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔ دینار لو اور گائے مجھے دے دو۔''

نوجوان نے کہا:

''اگر تم مجھے اس گائے کے برابر سونا بھی دو گے تب بھی میں اپنی ماں سے مشورہ کیے بغیر تمہیں نہیں دوں گا۔''

فرشتے نے کہا:

''تو پھر جاؤ اور اپنی ماں سے مشورہ کرنے کے بعد آ جاؤ۔''

نوجوان بازار سے گھر کو روانہ ہوا اس نے اپنی ماں کو وہ ساری باتیں کہہ سنائیں جو بازار میں سامنے آئی تھیں۔ گائے کی قیمت کے بارے میں بھی بتلایا۔ ماں نے کہا:

''جاؤ گائے کی قیمت چھ دینار بتانا مگر بیچنے سے پہلے مجھ سے پوچھ لینا۔''

نوجوان گائے لے کر بازار پہنچا تو وہی فرشتہ آدمی کی شکل میں دوبارہ اس کے پاس آیا اور کہا:

''اپنی ماں سے مشورہ کر کے آ گئے؟ کیا کہا ہے تمہاری ماں نے؟''

نوجوان نے کہا:

''ہاں! میں نے اپنی ماں سے مشورہ لیا ہے اس نے چھ دینار میں فروخت کرنے کی حامی تو بھر لی ہے البتہ فروخت کرنے سے پہلے اس نے مشورہ لینے کو کہا ہے۔''

فرشتے نے کہا:

''میں تمہیں بارہ دینار دینے کو تیار ہوں مگر مجھے گائے ابھی چاہیے۔ ہو

Marfat.com

پیسہ لو گائے دے دو' ماں سے پوچھنے کی ضرورت نہیں۔"

نوجوان نے کہا:

"نہیں! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا' میں اپنی ماں سے پوچھے بغیر کسی قیمت پر گائے فروخت نہیں کر سکتا۔"

نوجوان بازار سے واپس آ گیا اور اپنی ماں کی خدمت میں حاضر ہو کر بازار میں ہونے والی ساری باتیں کہہ سنائیں۔ ماں نے بیٹے کی باتیں سن کر فرمایا:

"دراصل تمہارے پاس آنے والا شخص انسانی صورت میں فرشتہ ہے۔ وہ تمہیں آزمانا چاہتا ہے اب اگر وہ آئے تو اس سے پوچھنا کہ ہم اس گائے کو بیچیں یا نہیں؟"

نوجوان نے ماں کے حکم کی تعمیل کی جب فرشتہ بازار میں اس کے پاس گاہک بن کر آیا تو اس نے ماں کا بتلایا ہوا سوال پوچھا۔ فرشتے نے کہا:

"اپنی ماں کے پاس جاؤ اور اس کو بتاؤ کہ وہ گائے کو ابھی اپنے پاس ہی رکھے کیونکہ موسیٰ بن عمران علیہ السلام کی خدمت میں ایک مقتول کا مقدمہ دائر ہو گا' وہ لوگ اسے بھاری قیمت میں خریدیں گے۔"

فرشتے کی تجویز کے مطابق وہ گائے نہیں فروخت کی گئی۔ اللہ تعالیٰ بنی اسرائیل کے ذریعے اس گائے کو بھاری قیمت میں فروخت کرا کے مطیع و فرمان بردار بیٹے کو اچھا بدلا دینا چاہتا تھا۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ بنی اسرائیل نے اللہ کے نبی حضرت موسیٰ علیہ السلام سے گائے کی نوعیت کے بارے میں سوال کر کے اپنے اوپر خواہ مخواہ کا بوجھ ڈال لیا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں جس نوعیت کی گائے ذبح کرنے کا حکم دیا' وہ پوری دنیا

Marfat.com

میں صرف ایک ہی آدمی کے پاس تھی، وہ آدمی یہی نوجوان تھا جس نے زندگی میں کبھی اپنی والدہ کی حکم عدولی نہیں کی تھی بلکہ اس کا تمام تر وقت ماں کی فرماں برداری ہی میں گزرتا تھا۔

سیّدنا موسیٰ علیہ السلام نے جب گائے کی نوعیت کے بارے میں بنی اسرائیل کو بتلایا تو انہوں نے کافی تگ و دو اور تلاشِ بسیار کے بعد نوجوان کے پاس مطلوبہ گائے کو پالیا۔ قیمت یہ مقرر ہوئی کہ گائے کے وزن کے برابر دینار گائے کے مالک کو دیئے جائیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جب گائے سیّدنا موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں لائی گئی تو آپ نے اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے مطابق گائے کا گوشت کاٹ کر اسے مقتول کے جسم پر مارنے کا حکم دیا۔

گوشت کو مقتول کے جسم پر مارنا تھا کہ وہ اللہ کے اِذن سے زندہ ہو گیا اس کے جسم سے خون ٹپک رہا تھا اس نے بتلایا کہ مجھے میرے بھتیجے نے قتل کیا ہے پھر وہ اسی جگہ گر کر مر گیا۔ چنانچہ قاتل کو اس کی وراثت سے محروم کر دیا گیا۔"

(تفسیر الخازن: ۱/۷۰،۲۴ مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور؛ تفسیر بینات القرآن: ۱/۳۹۱، مطبوعہ: مکتبہ نوریہ حسنیہ لاہور)

❀❀❀❀❀

Marfat.com

(و) رحمت وشفقت سے پیش آنا

آج معاشرے (Society) میں والدین سے شفقت ومحبت کرنے کا تصور اس قدر مقید ہو گیا ہے کہ جب تک والدین کمانے کے قابل ہوں' اولاد کے لیے نفع کا سبب بنتے ہیں' دن رات ان تھک محنت کرتے رہیں تب تک اولاد بھی مجبوراً والدین کی خدمت کو اپنا فرض سمجھتی رہتی ہے مگر یہی والدین جب بوڑھے ہو جاتے ہیں' کمانے کے قابل نہیں رہتے' کسی نہ کسی بیماری میں مبتلا ہو جاتے ہیں تو اولاد والدین سے اس قدر بے زار ہو جاتی ہے کہ ان کو اپنے والدین کی وہ قربانیاں یاد نہیں رہتیں جو کہ انہوں نے اپنی جوانی میں اولاد کے لیے دی تھیں۔

☆☆☆☆

حسنِ ادب کی تعلیم......در قرآنِ کریم

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًا ۔ (پ:۱۵' بنی اسرائیل:۲۳)

''اور ان دونوں (والدین) کے ساتھ بڑے ادب سے بات کیا کرو۔''

کریم کا معنیٰ نرم اور لطیف ہے' یعنی والدین کے ساتھ شائستہ' پاکیزہ اور مہذب گفتگو کرے اور ان سے بات کرتے وقت دھیما اور نرم لہجہ اختیار کرے' اونچی آواز سے چلا کر بات نہ کرے اور ان کے نام یا کنیت سے انہیں نہ بلائے بلکہ ابا جان! اور امی جان! کہہ کر بلائے۔ حسنِ ادب اور انسانیت کے تقاضوں کے مطابق اچھے سے اچھا طریقہ اپنانے کی کوشش کرے۔

آیتِ کریمہ میں ارشاد ہوتا ہے:

Marfat.com

وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ ۔

''اور ان دونوں (والدین) کے لیے نرم دلی سے عجز وانکساری کے بازو جھکائے رکھو'' (پ:۱۵، بنی اسرائیل:۲۴)

''الـذل، الـلّين '' ''ذل'' کا معنیٰ نرمی کرنا اور تواضع وانکساری سے پیش آنا اس آیتِ کریمہ میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ انسان کو چاہیئے کہ وہ اپنے والدین کے ساتھ انتہائی عاجزی وانکساری اور تواضع کے ساتھ پیش آئے۔ ان سے بات کرنے میں ان کی طرف دیکھنے میں اور تمام معاملات میں نرم رویہ اختیار کرے اور ان کی طرف گھور کر نہ دیکھے کیونکہ اس طرح غصہ کرنے والے کا دیکھنا ہوتا ہے۔ نیز ارشاد فرمایا:

وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًا ۔

''اور (اللہ کے حضور) عرض کرتے رہو اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے (رحمت وشفقت) سے پالا تھا'' (پ:۱۵، بنی اسرائیل:۲۴)

تربیت اور پرورش کا ذکر خصوصیت کے ساتھ اس لیے کیا ہے کہ بندہ جب اپنے والدین کی شفقت کو یاد کرے گا اور سوچے گا کہ اس کے والدین اس کی پرورش میں کس قدر مشقت اور تکلیف اُٹھاتے رہے ہیں تو اس کے دل میں اپنے ماں باپ کے لیے ہمدردی اور محبت کے جذبات اور بھی زیادہ بڑھیں گے اور وہ دل وجان سے ان کا احترام کرے گا اور زیادہ خدمت کرنے کا اس کے دل میں شوق اور جذبہ پیدا ہوگا۔

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ، کتاب: البر والصلۃ (اردو)، ص:۲۹)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا سینہ..... شفقتوں کا گنجینہ

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اپنی والدہ کے نہایت مطیع اور فرماں بردار تھے ان کی

Marfat.com

والدہ علیحدہ مکان میں رہتی تھی۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا گھر ان کے قریب ہی تھا

اب ذرا مدینہ طیبہ کے قائم مقام گورنر کی شان ملاحظہ کریں۔

اپنے گھر سے نکلتے تو سیدھے اپنی والدہ کے گھر کے دروازے پر کھڑے ہو جاتے اور صدا لگاتے۔

اَلسَّلَامُ عَلَيْكِ يَا اُمَّتَاهُ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ ۔

''اے میری ماں! آپ پر اللہ کی طرف سے سلامتی، رحمت اور برکت نازل ہو۔''

جواب میں والدہ فرماتیں:

وَعَلَيْكَ يَا بُنَيَّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ ۔

''میرے بیٹے! تم پر بھی اللہ کی طرف سے سلامتی، رحمت اور برکت نازل ہو۔''

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے:

رَحِمَكِ اللّٰهُ كَمَا رَبَّيْتِنِيْ صَغِيْرًا ۔

''اللہ آپ پر اس طرح اپنی رحمتیں نازل فرمائے جس طرح آپ نے بچپن میں میری پرورش کی۔''

والدہ جواب میں فرماتیں:

رَحِمَكَ اللّٰهُ كَمَا بَرَرْتَنِيْ كَبِيْرًا ۔

''اللہ تم پر بھی رحمتیں نازل فرمائے جس طرح تم نے میری بزرگی کے ایام میں میری عزت و توقیر کی ہے۔''

(تفسیر دُرِ منثور (اردو) ۴/۲۵۳، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، بحوالہ: الادب المفرد ص: ۹۶، مطبعہ

❀❀❀❀❀

Marfat.com
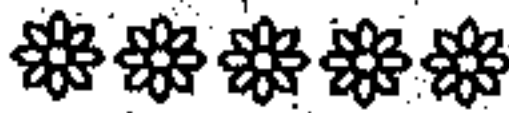
(ذ) اطاعت وفرماں برداری کرنا

والدین کے حقوق یہ ہیں کہ ان کی ہر حال میں اطاعت کی جائے، یہی ان کی عزت (Respect) ہے اور یہی ان کے حقوق کی ادائیگی ہے اگر کوئی والدین کی اطاعت اور ان کی عزت نہیں کرتا تو وہ اپنے اس دعویٰ میں بالکل جھوٹا ہے کہ وہ والدین کے حقوق ادا کر رہا ہے۔ والدین کی اطاعت کے بارے میں نہ صرف رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات ہیں، بلکہ سیّدنا موسیٰ، سیّدنا عیسیٰ علیہما السلام اور رسول اللہ ﷺ کی تعلیمات اس بارے میں یکساں ہیں اور ان تینوں مذاہب میں والدین کا درجہ اللہ تعالیٰ کے بعد انسانی رشتوں میں سب سے بڑا ہے اور اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ ساتھ والدین کی اطاعت کی تاکید بھی کی گئی ہے۔

☆☆☆☆
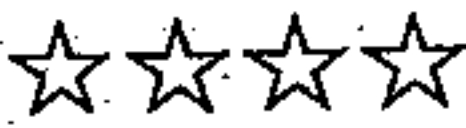
اطاعتِ والدین کی اہمیت

اطاعتِ والدین واجب ہے، دائرۂ اسلام میں رہ کر اپنی اولاد کو جو حکم دیا جائے اس کی پیروی اولاد پر واجب ہے کیونکہ اطاعتِ والدین کی وجہ سے ہی انسان میں اطاعتِ مصطفیٰ اور اطاعتِ خدا کا جذبہ پروان چڑھتا ہے یہاں تک کہ ظالم والدین کی بھی اطاعت وفرماں برداری اور حکم کی پیروی میں کوئی کسر نہیں چھوڑنی چاہیے اس سلسلے میں کئی احادیث میں بہت سخت احکام بیان ہوئے ہیں۔ آیئے پڑھیے فرامینِ مصطفیٰ ﷺ اور ان سے سبق حاصل کیجیے۔

Marfat.com

اطاعتِ خداوندی بھی...... شیوۂ پیغمبری بھی

والدین کے ساتھ نیکی اور صلہ رحمی کے سلسلے میں حضرات انبیاء علیہم السلام اور سلف صالحین کی زندگیوں میں ہمارے لیے بہترین نمونہ موجود ہے اس اسوۂ حسنہ کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

(الف) حضرت اسماعیل علیہ السلام

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام کا کردار اور اپنے باپ کی اطاعت اور فرماں برداری میں مثالی اور قابلِ تقلید تھا۔

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْٓ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْٓ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰٓاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۡ سَتَجِدُنِيْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ○

"پس ہم نے انہیں بڑے بُردبار بیٹے (اسماعیل علیہ السلام) کی بشارت دی پھر جب وہ (اسماعیل علیہ السلام) ان کے ساتھ دوڑ کر چل سکنے (کی عمر) کو پہنچ گیا تو (ابراہیم علیہ السلام نے) فرمایا:

"اے میرے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ میں تجھے ذبح کر رہا ہوں سو غور کرو کہ تمہاری کیا رائے ہے (اسماعیل علیہ السلام نے) کہا ابا جان! وہ کام (فوراً) کر ڈالیے جس کا آپ کو حکم دیا جا رہا ہے اگر اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صبر کرنے والوں میں سے پائیں گے۔"

(پ:۲۳ الصفت: ۱۰۱-۱۰۲)

Marfat.com

(ب) حضرت عیسیٰ علیہ السلام

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان دیکھیں کہ وہ اپنی طرف منسوب باتوں سے برأت کا اظہار کرتے اور اپنی والدہ کے ساتھ کس طرح نیکی اوز برواحسان کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی یہ دو صفتیں بیان کرتے ہوئے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

وَّبَرًّا ۢ بِوَالِدَتِهٖ وَلَمْ يَكُنْ جَبَّارًا عَصِيًّا ۝

''اور وہ خدمت گزار تھے اپنے والدین کے اور وہ جابر (اور) سرکش نہ تھے''۔ (پ:۱۶'مریم:۱۴)

بار کا معنیٰ ہے نیکی کرنے والا اور بر کا معنیٰ ہے نیک' اس آیت میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بار نہیں بلکہ بَرًّا فرمایا ہے یعنی وہ صرف نیکی کرنے والے نہیں ہیں بلکہ مجسم نیکی ہیں۔ نیز فرمایا وہ متکبر نہیں کیونکہ اگر وہ متکبر ہوتے تو اپنی ماں کے ساتھ نیکی کرنے والے نہ ہوتے اگر وہ متکبر ہوتے تو معصیت کرنے والے اور بدبخت ہوتے۔ روایت میں ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ جب میں چھوٹا تھا اس وقت بھی میرے دل میں نرمی تھی۔ بعض علماء نے کہا کہ جو شخص ماں باپ کا نافرمان ہوگا وہ متکبر اور بدبخت ہوگا۔ (تبیان القرآن:۷/۲۷۳)

سبق

یہ آیت اس پر بھی دلالت کرتی ہے کہ نماز پڑھنا' زکوٰۃ ادا کرنا اور ماں باپ کے ساتھ نیکی کرنا گزشتہ اُمتوں پر بھی واجب تھا اور یہ احکام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شریعت میں بھی ثابت تھے اور کسی نبی کی شریعت میں منسوخ نہیں ہوئے۔

Marfat.com

ج) حضرت یحییٰ علیہ السلام

حضرت یحییٰ علیہ السلام کی اپنے والدین کے ساتھ نیکی کی تعریف اور مدح کرتے ہوئے اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

یٰیَحۡیٰی خُذِ الۡکِتٰبَ بِقُوَّةٍ ؕ وَ اٰتَیۡنٰهُ الۡحُکۡمَ صَبِیًّا ۝ وَّ حَنَانًا مِّنۡ لَّدُنَّا وَ زَکٰوةً ؕ وَ کَانَ تَقِیًّا ۝ وَّ بَرًّۢا بِوَالِدَیۡهِ وَ لَمۡ یَکُنۡ جَبَّارًا عَصِیًّا ۝

''اے یحییٰ (ہماری) کتاب (تورات) کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور ہم نے انہیں بچپن ہی سے حکمت و بصیرت (نبوت) عطا فرما دی تھی اور اپنے لطفِ خاص سے (انہیں) دردو گداز اور پاکیزگی و طہارت (سے بھی نوازا تھا) اور وہ بڑے پرہیز گار تھے اور اپنے ماں باپ کے ساتھ بڑی نیکی (اور خدمت) سے پیش آنے والے (تھے) اور (عام لڑکوں کی طرح) ہرگز سرکش و نافرمان نہ تھے۔ (پ:۱۶، مریم:۱۲-۱۴)

(د) حضرت یوسف علیہ السلام

حضرت سیّدنا یوسف علیٰ نبینا و علیہ السلام کی اپنے والدین کے ساتھ بر (نیکی) اور حسنِ سلوک کو بیان کرتے ہوئے اللہ عزوجل قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے:

فَلَمَّا دَخَلُوۡا عَلٰی یُوۡسُفَ اٰوٰۤی اِلَیۡهِ اَبَوَیۡهِ وَ قَالَ ادۡخُلُوۡا مِصۡرَ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِیۡنَ ۝ وَ رَفَعَ اَبَوَیۡهِ عَلَی الۡعَرۡشِ

پھر جب وہ (سب افرادِ خانہ) یوسف (علیہ السلام) کے پاس آئے (تو یوسف (علیہ السلام) نے (شہر سے باہر آ کر ہزار ہا سواریوں، فوجیوں اور لوگوں کے ہمراہ شاہی جلوس کی صورت میں ان کا استقبال کیا اور) اپنے ماں باپ کو تعظیماً اپنے قریب جگہ دی (یا انہیں اپنے گلے سے لگا لیا) اور (خوش آمدید کہتے ہوئے) فرمایا:

Marfat.com

''آپ مصر میں داخل ہو جائیں اگر اللہ نے چاہا (تو) امن و عافیت کے ساتھ (یہیں قیام کریں) اور یوسف (علیہ السلام) نے اپنے والدین کو اوپر تخت پر بٹھالیا۔'' (پ:۱۳' یوسف:۹۹۔۱۰۰)

ہمیشہ اطاعت گزار رہو

والدین کی بات ماننے میں ہی کامیابی ہے۔ مشکل ہو یا آسانی' سردی ہو یا گرمی' دل مانے یا نہ مانے ہر صورت میں والدین کی بات ماننی چاہیے جو لوگ بچپن یا جوانی میں اپنے والدین کے نافرمان ہوتے ہیں تو ان کی اولاد بھی ان کی نافرمان ہوتی ہے۔ والدین کی اطاعت کے لیے ہمیشہ تیار (Ready) رہنا چاہیے اگر وہ کسی چیز کو چھوڑنے کا حکم دیں تو وہ چیز چھوڑ دینی چاہیے۔

امام بیہقی نے حضرت اُم ایمن سے روایت کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے بعض اہلِ بیت کو وصیت فرمائی کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرانا اگرچہ تمہیں عذاب دیا جائے۔ اگرچہ تمہیں جلایا جائے۔ اپنے رب کی اور اپنے والدین کی اطاعت کرو اگرچہ وہ تمہیں ہر چیز چھوڑ کر نکل جانے کا حکم دیں تو تم نکل جاؤ۔

جان بوجھ کر نماز نہ چھوڑنا کیونکہ جو جان بوجھ کر نماز چھوڑتا ہے' اللہ تعالیٰ کا ذمہ اس سے بَری ہو جاتا ہے۔

شراب سے بچو کیونکہ یہ ہر (بُرائی) کی چابی ہے۔

گناہ سے اجتناب کرو کیونکہ یہ اللہ کی ناراضگی کا باعث ہے۔

اپنے گھر والوں سے کسی معاملہ میں جھگڑا نہ کرو اگرچہ تو دیکھے کہ تو حق پر ہے۔

میدان سے کبھی نہ بھاگنا اگرچہ لوگوں پر موت طاری ہو رہی ہے اور تو ان کے درمیان ہو ثابت قدم رہنا۔

Marfat.com

اپنے گھر پر اپنی وسعتِ گنجائش کے مطابق خرچ کرنا۔

اپنے گھر والوں پر ڈنڈا کبھی نہ اُٹھانا اور اللہ کی رضا کے لیے ان پر تخفیف کرنا۔

(تفسیر دُرِ منثور (اردو)، ۴/۴۵۸، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، بحوالہ شعب الایمان: ۶/۱۸۸، دار الکتب العلمیہ بیروت)

❁❁❁❁❁

Marfat.com

اطاعتِ والدین کے ثمرات

جس طرح درخت کو پانی دینے سے...... تعلیم میں محنت کرنے سے...... تجارت میں تگ و دو کرنے سے...... عبادت و ریاضت کی کثرت سے پھل ملتا ہے اسی طرح اطاعتِ والدین سے بھی پھل ملتا ہے۔

☆☆☆☆
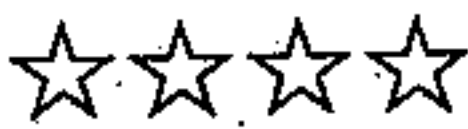
والدین کے اطاعت گزار...... دوزخ میں نہیں جائیں گے

حضور نبی اکرم، رسولِ اعظم، شفیع الامم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے:

رِضَا اللّٰہِ فِیْ رِضَا الْوَالِدَیْنِ وَسَخَطُہٗ فِیْ سَخَطِھِمَا ۔

''اللہ تعالیٰ کی رضا و خوشنودی ماں باپ کی رضامندی پر موقوف ہے اور اللہ تعالیٰ کی ناراضگی ماں باپ کی ناراضگی پر موقوف ہے......

مروی ہے کہ ماں باپ کی فرماں بردار اولاد خواہ (غلطی سے) کچھ کرے دوزخ کی آگ میں نہیں جائے گی اور ماں باپ کی نافرمان اولاد جتنی چاہے نیکیاں کرلے جنت میں داخل نہیں کی جائے گی۔

(تفسیر مدارک التنزیل: ۳۵۹/۲، مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

جنت میں نبیوں کی صحبت نصیب ہوگی

حضرت عمرو بن مرہ جہنی (رضی اللہ عنہ) سے روایت ہے، فرماتے ہیں کہ ایک صاحب

Marfat.com

نبی اکرم ﷺ کی خدمتِ عالی میں حاضر ہوکر عرض کرنے لگے:

''یارسول اللہ ﷺ! میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائقِ عبادت نہیں اور یہ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ (دن میں) پانچ نمازیں پڑھتا ہوں' اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرتا ہوں اور رمضان کے روزے رکھتا ہوں۔''

یہ سن کر نبی پاک ﷺ نے فرمایا:

مَنْ مَّاتَ عَلٰی هٰذَا کَانَ مَعَ النَّبِیّٖنَ وَالصِّدِّیْقِیْنَ وَالشُّهَدَآءِ یَوْمَ الْقِیَامَةِ وَنَصَبَ اِصْبَعَیْهِ مَالَمْ یَعُقَّ وَالِدَیْهِ ۔

جو اس طریقہ پر مر گیا' قیامت کے دن وہ نبیوں' صدیقوں اور شہیدوں کے ساتھ اس طرح ہوگا اور آپ ﷺ نے دو انگلیوں کو ملایا (یعنی جس طرح یہ دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں) بشرطیکہ والدین کی نافرمانی نہ کرتا ہو۔

(الترغیب والترہیب: ۲/۲۵۲' تبیان القرآن: ۱/۴۴۲' شرح موطا امام محمد: ۲/۴۹۰' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

جنت میں آقا کریم کی معیت نصیب ہوگی

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص اپنے والدین کی فرماں برداری کرنے والا اور اللہ رب العالمین کا فرماں بردار ہو وہ جنت میں بلند ترین طبقات میں میرے ساتھ ہوگا۔''

(علامہ ابن جوزی رحمۃ اللہ علیہ' کتاب: البر والصلۃ (اردو)' ص: ۸۱' مطبوعہ: فرید بک سٹال لاہور)

حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی رشک کرتے ہیں

امام احمد رحمہ اللہ نے الزہد میں حضرت عمرو بن میمون رحمہ اللہ سے روایت کیا ہے' فرماتے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام نے عرش کے پاس ایک شخص کو دیکھا تو اس کے مقام و مرتبہ پر رشک کرنے لگے اس کے متعلق پوچھا تو فرشتوں نے کہا:

Marfat.com

''ہم آپ کو اس کے عمل کے متعلق بتاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جو اپنے فضل سے لوگوں کو عطا فرمایا تھا اس پر یہ ان سے حسد نہیں کرتا تھا۔ یہ نہ چغلی کھاتا تھا نہ اپنے والدین کا نافرمان تھا۔''

(تفسیر دُرِ منثور (اردو): ۴/۴۶۳، مطبوعہ: ضیاء القرآن پبلی کیشنز)

اُطاعتِ والدین...... آفات سے بچاتی ہے

تمام مغربی ماہرین مسلسل تحقیق کے بعد اس بات پر پہنچے ہیں کہ (تابع داری) اطاعتِ والدین غیر مرئی شعاعوں کے یونٹ میں ہلچل پیدا کر دیتی ہے اور پھر ان سے مثبت غیر مرئی شعاعیں نکل کر انسان کے جسم میں داخل ہو کر اس کی صحت و تندرستی کا باعث بنتی ہیں اور یہی شعاعیں اس کے گرد ایک مضبوط مرکز قائم کر کے اسے مصائب' آفات' تکالیف سے بچاتی ہیں۔

(سنتِ نبوی ﷺ اور جدید سائنس: ۲/۲۳۱)

مسائلِ شرعیہ

جن باتوں میں اطاعتِ والدین حرام ہے

گناہِ کبیرہ' ترکِ فریضہ اور حرام محض کے ارتکاب میں والدین کی اطاعت حرام ہے۔

(احکام القرآن: ۷/۴۸۹، بحوالہ: الجامع القرآن: ۱۲/۶۰، تفسیر مظہری: ۷/۲۵۶)

جن باتوں میں اطاعتِ والدین جائز نہیں

حضرت سیّدنا سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں اپنی والدہ کا فرماں بردار اور خدمت گزار تھا۔ میری والدہ بھی مجھے ساری اولاد سے زیادہ پیار کرتی تھی جب حضور سیّد عالم ﷺ نے اعلانِ نبوت فرمایا تو میں نے آپ کی دعوت

Marfat.com

پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کرلیا۔ میری والدہ کو میرے مسلمان ہونے کا علم ہوا تو وہ سخت ناراض ہوئی اس نے میرے اسلام کو ناپسند کرتے ہوئے کہا کہ:

''اے سعد! تو نے اپنا ایک نیا دین بنالیا؟ یہ تو نے کیا حرکت کی ہے اگر تو نے اس دین کو نہ چھوڑا تو میں کھانا پینا ترک کر دوں گی یہاں تک کہ میں مرجاؤں گی اور لوگ تجھے طعنے دیا کریں گے کہ ''یہ اپنی ماں کا قاتل ہے''

میں نے کہا:

''اے ماں! ایسا نہ کرو میں اپنے دین کو نہیں چھوڑ سکتا''

مگر وہ بضد رہی اس نے پورا دن کھائے پیئے بغیر گزار دیا پھر دوسرا دن بھی بھوک و پیاس میں گزار دیا جس کی وجہ سے اس کی کمزوری بہت بڑھ گئی جب میں نے اس کی یہ ضد دیکھی تو کہا کہ:

''اے ماں! اچھی طرح سن لے اگر تیری سو جانیں ہوں اور ایک ایک کر کے ساری نکل جائیں تو بھی خدا کی قسم! میں اپنا دین نہیں چھوڑ سکتا۔

اب تیری مرضی ہے کہ تو کھالے اور نہیں تو بے شک نہ کھا۔ میں اپنا دین کسی قیمت پر بھی چھوڑنے کو تیار نہیں جب اس نے میری دین پر استقامت دیکھی تو مایوس ہو کر اس نے کھانا پینا شروع کر دیا۔''

(احکام القرآن: ۷/۲۵۱، بحوالہ تفسیر مظہری: ۷/۱۹۲، تفسیر روح البیان: ۶/۴۵۰، تفسیر روح المعانی: ۲۰/۱۳۹)

والدین سے اللہ کا حق مقدم ہے

والدین کی اطاعت اگرچہ بہت عظیم امر ہے لیکن والدین کا حق اللہ کے حق سے بڑا نہیں۔ اللہ کا حق ہر شے پر مقدم ہے یہی وجہ ہے کہ والدین اگر کفر و شرک یا

Marfat.com

معصیت کا حکم دیں تو ان کی اطاعت نہیں کی جائے گی۔

اللہ تعالیٰ اور اس کے حبیب لبیب علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد سب سے زیادہ ماں باپ تعظیم و اطاعت کے مستحق ہیں مگر گناہ میں جب ان کی اطاعت بھی حرام ہے تو دوسروں کا تو ذکر ہی کیا۔

(ایضاً: ۷/۴۸۷، بحوالہ تفسیر روح المعانی: ۲۰/۱۳۸، تفسیر روح البیان: ۶/۴۵۰)

درسِ عمل

آج کل اگر کسی کو ناجائز کام سے روکیں تو کوئی کہتا ہے کیا کریں جی! میرے دوست ناراض ہو رہے ہیں، کوئی کہتا ہے بہنیں ناراض ہو رہی ہیں۔ کوئی کہتا ہے برادری ناراض ہو رہی ہے۔ کوئی کہتا ہے محلے والے ناراض ہو رہے ہیں۔

پتہ نہیں کس کس کی ناراضگی کا رونا رویا جاتا ہے۔ ناراضگیٔ خدا عزوجل اور ناراضگیٔ مصطفیٰ ﷺ کی پرواہ کیوں نہیں کی جاتی؟ مومنو! ذرا ہوش کرو والدین جن کی اطاعت و فرماں برداری اور رضا و خوش نودی پر انتہائی زیادہ زور دیا گیا ہے، حرام اور ناجائز و ممنوع کام میں جب ان کی اطاعت جائز نہیں تو کسی دوسرے کی کیوں کر جائز ہو سکتی ہے۔

اللہ کریم ہمیں مثبت سوچ عطا فرمائے اور صراطِ مستقیم پر چلائے۔ (آمین ثم آمین)

❀❀❀❀❀
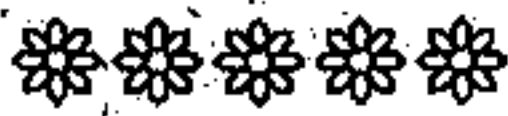
رَبَّنَا لَا تُزِغْ قُلُوْبَنَا بَعْدَ اِذْ هَدَيْتَنَا وَهَبْ لَنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً ۚ اِنَّكَ اَنْتَ الْوَهَّابُ ۔

Marfat.com